بتوفیق چاشنی سنج کلام گرامی فن

نمک خوان فصاحت شور انگیز بلاغت طرازندہ پرزور دیگر

دیوان شور

من تصنیف شاعر طرفہ اندیش مسٹر جارج پیش صاحب المتخلص بشور

در مطبع ممتاز المطالع واقع شہر میرٹھ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لکھوں دیوان ثانی میں وہ مطلع حمد داور کا
ہر اک شعر پہنچا جس سے ہو قند مکرر کا

اگر معنی سے چاہے تو لفاظی بنا میں کر
ہے جس سے دو جہان میں مرتبہ عالی سخنور کا

صفات ظاہری سے اوسکی ہائے ذات کا ہو دل
گراں ہوتا ہے آہن سے زیادہ ہول جوہر کا

قلم کی آبیاری سے ثمر افشان معنی ہو
حریر سادہ پہ نجائے ابھی نقشہ مشجر کا

یقین ہے اہل معنی دیکھہ انکھوں سے رکھیں سر پر
مری تحریر کیا ہے ایک نوشتہ ہی مقدر کا

عجب کیا ہے نشان ایسا ہے دیوان سے اپنا
کہ جیسے آئینہ سے نام ہے روشن سکندر کا

دوئی کا میل جیسے کھو دیا ہے سرمہ نے وحدت کے
نظر آتا ہے جلوہ ہم کو ہر جا تیری مظہر کا

بغیر از بحر پایا ہی کسی نی ساحل معنی
جو ماری دست پا اس بحر مین لکہا ہے شناور کا

بقول شاعر اپنا ہی عقیدہ شور ہی بی شک
جسی حق نی خدا دیوی نہین محتاج زیور کا

پیش آیگا وہ ہی لکہا جو ہی تقدیر کا
اس لئے قایل نہین بندہ کسی تدبیر کا

خون بہا پایا جس نی ناحق عاشق دلگیر کا
جون شفق خون ہو کا دامن گیر اوس بی پیر کا

غرقہ دریا ہوا اوس زلف پیچان کا اسیر
موج نی نقشہ اوتارا صاف جو زنجیر کا

خاکساری سی سواد دولت کوئی دیکہی نہین
اسکی پانی سی ہہین رتبہ ملا اکسیر کا

غیر کی خط مین مجہی آیا ہی جو اونکا سلام
آگیا لکہا میری آگی میری تقدیر کا

عذر اوسکو کیا رہا جو جان و دل ہی دی چکا
کاٹ ڈالا تم نی سر مفت ایسی بی تقصیر کا

شیشہ سان جب چرخ جیسا سنگدل پانی ہوا
کیون نہو مر سون مین اپنی آہ کی تاثیر کا

کہینچلایا جذبۂ دل اپنا اوس بی مہر کو
سیکہہ لی ہمسی کوئی اگر عمل تسخیر کا

آگی پروانہ کی لی منہہ مین زبان شمع کو
ہم سی یہہ دیکہا نہین جاتا ستم گلگیر کا

کہینچلے مجہہ زار جیسی کی اگر مانی شبیہہ
تب مین سمجہون اوسکو ہی کامل فن تصویر کا

مین بیچون وہ سینہ سپر او رو دم وخم تجہہ مین ہی
دو سرو اگر میری پہر جائی تہہ شمشیر کا

آیا پہلو سی جگر مین کی جگر سی دل مین راہ
کیون نہ منت کش ہون تیر انداز کا او تیر کا

شور تم نی جن ردی حرفون سی کاغذ پن قمر
کام دیتا ہے تمہارا خامہ آتشگیر کا

گھر ہمارا اوس جبین کے دل مین گھر ہو جائیگا
بخت ہی برتی اختر طالع قمر ہو جائیگا

سرمی جو کدزیکا اپنی کہتی ہی اول قدم
اوسکا بہی شک کوئی جانان مین گذر ہو جائیگا

یہ طرح ابر سرشک چشم طغیانی پر ہے
جسطرف برسا وہان سنگ ڈگر ہو جائیگا

زلف کافر کی جو پیچ و خم بہری ہم سی ہی
کام اس سودا مین اپنا سر بسر ہو جائیگا

محو ہو گل کی نہ حسن بی بقا پر عندلیب
آج کچھہ رنگ اور کل نوع دگر ہو جائیگا

اوسکی کوچہ مین فرشتہ کا گذر جب ہو محال
پھر کہو کس طرح دخل نامہ بر ہو جائیگا

آئینہ مین روی تابان اپنا جب دیکہو گی تم
دیکھہ لینا دوسرا پیدا قمر ہو جائیگا

تیر مژگان کا تصور جب کہنیگی دل مین ہم
پھر نہ کیون غربال سا اپنا جگر ہو جائیگا

شمع پروانہ کی جلنی پر نہ کر یہہ سرکشی
تاج زرین صبح دم تک بار سر ہو جائیگا

جب تصور اوس لب شیرین کا بندہ جائیگا شور
پھر مزا تلخی کا جون شیر و شکر ہو جائیگا

ساری جہان کی جہنسے تیرا ہی نام نکلا
تیری بغیر کسکا عالم مین کام نکلا

جس لب کو دیکہا اوس سی تیرا کلام نکلا
میری طرح سی شیدا ہر خاص و عام نکلا

گہر سی جو آج باہر وہ خوش خرام نکلا
گویا زمین پر آکر ماہ تمام نکلا

تیرا مریض ہجران دم بہر کا ہے مہمان
دم اسکا صبح نکلا یا وقت شام نکلا

ساری جہان نی تم سی اپنی مراد پائین
ناکام دل کا میری پر کچھ نہ کام نکلا

اوس بزم مین ہی مشکل جانا ہر ایک کو ہمدم
جو اوس جگہہ سی نکلا وہ دل کو تہام نکلا

گردش کسی پہ ایسی ساقی خدا نہ ڈالی
محفل سی اوسکی خالی جسطرح جام نکلا

کیا خاک زندگی ہی اوسکی جہان مین یا رب
جسکا کہ ہر زبان سی بدنام نام نکلا

قاصد نی خط تو میرا پہونچا دیا و لیکن
منہہ سی نہ ڈہکی ہاری پر کچھ پیام نکلا

نالون کا ضبط ہرگز تجہسی نہو سکا دل
سمجھی ہی تجکو پختہ پر تو بہی خام نکلا

ہر جا پہ دیکہا تجکو اور کیفیت کو تیری
مینخانہ کو جو توڑا کوثر کا جام نکلا

وہم و خیال کی ہی وان تک رسائی مشکل
کچھ عرش سی بہی آگی اوسکا مقام نکلا

کل تک تو شور سجن گرجا مین کر رہا تہا
پر آج بتکدہ سی کرتا سلام نکلا

دل اوسی دی راز کو افشا کیا
حضرت عشق آپ نے یہہ کیا کیا

دل لیا تم نی اگر اچھا کیا
جان کر جان لینا یہہ بہی جا کیا

اوسکی در تک جا نسکتی ہی کبھی
رقعو نی کچھ اب رستا کیا

قتل کی لذت کا کیا کیجی بیان
مین تو وقت نزع بھی تڑپھا کیا

وہان حنا ملتی ہی یہان ہم پس گئی
یہہ نیا رنگ آپ نی پیدا کیا

اوسکی مژگان کا تصور دل مین ہای
عمر بہر کانٹا سا ایک کھٹکا کیا

حال دل کہنی کو تہا حیرت سی پر
اوسکا منہہ آئینہ سان دیکھا کیا

بزم مین بیٹھی عدو کی پاس وہ
دل میرا سینہ مین کیا دھڑکا کیا

ہم شب وصل عدو کیا کیا جلی
تم نی ملکر اوس سی جی ٹھنڈا کیا

شاید اب نکلی کوئی رخنہ نیا
روزن در کو جو اوس نی وا کیا

دل دیا جسکو تہا اوسکو جان بھی دی
شور تم نی کام تو اچھا کیا

یقین ہی مجھہ کو کہ جیب و دامن میرا کبھو بھی نہین رہی گا
مگر یہہ دست جنون سمجھہ لی ہمیشہ تو بھی نہین رہی گا

نہ ناز کر یا تو بلبل اتنا کہ گل تو جہان ہی کوئی دم کا
رہا نہ جب وہ چمن مین اگر تو رنگ بو بھی نہین رہی گا

یہہ باتین کہنی کی سب ہین زاہد جو دیکھہ پائی تو اوس صنم کو
تو پھر تیمم کی اصل کیا ہی تیرا وضو بھی نہین رہی گا

کیون آج کرتا ہی ایسی حصت خبر ہی گیا کل کی تجکو ساقی

کہ دورِ چرخِ فلک سی دم مین تیرا سبو بہی نہین رہی گا

کبہی جو دیکہی گا اوس دہن کو نبات نکلی گی منہہ سی ہرگز

پہر اتنا شرمندہ ہوگا غنچہ کہ رو برو بہی نہین رہی گا

یہہ ہی اولجہنا ہی زلفِ پُرخم تو آچکا اب وبال مجہہ پر

مگر سمجہہ لے کہ ایک دن خم یہہ مو بمو بہی نہین رہی گا

سرشک خونکی یہہ ہی ھی آمد جو چشم نم مین تو دیکہہ لینا

اجل سی پہلے ہی پہر بدن مین میری لہو بہی نہین رہی گا

یہی ہین مژگان یہی ہین ابرو تو قاتل اس تیغ و تیر سی پہر

چہنین گے سینی سپر کی صورت کوئی گلو بہی نہین رہیگا

نہ سیوی زخمون کو میری ہرگز کوئی یہہ کہدیوی بخیہ گر سی

کہ شور پہی گا جب یکایک تو پہر رفو بہی نہین رہی گا

تلاشِ راحت کے آسمان سی تو ایک چلن پر نہ حال دیکہا

عدم سی ہستی مین ہی جو آئی تو ہمیشہ گم تہا ملال دیکہا

فلک سی آتری سرزمین پر کہ آب و دانہ سی پائین روزی

وہان تھی بہندی قدم قدم پر یہان جوانی تو جال دیکھا
لٹایا انگارون پر فلک نی تمام شب مثل ماہ جل کر

شراب کیسی کباب کسکا نہ خواب تہا نی خیال دیکھا
جو دیکھا سررشتہ کار اپنا تو سو گرہ مین بندہا ہوا تہا

جو غور کی تو بلا مین اولجھا وبال تن بال بال دیکھا
رسائی دست دعا کو کب ہی فلک سی برآئی کیا تمنا

چمن مین دنیا کی مثل غنچہ ہر ایک دہن بی سوال دیکھا
بلند طبعی سی آسمان پر پرنگ مہ کر سواد روشن

بڑہایا مضمون کا جتنا پایہ کمال دیگر زوال دیکھا
فقیریون فیض یاب کیسی جو خود زمانہ بخیل ٹہہرے

نشان یہہ ہی سرو بہریون کا امیر کو زیر شال دیکھا
دو روزہ اس گلشن جہان مین بہار جمعیت دلی ہی

جو ہنسکی غنچہ نی سر اوٹہایا تو مثل سان پایمال دیکھا

ہوا ہی ای شعور مجہہ پہ روشن خط بتان ہی سواد عالم
جو دیکھا یہہ نقطہ غور کرکے تو مدعا خال خال دیکھا

چرچا اگرچہ عشق مین گھر گھر میرا ہوا
پر حیف ہی کہ ذکر نہ وہان پر میرا ہوا

وہان امتحان جان تو اکثر میرا ہوا
اوس پر بہی حیف ہی کہ نہ دلبر میرا ہوا

سیماب کیطرح نفس گرم لی اوڑا
بیتاب اس قدر دل مضطر میرا ہوا

محراب ابرواون کی ہوئی اوس سر بلند
جس وقت اوسکی سجدہ مین خم سر میرا ہوا

شکوہ ہی اتنا خنجر قاتل کی آب سی
ایکدن کبہی نہ اوس سی گلو تر میرا ہوا

آئینہ جب اوٹہانی کی خدمت مجہی ملی
اقبال بندہ مثل سکندر میرا ہوا

دیکہا نہ انکہہ اوٹہا کی مجہی اوسنی ایکدن
برگشتہ مجہسی جب کہ مقدر میرا ہوا

گہرسی نکل کی وادی وحشت مین جب چلا
مجنون کمال شوق سی رہبر میرا ہوا

مشہور گرچہ ستور ہی پر بانمک بہی ہے
اسواسطے سخن نمکین تر میرا ہوا

چشم کی یاد مین جب وحشت کا دامن پکڑا
درۂ کوہ مین ہر آہو نے مسکن پکڑا

گل کی جب شاخ پہ بلبل نی نشیمن پکڑا
گل نی گلشن مین نہ رسوائی سے مسکن پکڑا

بار آیا نہ رقیبون کی رفاقت سی کبہی
ہم نی سو بار تجہی اوس بت پرفن پکڑا

سایہ مین زلف کی تل دل کو چراتا تہا مدام
چاندنی مین گیا پر آج وہ رہزن پکڑا

مسی آلودہ دہن پر جو گیا اوسکی رشک
اس خطائی ہی کہ گوئی گل سوسن پکڑا

جب چھٹا کوچہ دلدار تو ہاتھہ آیا کچھہ
گو کہ گر پڑتی کبھی گہہ کبھی گلشن پکڑا

زہر کہیا کہا کی رسائی ہوئی کاکل تخت تک
لاکھہ سر مار کی لی سر شتر انا گن پکڑا

زہی قسمت کہ گرا شیشہ نہ جام بلور
ہم نی ہر پیچ کی جو میخانہ کا آنگن پکڑا

اب یہہ چھٹنی کا نہین ہاتھہ سی جائیگو جی
ہم نی مر مر کی ہی اوس شوخ کا دامن پکڑا

خبر آئی ہی خزان کی مگر ای باد صبا
گل چلی بلبلون نی گوشۂ گلشن پکڑا

شور محشر کہین اوٹھتی کی دربار سے اب
جان دیکر تو اونہون نی ہی یہہ مدفن پکڑا

نہ بلبل سان کیا غل اور نہ جون غنچہ پکڑا
کنارہ تونی مجھہ سی کس لئی ای گلبدن پکڑا

نہ پکڑا شمع کا جو ایک نی گل سر محفل
گیا ہی چارہ پروانہ عبث سر لگن پکڑا

دکہا کر ماہ نو دیتا ہی دہوکا ابرو کا
نیا انداز تونی اب یہہ کچھہ چرخ کہن پکڑا

بتا پہانسی کا پہندا فاختہ کی طوق گردن
گیا دہوکہ مین جب شمشاد کی سرو چمن پکڑا

دل خسرو سمجھہ کر بی ستون کو زور ہمت سے
اوڑادی پرزہ تیشہ گر ہی تونی کوہکن پکڑا

رہا مجھکو خطر ہمسکا نہ آجائی کلائی مین
کبھی مستی مین جام گل جو تونی سیمتن پکڑا

وہین جھٹکی سی ہنسکا رہگذر پر وائی پردی
غبار آسا جو ہم نی دامن اہل وطن پکڑا

ہو کسکو دوری فرزند مین ہم طرب حاصل
جو نور دیدہ یعقوب نی بیت الحزن پکڑا

بدلکر بحر لکہا اور شور اس طرح شگفتہ مین
کہ تیری صفحہ دیوان نی اب رنگ چمن بگڑا

یہہ کچھ بہی بے سبب ان وردون ہی اہل وطن بگڑا
زمانہ پہر گیا سب کی تو ہی کیا سیم تن بگڑا

کہلی سر راہ مین جاتی ہو تم لاشون کو ٹھکرائی
روش بگڑی تو بگڑی تہی خبر لیجئی چلن بگڑا

کیا تیری دہن سے ہمسری کا دعوی غنچہ نی
صبا نی ہول اک ایسی چپت جڑ دی منہ پر دہن بگڑا

سلیقہ باغبان کو نخل بندی مین نہین ہرگز
قلم کین اسقدر شاخین قد سرو چمن بگڑا

نہ کہائی بات ایک عاشق لیے تیری چہرہ جیسی کے
یہہ منصوبہ تیرا ای ساحر چرخ کہن بگڑا

خدا کو مانکر چہرہ پہ زلفون کو نہ لٹکاو
نہین دیکہا کہ ماہ چرخ شفقی ہی گہن بگڑا

نہلائی سی شہہ تیغ قاتل کی بہلا حاصل
ادہر ڈوبا ادہر نکلا لہو ایسا کفن بگڑا

نہ جاؤ باغ مین اعدا کی انکہین ہین طرف وا مین
نظر شاید لگی ہی طرہ رویان کا گلبدن بگڑا

چلو گلگشت کو مستی کی بدلی پان ہی کہا کر
دو نگی من نہین ہنسی کا صاحب بانکپن بگڑا

اسیران محبت کیلئی گذران کافی ہے
بسین گی جا کی کلبہ مین اگر بیت الحزن بگڑا

غزل اچھی مری جیسی ہی منظور احبا ہو
کرین کیا شور صاحب خود ہی انداز سخن بگڑا

تیری صورت پہ کچھ شیدا نہین ہی نیم جان نکلا
جو دیکہا غور کر تو مبتلا سارا جہان نکلا

تمہاری تیر مژگاں کوں دل و جان میں بہت ڈھونڈا
ولیکن کار رہا اوسکا نہ یہاں نکلا نہ وہاں نکلا

نہ کیونکر چاک ہو گلچین کا دل روز خزاں دیکھا
اوڑا تا گل گلستاں سی قبا کی دہجیاں نکلا

تصور بعد مردن بھی رہا زلف پریشاں کا
جو شعلہ قبر سی نکلا تو وہ بنکر دہواں نکلا

نکالا کوچی جاناں سی مجھی بی قسمت نے
زمین تھی مدعی اور حریف دشمن آسماں نکلا

قیامت سی ہوئی دل پر اسی ستم کیوں نازل ہو
کہ آغوش عدو میں آج وہ بیجان نکلا

ہماری ناتوانی نی ہمیں پیچھی رکہا سب سے
خدا پہ چھوڑ ہمکو ہمسی آگی کارواں نکلا

صراحی شیشہ و پیمانہ اور نی تار چنگ و دل
تیری محفل سی جو نکلا سو با شور و فغاں نکلا

بہلا کسطرح بہلی کا دل بیتاب وہاں اپنا
نہ ہم نقشہ تیری کوچہ کا گر باغ جناں نکلا

زمین سی آسماں تک اک جہاں کی سیر کی ہمنے
نہ تجھسا دلستاں دیکھا نہ مجھسا خستہ جاں نکلا

کلام شور شیریں سنکی سب شاعر لگی کہنے
کہ تو فن سخن میں طوطے ہندوستاں نکلا

میرا دل ہی وہ مشرق آفتاب آتش غم کا
کہ دم گھٹتا ہی جسکو دیکھکر نار جہنم کا

رہی کیونکر نہ گردوں پر داغ اوس زلف پرخم کا
کہ دل باندھی ہوئی ہی ہر گرہ میں ایکعالم کا

شہیدا یوں جاتی ہی آب تیز خنجر کو
نظر آتی ہیں حاجی جسطرح کعبہ میں زمزم کو

خیال یار ہی اکثر تو اب پہنس گیا اسمیں
میرا دل کیا ہی گویا دام ہی اوس زلف پرخم کا

میری سینے میں پیکان تیر کا جو رہ گیا پہنس کر ۔ تو میں سمجہا کہ زخم دل کو یہہ پہاہا ہی مرہم کا

عدم میں بہی شہیدوں کا تیری ہی جوش ہی قاتل ۔ زمین سی خون اوچہلکر بن گیا ایک نخل ماتم کا

ڈبویا سب سر دیکہا شب فرقت میں آخر کو ۔ یہی رونا تہا مجہکو رات دن اس چشم پر نم کا

اگر دیکہی چمن میں چہرہ خورشید شکل اوسکا ۔ ٹہرنا ایکدم ہو پہر تو شکل گل پہ شبنم کا

کہیں کیا ناتوانی اب سی ہیں ہم یہانتک سی ۔ کہ دل پر بار اوٹہاتا جا اُلفت کی نازکی ہم کا

ابہی سنکر دشمنوں کی ہی پر ایکدم میں جل جائیں ۔ کہوں اونسی اگر افسانہ اپنی سوزش غم کا

تمہاری چشم میگوں سی جو کیفیت ہمیں حاصل ۔ کہ آنکہوں میں ہماری گر گیا رم نشہ تک سم کا

جو گرد محمل لیلی ذرا تہا آئی مجنوں سی ۔ اثر اوسکا وہ ہی سمجہے کہ جو اکسیر اعظم کا

قیامت ہی جو آئی شور گہر دشمن کی وہ شبکو
ہوئی ہی عید غیروں کو ہمیں دن ہی محرم کا

جب سی ہی بت نظر آیا ہمیں جلوا تیرا ۔ کیا تسلیم خدائی کا بہی دعوی تیرا

ہو رہا پیچ کی دل زلف چلیپا تیرا ۔ وہ سیہ بخت جو تہا گانٹہ کا پورا تیرا

جو یہاں دیکہا وہ ہی دیدۂ حرم میں پایا ۔ اب تو شکوہ نہ رہا مجہسی کلیسا تیرا

دل عشاق کو رکہتی ہی گرہ میں جو مدام ۔ زلف پر پیچ نہیں کہلتا یہہ عقدا تیرا

کشتۂ عشق پہ قم کا نہ اثر کچہہ بہی ہوا ۔ اوس پہ فقرہ نہ چلا یہہ تو مسیحا تیرا

جب خدا ہی تجھی ہان دیکھی کی تجھ جو ہوگا / حوصلہ حشر مین ہی پہر چکا میرا تیرا

نہین دیوانہ جو وصل اوس کا سمجھکر ممکن / بار احسان اوٹھاؤن مین تمنا تیرا

بعد مرنی کی چلی ساتھہ ہی غم لیکر / کس کو ہوئی گا ستم روز گوارا تیرا

اوس سی یہ نفسی قصد اگر جو مقابل ہوئے تو / کالا منہہ اور بہی ہوگا شب یلدا تیرا

جان دیتی نہین مشکل بہت آسان ہی پر / ڈر ہی اس ننگ سی ہو نام نہ رسوا تیرا

تاب سکی ہی جو دیکھی کوئی موسی بنکر / مثل خور جب ہی تیرا نور ہی پردا تیرا

دہان خنال کی نیا رنگ نکالا اوس نی / خون ہوا مفت مین پیمان ہای تمنا تیرا

مرحبا کاوش مژگان تیرا اشکو مین یہان / بعد مرنی کی ہی دل مین رہا کہٹکا تیرا

ہم کو دیکھی کی صفائی سی ہوا یہہ معلوم / آنکھہ غیرون سی لڑی کہل گیا پردا تیرا

یہہ نتیجہ ملا نرگس سی کسیکی ہو دو رنگ / سبزہ گیا جہنڈا ہر ایک جا گل رعنا تیرا

بخشی قسام ازل نی ہی جو قسمت جسکی / لی ہی شیرین سخنی شور یہہ حصہ تیرا

نہین تیرا سا سایہ دیکھی مین کوئی آنی کا / گدا کو شاہ کرتا ہی ہما ہی تو زمانی کا

سیہہ ہاتھہ آیا ہی انکی رنگ گیا جہد لگانیکا / رگڑ کر اپنی تلوو سی دل عاشق مٹانی کا

عدم کیا تمنا ہی ہلین ہستی مین آنی کی / مگر جو غور کر دیکہا سبب تہا آپ دانی کا

جو آنا ہو تو آنا یا جواب خط ہی بہجوانا
وگرنہ فایدہ کیا ناحق کی آنی جانی کا

جسی نیچی نظر سی دیکہا اوسکو کر لیا اپنا
نہیں یہہ یاد ہی در پردہ اونکو دل حیرانی کا

کسی کی چشم فتان نی ہمین مارا ہی در پردہ
ہی عمر قد پر سبب یہہ شمع کی آنسو بہانی کا

غزل ایک اور بہی التینسو پر پہنی بزم یاران مین
یہی دن ہین تمہین اب زور شور اپنی دکہانی کا

مزا کیا خاک پایا جان ہستی مین آنی کا
نہ ہنسنی کی خوشی ہی اور نہ غم ہی یہانسی جانی کا

کری ہی فکر یون دل اس قفس مین اپنی پہڑکانی کا
کہ جون کرتا ہی طایر شام کو عزم آشیانی کا

فقط کیا شمع کو پروانہ ہی نی جان دی اپنی
مزا ہی عشق مین اوسکو بہی ہر دم سر کٹانی کا

نہ دیکہا فکر دنیا وی سی خالی کوئی ای ہمدم
فلک کی سر مین بہی اندیشہ ہی چکر کہانی کا

نہین حاجت ہی مجکو سایہ کی کچہہ گور پر اپنی
کہ دامن ہی مری سر پر فلک کی شامیانی کا

ہمین پر کچہہ وبال جان نہین لعون نی ڈالا ہی
ہمارا خاندان کل پالکا ہی اس گہرانی کا

وہ شمع رو آئینہ مین منہہ دیکہہ کر پانی چہڑکتا ہی
نہیں یہہ یاد سیکہا ہی لگانی اور بجہانی کا

نظر آتا ہی دیہی گا دل آنکہونکو تو ایک دن
پڑا ہی ہیرا اونکا تجہی آنکہیں لڑانی کا

یہان تک شوق پابوسی ہمین نسبت ہوا اپنا
کہ آخر بن گیا ہی سنگ اوسکی آستانی کا

روان ہی شور دریا عمر کا گوہر نکال اس سی

حباب آسا نہین دم بہر کی فرصت پہر تو پائیگا

جاکی گلشن سی پہر آیا جو وہ دلبر اولٹا
اوڑ گئی گل کی ورق باغ کا دفتر اولٹا

آیا ظلمات سی تشنہ ہی سکندر اولٹا
آبحیوان نہ ملا کیسا مقدر اولٹا

وای قسمت کا لکہا جان بچا کر اپنی
آیا نامہ جو میرا لی کی کبوتر اولٹا

وادی عشق مین چلنی کو جسی ساتہ لیا
گردش طالع سی آیا وہ ہی رہبر اولٹا

نزع مین آئی عیادت کو میری صد حیف
راہ پر آکی پہر اپنا مقدر اولٹا

کون بدمست خرابات مین پہر ایسا
سرنگون جس سی ہی خم شیشہ و ساغر اولٹا

تیری در پر جو بنا نقش قدم کی صورت
پہر نہ آیا وہ وہان سی کبہی مر کر اولٹا

دیکہکر حال میرا غیر جو ترس آیا اوسی
میری گردن پہ لگا پہر نی خنجر اولٹا

سمجہا ہستی کو او سیدم سی سرای فانی
صبح اوٹہتی ہی مسافر نی جو بستر اولٹا

بات سیدہی ہی میری منہہ سی اگر کچہہ نکلی
تب ہی سنکر وہ مجہہ سی ستمگر اولٹا

اہل نظارہ کی عالم ہوا آنکہون مین سیاہ
اوس نی شوخی سی نقاب اپنی جو منہہ پر اولٹا

لاکہون سودای سر زلف مین جان کہو بیٹہی
پڑ گیا کیتی فسون سازون کا منتر اولٹا

تشنہ عمر مگر ہو گیا لبریز اپنا
آج ساقی نی جو پیمانہ کو بہر کر اولٹا

بیرنگ مشہور کا دیوان جو دیکہا ہم نی

پہر تو ایک ورق اوسکا مگر اولٹا

جسم بتان تو حسن و نزاکت سے مل بنا | پر یہہ خدا کی شان کہ پتہر کا دل بنا

حاصل فروغ کیون نہ سویدائی دل کو ہو | دود جگر سی جب کہ تیری مکہ کا تل بنا

دیکھی نہ میری بعد بہی بانی کوئی اوسی | تصویر یار دل کی میری متصل بنا

سن سن کے عرض حال کو میری وہ بول اوٹھے | باتین ہماری سنکے نہ ای منفعل بنا

ہر دم مصیبتون کے جو صدمین اوٹہاتا ہی | گویا ہمارا لوہی کا ہی سخت دل بنا

گرمی جگر سی دور ہوا اور دل سی آہ سرد | ایسی دوا طبیب کوئی معتدل بنا

سنگین ہون سی دل کی مری نقش حسن ہم | لوح مزار کی لئی مرمر کی سل بنا

پاتا نہین فروغ کسی سے بغیر عجز | پہلی تو اپنی جامہ کو دل شکل گل بنا

یہ ضعف ہی کہ جاتا ہی جان تک اشکال | پتلا ہماری جسم کا کیا مضمحل بنا

طالب صفا و خوبی کی دنیا مین ہین تمام | ای دل جو تجہسی کام نہی دہ سجل بنا

کہنچی ہی کر شبیہہ دل شور زاد کی | بانی سر اوسکی داغ ہی تو متصل بنا

آغشتہ نہ تہا ٹہیک دل تب کا تب شنگ | بانی گیا شبیہہ مین اک جس سل بنا

اک شمع ہی نکا ذکر ہی کیا رات شمع مین | ایا جو تیری سامنی سرکش خجل بنا

پہر قیون جو سہ سی کردین سگی خودبین

ای شور عذر نامہ پہلے سنبھل بنا

ہی جو مشہور روز محشر کا
وہ ہی خواہان ہی تیری ٹھوکر کا

جو کہ طالب ہو جام کوثر کا
چاہیی اوسکو آب خنجر کا

بر سی میری کبھی جو وہ سرکا
بار پھر ہوگا جسم پر سر کا

حسن اور عشق مین نہین کچھ فرق
ایک سی دوسرا برابر کا

ناتوانی سی ناتوانی ہے
بار ہی دوش پر میری سر کا

ہو اسنگی دلی سی ثابت ہہ
بت کو کہنا بجا ہے پتھر کا

وہ شب ہجر سی زیادہ نہین
جسکو کہتی ہین روز محشر کا

کوئی رخنہ نہ اور پیدا ہو
کل سی ہی بند روزن اوس در کا

لکھہ گئی نامہ مین جو سوز جگر
پر جلا اوڑتی ہی کبوتر کا

ایک نمونہ ہی چشم تر کا وہ
جسکو طوفان کہین سمندر کا

لب شیرین کا نام سنتی ہے
میٹھا مہنہ ہوگیا ہی کوثر کا

زخم دل پر ذرا چھڑک دو نمک
کام کیا ہی یہان رفوگر کا

شور شیرین زبان سی تیرے
پانی پانی جگر ہے شکر کا

غزل در تہنیت یوم کلان بابت سال ۱۸۷۳ع

ہی جلوہ گر جو آج بڑا دن ثواب کا
سب خوف دل سی اٹھہ گیا روز حساب کا

جنت ملی گی ہم کو اسی دن کی فیض سے
ہی قول سچ یہہ عیسی عالی جناب کا

ساغر پئی جو یاد مین حضرت مسیح کے
محتاج خلد مین نہو جام گلاب کا

عیسائی ہونگی جو نہ پئی بادہ سرور
محشر تلک رہی گا وہ مورد عتاب کا

کیا کیفیت ہی آج یہہ بزم نشاط مین
پانی کی جام مین بھی مزا ہی شراب کا

اس روز جشن عام مین جب تک نہ مے پئی
قائل نہین ہے بندہ کسی شیخ و شاب کا

ایک ایک اشک اپنا بنی گا در حیات
روز شمار گر ہوا موقع حساب کا

اس دن کی فیض سے جو پی لال نوش کی
لالہ کا داغ نقطہ ہوا انتخاب کا

شیشہ نہین ہے پر مئی گلگون سے ساقیا
دل ہو گیا ہی خون کسی خانہ خراب کا

کہتی ہین جسکو شور وہ شیرین کلام ہے
مورد زبان حق سی ہوا اس خطاب کا

ایضاً در تہنیت یوم کلان بابت سال ۱۸۷۴ع

آئی سی بڑی دنکی ہی دل شاد ہمارا
پہر خانہ غمگین ہوا آباد ہمارا

اس روز کی برکت سی امید یہہ ہے ہم کو
دنیا مین ہی نام سدا یاد ہمارا

ہم جوش میں جلا اخوش ہے زمین و زمان خوش — کیا موج میں ہی یہہ دل آزاد ہمارا

ساقی ذرا اس موج و مین ہو عدو دمادم — ہوتا ہی کنایہ میں یہہ ارشاد ہمارا

مے بادۂ گلگون کے کہلے گا نہ کبھی رنگ — کھینچی ہی عبث خاکہ تو بہزاد ہمارا

اوڑتا ہی بلا بازو و پر جاپر مضمون — کرتی ہین عدو شعر جو برباد ہمارا

ہی حضرت عیسی کی تولد کا بڑا دن — اس فخر سی ہی البتہ دل آزاد ہمارا

روشن ہوی اعجاز ہی جب مردم دیدہ — اس نام پہ آنکھون سی ہوا صاد ہمارا

اس مشہور تخلص پہ زبان شیرین ہی کیا خوب
مشہور یہہ عالم مین ہے اچہا دہمارا

جس نے دیکھا ہمین پابند وفا کا دیکھا — اور ہمیشہ تمہین مشتاق جفا کا دیکھا

تیری آنکھون مین صنم سحر بلا کا دیکھا — اسکی بسمل کو نہ پانی کا پیاسا دیکھا

وار مژگان پہ چڑہا کرتی ہین آپ سے آپ — اوسکی کوچہ مین نہ کچھہ کام قضا کا دیکھا

زلف مشکین سے مقابل جو لگا ہوتی وہ — تو ختن اور خطا مشک خطا کا دیکھا

دیکھہ کر جسکو فرشتے ہی امان مانگتی ہین — ہم نے وہ ڈھنگ نیا تیری ادا کا دیکھا

حسن کے کالون تک لگا ہاتھہ فلک سے دہرنے — اب تو کچھہ ہم نے اثر آہ رسا کا دیکھا

ہاتھہ ڈالی ہی آئی ہی یہہ کالی بلا — ہم نے جان سے نہ کبھی زلف دوتا کا دیکھا

ڈس لیا جسکو نہ مانگا کبھی پانی اوسنے
زلف کے سانپ مین کیا زہر بلا کا دیکھا

خون کا دریا نہ ہمین ای لب خون گشتہ دکھا
ہم نے رنگ آنکھون سے اوسکی کف پا کا دیکھا

بن بلائی وہ ادہر آپ کبھی آتی ہین
کشش دل مین اثر کاہ ربا کا دیکھا

شوخ کے حق مین بُری بات بتون کی ہی بھلی
مہر مین ان کی سدا قہر خدا کا دیکھا ❖

ملائی خاک مین جان و جسم ناتوان پہونکا
فسون ایسا میرے کانون مین نے تو دلستان پہونکا

پتا لگتا نہین پیچ کا بھی کیا باغبان ڈھونڈی
ہماری آہ سوزان نے یہان تک گلستان پہونکا

خزان آتی ہی گل کے بی ثباتی دیکھ بلبل نے
اوسی دم آشیان پہونکا اور اپنا خانمان پہونکا

میری سوز جگر کا چرچا ہی گھر گھر بیچ عالم مین
زمین پہونکی زمان پہونکا اوسنی آسمان پہونکا

الٰہی نالہ سوزان کو اب لیکر کہان چھپون
کہ اس آتش کے پرکالی نی لوگون کا مکان پہونکا

میری سوز نہان سے شعلہ آتش جب اوٹھتی ہے
تو غل مچتا ہی عالم مین یہان پہونکا وہان پہونکا

پڑا کس شمع رو کا پرتو جام برانڈی پر
کہ جسکے تیزی و گرمی نے سب کام و زبان پہونکا

پڑین پتھر نہ کیون اس عقل پہ فرہاد کی دیکھو
کہ اوسنی آتش الفت مین سب نام و نشان پہونکا

خدا جانی نظر کس حق وش کے لگ گئی مجھکو
کہ اوسکی گرمی الفت نے میرا جسم و جان پہونکا

کیا جب عزم ملک شمع رو کا جن نے ای عالم
لگا دی آگ اوسنی سارا کاروان پہونکا

کہین کس سے حقیقت اس تپ ہجران کی سنوائی
کہ دل پہونکا جگر پہونکا بدن اور استخوان پہونکا

زلف پر کب یہہ مبتلا نہ رہا
کب یہہ دل مورد بلا نہ رہا

میرے قدر اون کو میرے بعد ہوئے
جب کوئی مجہہ سا با وفا نہ رہا

خوش خرامی سی اونکی گلشن مین
سرو پر چشم کب بپا نہ رہا

کب زمانہ کا دشمن جانے
ہای یہہ چرخ فتنہ زا نہ رہا

چین سی اس کے دور مین ایک دم
کوئی ہے بندۂ خدا نہ رہا

خوب بندہی جاتی مشک کی ہی ہوا
پر وہ جوڑا ذرا کہلا نہ رہا

می کشی اسقدر سے میرہہ مین
دیکہنی کو ہے پارسا نہ رہا

چارہ سازون نے کب کیا درمان
جب کہ مین قابل شفا نہ رہا

دوست ای شور ہو تو غم سا ہو
کہ پس مرگ سے ہے خدا نہ رہا

صور کا شور گہٹا بڑہ کی جو افغان نکلا
اب تو ارمان تیرا او دل نالان نکلا

ہو چکا ضبط پہر اب نالہ و افغان نکلا
بعد مدت کی یہہ دل سی غم پنہان نکلا

لخت دل خون جگر اشک کا طوفان نکلا
جو میری چشم سی نکلا وہ ہی حیران نکلا

خوش خرامی بجلو عشوہ و غمزہ برکاب
عجب انداز سی وہ سرو خرامان نکلا

آنکھہ نرگس ہے تو قد سرو ہی رخسار مین گل
یار کیا نکلا ہمارا کہ گلستان نکلا

کس سے مین دکہون کون ہاہی دلسوز
دل کو مین سمجھا تھا دانا یہہ بہی نادان نکلا

کچھہ نہ تھا سینہ مین چھری سے میری شرم رہے
دل کی جا ایک تیری تیر کا پیکان نکلا

ہو کی دق آج طبیبون نے خدا پر چھوڑا
تیری بیمار کا جب کوئی نہ درمان نکلا

زلف کی دام مین پھنسکر کوئی نکلا نہ کبھی
اور جو سر مار کی نکلا تو پریشان نکلا

وحشیان وحشت جنون نے ہین اوڑائین کیا کیا
تام کو تار نہ دامان و گریبان نکلا

بعد مرنی کی کسی نی نہ کیا غم میرا
ہان مگر نعش پہ گریان میرا ارمان نکلا

شعر ایک اور غزل پڑھی اسی بحر مین آپ
آپ کا شعر تو دلچسپ فراوان نکلا

جو ملا جان و دل و دین کا خواہان نکلا
بی غرض کوئی حسینون مین نہ انسان نکلا

ابر نیسان بہی ہوا شرم سی پانی پانی
آج ارمان تیرا دیدۂ گریان نکلا

والضحی چہرہ کو اور زلف کو واللیل کہے
جس نے سمجھا وہ ہی کچھہ صاحب ایمان نکلا

پہنسکے اوس زلف کے جنجال مین سارا عالم
کوئی ہندو نہ کرسچن نہ مسلمان نکلا

فتنہ محشر کو دیکھا نہ تھا پر سنتی تھے
آج وہ جیب سی اوسکی تہ دامان نکلا

رو کی اوٹھا ہی جہان گہر ہی وہان بیٹھ گئے
اپنا یہہ دیدۂ تر نوح کا طوفان نکلا

جان دینا تو تیری عشق مین دشوار نہ تہا
اور جو تہا ہی تو میری سامنی آسان نکلا

آہ جب جان کو بہی تو نہین کر سکا
کچہہ نہ بن آیا فقط منہہ سی میری ہان نکلا

خلد کی سنتی تہی اک عمر سی تعریف فضول
اس سی اچہی تو کہین کوچۂ جانان نکلا

راستہ جانی کا وہان تک نہ صبا کو بہی ملا
اوسکی کوچہ مین اک انبوہ شہیدان نکلا

جسطرح شور کی ہمراہ گئی حسرت ہم
لیکی دنیا سی کوئی ایسا نہ سامان نکلا

دل عشق مین کہونا کہ پایا نہ جائی گا
ہر گز پہر اس کو راہ پہ لایا نہ جائی گا

ای طفل اشک کوچہ مین اوسکی نہ تو مچل
آخر کو پہر کسی سی اوٹہایا نہ جائی گا

دود جگر سی گر کوئی شعلہ بہڑک اوٹہا
تا حشر پہر کسی سی بجہایا نہ جائی گا

مرنی سی ہم اگر شب ہجران مین بچ گئے
پہر صبح اوسکو منہہ بہی دکہایا نہ جائی گا

گر دام خال و خط سی یہہ دل بچ گیا تو کیا
پہندی سی زلف کی یہہ چہڑایا نہ جائی گا

دامن سی داغ خون کو دہویا تو کیا ہوا
پر دل سی اسکا نقش مٹایا نہ جائی گا

حاضر ہی سینہ تیر لگانی کو آپ کے
پر حیف نازکی سی لگایا نہ جائی گا

فکر رفو ہی زخم جگر ہی عبث ولا
یہہ چاک وہ ہی جسکو سلایا نہ جائی گا

زاہد کی اب نہ ہوگی رہائی کسی کی بند
شاید کہ پرسش آپ سے ہو اُسکی حشر مین

جب تک کہ ایک قطرہ چھپایا نہ جائیگا
داغون کا محضر ہم سے دکھایا نہ جائیگا

عصیان کا اپنے شور ابھی سے کرو شمار
جب ہوگا وہان حساب چھپایا نہ جائیگا

یہہ حکم عام ہے غنچہ دہن کا
گریبان چاک ہے ہر گل چمن کا

کیا جب وصف اُس سیمین بدن کا
مزا دونا ہوا میری سخن کا

خبر پہنچی نہ دی آکر اجل نے
کرو تیار سامان اب وطن کا

ہوئی معلوم ہمکو بے ثباتی
چنا جب باغبان نے گل چمن کا

اُڑائی جب صبا نے زلف کی بو
اثر جاتا رہا مشکِ ختن کا

کرامت سے نہین بتخانہ خالی
ہوا زاہد بھی پیرو برہمن کا

موا ہون عشق مین گلرو کی ہمدم
گلابی رنگ ہے میری کفن کا

چھپایا پان یہان غنچہ دہن نے
اُڑا ہے رنگ وہان لعل یمن کا

کبھی سیدھا رہا وہ جب نہ ہم سے
نرالا ڈھنگ دیکھا بانکپن کا

دیا جھٹکا جو میری آن رحلت
گھر مین آگیا گردون کی چھپکا

تیرا دست جنون مشکلو ہو مجھ مین
نہ چھوڑا تار تک بھی پیرہن کا

قیامت فتنی ہی ٹھوکر سی دیکھو
عجب انداز ہی اوسکی چلن کا

کلام شور ہو کیونکر نہ شیرین
کہ ہی وہ خوشہ چین اہل سخن کا

شعلہ نکل کے منہہ سے لو جاری فغان ہوا
سوز نہان بھی برسون مین اپنا عیان ہوا

تیری کرم سے ناز نہین ہر زمان ہوا
ہم سی ستم رسیدہ پہ تو مہربان ہوا

دیکھی جو بی ثباتی گل گلستان مین آج
گل توڑ کر کمال خجل باغبان ہوا

تم نی بنایا زلف کو اور ہم بگڑ گئے
اس پیچ و خم کو دیکھ کے دل بد گمان ہوا

اب تو زمین بھی پانو نہین کہنی دیتی ہے
ہاتھو نکو دہوکی دشمن جان آسمان ہوا

کوچہ مین اوسکی بیٹھ کے اوٹھینگی اب کہان
تکیہ ہمارا اب وہ ہی سنگ آستان ہوا

کنجی شراب خانہ کی میری حوالہ کے
کیا مجھ پہ مہربان وہ پیر مغان ہوا

ہنسنی سے میری نکلی ہی کچھ پہچی سی پہلے
بی جرم حکم قتل مجھی ناگہان ہوا

لکھہ اس زمین مین شور تو اک اور بھی غزل
شایق تری سخن کا سب ہندوستان ہوا

جو کچھ تمہاری دل مین تہا مجھ پر عیان ہوا
وہ راز قتل کا کہ جو مجھ سی نہان ہوا

وہ فصل سی عشق گل کا میری آج خار کے
آغاز جیسی ہائی بہار و خزان ہوا

سو سو طرح سے جانکو قربان کرونگا مین
منظور اونکو آج میرا امتحان ہوا

دلکو بھی جانکی ساتھہ ہی چلنا اب پڑا
دنیا مین کوئی اسکا نہ جب قدردان ہوا

اس تنگنائی مین ہے بسر عمر ہو گئی
پایا نشان کمر کا نہ پیدا دہان ہوا

دشوار کچھہ نہ تہا مجھی جان تک بھی دینا پر
راضی نہ میری مرنے پہ وہ بدگمان ہوا

کیا تیز قدمی رہ ملک عدم کی ہی
ہرچند ڈہونڈا اونکو نہ پیدا نشان ہوا

گردن پہ میری چل کے نزاکت سے ہگیا
نکلیں نہ جسے تیغ وہ خنجر روان ہوا

ہمدرد اور کسکو زمانہ مین سمجہو گے
اک دل تہا اپنا سو وہ ہی جانستان ہوا

چشمون نے اشک کے در یکتا بنا دیا
لخت جگر کو لعل کا ٹکڑا بنا دیا

مٹی مین جان ڈال کی گویا بنا دیا
ہر دم یہہ سوچ ہے کہ مجھے کیا بنا دیا

مظہر تو ایک تہا ہی دوئی تہے جہان مین
کعبہ بنا دیا کہین گرجا بنا دیا

اب کیا رہا تمہاری خدائی مین شک تجے
تم کو خدا نی نور کا پتلا بنا دیا

جنبش سے لب کے ہوتی ہی مردونکی زندگی
سچ ہے خدا نے تم کو مسیحا بنا دیا

اس پیٹ کی لپٹ کا کیا پوچھنی ہی حال
سبکو خدائی اسکا دکھیا بنا دیا

اب تو خدا سی کہنی لگی باتین تم تو
کیا اوسنی تم کو دوسرا موسی بنا دیا

جب تک ہی جیتی تو کیا کیا نہ کچھ کیا
پیری نی ہای اب تو نکما بنا دیا

کیا شان کبریائی ہی یکسیان نہین ہوئی
اعلی بنا دیا کوئی ادنی بنا دیا

تہا گلشنی سرو چمن مین جو دم بدم
قامت نی تیری خوب ہی سیدہا بنا دیا

آئینہ کو بہی دعوی تہا خود بینی کا مگر
اوس حق وشکی جلوہ نی اندہا بنا دیا

کوچہ مین اوسکی جاتا تو دیتی منع تہا
پر آج ہم کو خواب لی رستا بنا دیا

شکر خدا ہی شور کہ تجہہ کو بقول شیخ
دشمن سے برا تو پایچ سے اچہا بنا دیا

صبا نی بلبل سی جب یہہ پوچہا کہ کیا سبب تیری بیکلی کا
تو گل کو حسرت سی دیکہہ بولا کہ اب یہہ مہمان ہی گہری کا

عدم سی ہستی مین جب ہم آئی نہ کوی ہمدرد ساتہہ لائی
جو اپنی یہان تہی ہوئی پرائی اب آسرا ہی تو بیکسی کا

بہت نہ جینی پہ ہو تو شادان کہ موت کہتی ہی تجہسی نادان
تو اب بہی کرلی اودہر کا سامان پڑیگا رونا کبہی ہنسی کا

یہہ عمر برباد یون نہ جاتی نہ شرم روز جزا مین آتی
گنہ کی گٹہری نہ بڑہتی باقی جو دہیان ہوتا بری بہلی کا

بہت اڑائی ہین عیش دنیا ہوئی نہ ایکدم ہی فکر عقبی
پڑی گا اسکا جواب دینا کہ وقت آیا چپلا سے چلے کا

کرو نہ ہرگز یہہ لن ترانی رہے بڑہاپا نہ اور جوانی
کہ روز دنیا ہی آنی جانی قیام کس کو ہی زندگے کا

جہان مین جس دم کہ آدم آیا سفر کا پیغام ساتہہ لایا
اسی سبب سی نہ چین پایا خیال تہا جو دارمے کا

عجب یہہ دنیا ہی دار فانی ہنی ہی دو دن کی زندگانی
فقط ہی جنبی ہی تک کہانی موئی پہ کوئی نہین کسی کا

چمن کا دنیا کے رنگ بدلا صبا نی گل کا اوڑایا خاکا
ستم ہی گلچین کا اوس پہ طرا یہہ وقت آیا ہی ابترے کا

جہان مین رنگا ہی کارخانہ نکوئی اپنا نہ ہی بیگانہ
تلاش دولت مین ہی زمانہ خدا ہی حافظ ہی مفلسی کا

ہی عزم ملک بقا کا ہردم رہین ہی دار فنا مین اب ہم
کرین یہہ کس کا شور ماتم کہ غل مچا ہی فنا فنی کا

ہی لاکہہ مین وہ ایک دلآرام ہمارا | پایا ہی جسی دیکہہ دل آرام ہمارا

دل لینا ہو لیکو تو لے کیون دیر لگاتی
گر نام تمہارا ہو تو ہو کام ہمارا

نظارۂ رخ دن کو تو ہی شب کو سر زلف
یہہ ورد ہوا ہی سحر و شام ہمارا

آغاز مین الفت کے پڑا انکھون کا رونا
اب دیکھیی کیا ہوتا ہی انجام ہمارا

آتا ہی نظر جلوۂ کونین جو اس مین
بڑہ کر ہی بہت جم سی بہی جام ہمارا

ایسے ہی جو دن گذرینگی تنہائی کی اپنی
لی جائیگی جان گردش ایام ہمارا

ہم عشق مین برباد ہوئی خاک بہی ہو کر
پہونچادی صبا اوسکو یہہ پیغام ہمارا

دل ہم نی دیا جب سے کہ اوس جان جہان کو
جاتا رہا سب چین اور آرام ہمارا

آنکھون مین سما جای ہے یہ نور خدا کا
آجای جو وہ شوخ لب بام ہمارا

رکھہ چھوڑتی اوسکو ابہی برباد نہ کیجے
کام آئیگا اک دن دل ناکام ہمارا

بی ساختہ شور اوسکی سخن کا ہو جہان مین
ای شور اگر لیوے کوئی نام ہمارا

کبہی جو باغ مین وہ سیر گل کو آجاتا
تو گل کو رشک یہہ ہوتا کہ داغ کہا جاتا

کبہی جو بام پہ وہ بی نقاب آجاتا
تو آفتاب ندامت سی منہہ چھپا جاتا

خدنگ غمزہ سی دل آج بال بال بچا
وہ اپنی جان سی جاتا تمہارا کیا جاتا

جفا اوٹھاتی ہی بتی تھی ہمین ای ناصح
میری طرح سی اگر دل کسی پہ آجاتا

بلا سی ہستی اگر سر پہ میری گر پڑتے — مگر وہ جلوۂ رخ کو ذرا دکھا جاتا

اگر نہوتی رہائی کی کچھہ امید ہمین — تو ایک آن ہی قفس مین نہین رہا جاتا

ہزار طرح سی اوسکو بہلا سمجھتے ہم — کبھی برا بھی زبان سی جو وہ سنا جاتا

لگا دیا میری زخم جگر کو کیون مرہم — نمک چھڑکتی تو مجھہ کو مزا کچھہ آ جاتا

ہم اپنی سر پہ ہی اوسکی قدم کو رکھہ لیتے — جو رہگذر کا تیری کچھہ پتا بتا جاتا

ہم انتظار سی اور جان عذاب سی چھٹتے — کہین وہ خنجر بران کو آزما جاتا

نہ جای دیکھنی مجھہ ناتوان کو محفل مین — کہ بیٹھتا ہون تو ہرگز نہین اوٹھا جاتا

نہ لیتی نام وہ سرمہ کا بھر ہرگز — لیسا ہوا جو نظر مین کوئی سما جاتا

نہ اپنی جامہ مین پھولا سماتا ہرگز شور — کبھی جو بزم مین اوس گل کی بار پا جاتا

دل بیتاب کو شیشہ ہی کیا پر نہ بنا — خاکپا سے تیری ای شوخ بہت بہتر نہ بنا

وای حسرت کہ تیری ہاتھون او سنگدل — دل مرا شیشہ نمط ٹوٹ کے اکثر نہ بنا

جام جمشید نے جو رتبہ جہان مین پایا — ساقیا ایسا کسی سی کوئی ساغر نہ بنا

نقشہ اوس کوچہ کا جب کھینچنی بیٹھا مانی — نہ کھچا پر کھچا اور نہ بنا پر نہ بنا

ابھی دم بھر مین اوڑا دیتا جہان کو ظالم — ای فلک خوب ہوا یہہ کہ تیری پر نہ بنا

عیش و آرام سی دنیا مین گذر جاتی عمر
ایسا اپنا مگر اے شور مقدر نہ بنا

ردیف بای موحدہ

میری عیسی کو دی ملا یا رب ۔ ورنہ دنیا ہی سی اوٹہا یا رب

جو کہ در سی تیری پہرا یا رب ۔ وہ دو عالم سی پہر گیا یا رب

داغ عصیان سی جبین پہ ہین ۔ لطف اپنی سی تو مٹا یا رب

خاکپائی مسیح گر مل جاے ۔ ہی وہ اکسیر سی سوا یا رب

کعبہ و دیر و دشت و گرجا مین ۔ جس جگہہ دیکہا تو ہی تہا یا رب

پہر برانڈی کا نام لون نہ کبہی ۔ جام کوثر اگر ملا یا رب

سحر و شام یہہ تمنا ہے ۔ اپنا جلوہ مجہی دکہا یا رب

سر کو سمجہی ہی وہ وبال جان ۔ تیری قدمون سے جو لگا یا رب

شور لکہہ پڑہ نک غزل وہ جسی
سنکی بہت خوش ہین سدا یا رب

مجکو گر جا مین تو بیٹہا یا رب ۔ پہر نہ وان سی کہین اوٹہا یا رب

آدمی تہا جہان مین مثل شرر ۔ ہنستی ہنستی گذر گیا یا رب

سحروت پہ چڑہ گیا جو شخص
تیری نظروں سی گر گیا یارب

کف پا اپنا ہی دکہا کی مجھی
تہنہ کیسا یہ پہر دکہا یارب

سب مزی ہی مزہ مین دنیا کی
ذائقہ موت کا چکہا یارب

دار فانی ہی وہ سرای تنگ
آہی اک جائی دوسرا یارب

شور کرتا ہی تیری ہجر مین شور
پاس اپنی اوسے بلا یارب

امتحان کو کوچہ جانان تک آئی عندلیب
بیٹہ ہری کی اوس شاخ گل کو دیکھہ جائی عندلیب

شاخ گل رکہتی ہی سر اپنی پائی عندلیب
خندہ زن ہی آج گل ایسی ہوائی عندلیب

آج پہندی سی بچی صیاد کی پہانسی کا گل
اب کسی صورت نہین ٹلتی بلائی عندلیب

شادیانی بج رہی ہین باغ مین عشق کی آج
چاہئی بلبل کی شہنائی بجائی عندلیب

کب نظر صیاد کی آتا ہی بلبل کا خیال
بن رہی ہین پتیان گل کی ردائی عندلیب

کیون صبا کرتی ہی سنبل کو طبیبون سی طلب
شربت گل کی سوا کچھہ دوائی عندلیب

باغبان کا تو فقط کہٹکا ہی سو بہی ہی دور
پہلی گلچین کو تو سمجہی منائی عندلیب

شبنمک سی پہلی گل کی ہی شوکہ کو بہار
خار کی ستون سی لٹتی گر قبائی عندلیب

ہی شگفتہ یہ زمین شور اب لکہو ایسی غزل

چاند کا ٹکڑا کہوں یا طور کا جلوہ اوسے
ہے سراپا نور ہی تو وہ گل آفتاب

یا نقاب زلف مشکین سے ہے وہ چہرہ عیان
یا پچھائی ہار لائی شاخ سنبل آفتاب

کیفیت وہ نوجوان کے منہ ہی نقش گل ہے جبر
آج بھردی جام جم میں وہ اگر گل آفتاب

جعد مشکین سے ہی یا بافِ طلائی سے عیان
جیسی کچھ طور پر پیدا ہی ہوئی گل آفتاب

کہتے ہیں وہ ہی تجلی خیر کا پاسنگ ہے
حسن کے میزان میں آیا ہے گو گل آفتاب

کسکا منہ دیکھا ہے اس نے صبح وہ کر لقا
کر رہا ہے کچھ یہ جو جلنی میں ہنستا ہا گل آفتاب

آج وہ منہ چھپ میں او ٹھا فلک کے سیر کو
آیا مجرہ کو ہی اوسکی با تجمل آفتاب

التفات ساقی ہے ہوش سے ہی آج ہے
ایک دم میں کیجئی تو باہم کا قل آفتاب

خدمت ساقی ملی جسدن سے اوسکی بزم میں
ساغر زرین میں پیتا ہی لئی قل آفتاب

قلقل مینا نہ سمجھو شور صاحب اسکو تم
بلکہ کرتا ہی یہ سیج دلو میں قل آفتاب

ساقیا دے ملا کی آب شراب
دل میں سوزش ہے لا شتاب شراب

دیکھ کیفیت اوسکی آنکھون کے
ہوگئی خجلت سی آب آب شراب

سوز ہجران کی خوف سے ساقی
دل کئے دیتی ہے کباب شراب

ایک جرعہ میں دل ہوا روشن
یون ہی شہو آفتاب شراب

یاربن مین وہ لایہہ سب ہی کار
ابر گلشن صبا رباب شراب

حشر مین دیکہو کی نامۂ اعمال
پاک کردیگی سب حساب شراب

ہم نہ کوثر تک اسکو بہولین گے
ہوگا وردِ زبان شراب شراب

یار و ساقی بہم ہہون جب شور
پہر ہو کس طرح کامیاب شراب

ردیف پای ہندی

غم سے کیا گرہ گیا ہو کی خفا ہے آپ
مین وہ پڑتا ہون قسمون اے جلاے آپ

مثل آئینہ بدلتا ہی وہ صورت ہر دم
گہہ مکدر کہی ہوتا ہی صفا ہے آپ

ایک رنگی سی تیری کہ گیا ہر رنگ مجہسی
ہوئی ہی زار رقیبی رفقا ہے آپ

گر نہ جنبہاتی ہی قیمونکی تو کل کیون او سلے
قتل کا میری لیا بیڑا اوٹہا ہے آپ

مین نے تو بات بگڑتی کی نہین کی اکر ہی
مجہسے کیون بگڑ ہی ہی وجہہ بہلا ہے آپ

یا تو وہ روز کے آتے تھی میری صحبت مین
کیا ہوئی مجہسی خطا تو جو رکا ہے آپ

مین نے کچہہ بات جو کی ہاتہہ اوٹہا کر تو کہا
کیون میری لی کہی تی ہو دعا ہے آپ

مجہسے عیرو نین شکایت نہ حکایت ہے تیری
کرتا پہرتا ہی تیرا ہر اکسی گلا ہے آپ

شعر ہیہنکا نظر آتا ہی یہہ رنگ الفت

آج وہ بزم مین آئیگی اوٹہاکے نقاب
رکہیو یارب میرا اوسوقت پہ ایمان درست

دستکاری یہہ ہے گر دست جنون کی ہے مدام
پہرہی ہمکو کبہ رہین جیب گریبان درست

پہلی ہی زخم جگر بہرنی کی امید نہ تہی
تیر مژگان نے کئی پہر پر و پیکان درست

باندہ کر تیغ و سنان آئین وہ جب مقتل مین
رکہنا ہے شوق شہادت میرا ارمان درست

آنسیت جس مین ہو انسان وہی ہے بیشک
ورنہ تعلیم سی ہوجاتے ہین حیوان درست

پہلو و دل سی گذر چاک جگر سی نکلا
کس صفائی سی لگا تیر کا پیکان درست

حسرت و درد و فغان ساتہہ چلینگے تب شور
اور کرنا تمہین کیا چاہیئے سامان درست

لایا قاصد جو سحر آپ کا پیغام درست
کیا مضمون غزل مین ہوئے سرانجام درست

ناتوانی تیری فرقت کے ہنون کسطرح بیان
شاد تہا نقش نگین سے بہی میرا نام درست

داغ نے اس دل ناکام کو کچہا ہی کہیا
ورنہ اس سنگ سی ہوجاتے ہین سب خام درست

آبلون نے میری اسدرجے قدم پکڑی ہین
کہ اوٹہا سکتا نہین دشت سی اک گام درست

ہم تیری ہاتہہ سی کیا خیر چہٹی کی مانگین
پہلی اے ساقی وہ اپنا تو کرے جام درست

دست و پا ایک ہی جلوہ مین گرم اتنی
ساغر عمر کو اے چرخ ذرا تہام درست

ہمسفیر ایسی سالک کی بہلا کیا ترتیب
جسکا آغاز نہو خوب نہ انجام درست

ہاتھہ ہاتھہ قلم کیون نہ شکستہ کہیے | آسمان سنگ مین ہے دیکھی ارقام درست

شور رکھہ یاد کہ جب فضل خدا ہوتا ہے
دم مین ہو جاتی ہین سب بگڑی ہوی کام درست

ردیف تای ہندی

لگ گئی جسکو ذرا بادۂ گلرنگ کی چاٹ | پہونچی سرسبزی کو کیا پہر قدحِ سنگ کی چاٹ
کیون نہ وا تشنہ ہمیشہ لبِ سوفار رہی | لگ گئی اوسکو مری خونِ دلِ تنگ کی چاٹ
کیون نہ آمادہ کری جنگ پہ ترکون کو ہم | ہے لبِ زخم کو دیوانہ ہی سنگ کی چاٹ
اب وہ دشنی سے کیا یون کا مزا لیتی ہین | پر نمک کی ہین مجہی بار جو نارنگ کی چاٹ
اسطرح ذوق ہی اس دلکو تری آنکھون کا | مغزِ بادام ہے جسطرح دلِ زاغ کی چاٹ
رات بدمستی مین پایا نہ گزک کا موقع | رہگیا نغمہ سرا کہو ہوٹون کو چنگ کی چاٹ

شوق صاحب نمکِ شعر ہی از بس مرغوب
دیکھو لگ جا ہی نہ دلکو کہین اس ڈہنگ کی چاٹ

شادی مرگ ایسی ہی تھی اوس سے تمنا ہے لپٹ | جیسی پروانہ ہوا شمع شبستان سے لپٹ
لطف کیا آبلہ پائی ہی ہوا ہم کو نصیب | چلتی چلتی جو گئی خار مغیلان سے لپٹ
رہ گیا مرہم دلِ مجروح کو اپنی نہ کبھی | شوق سے اپنی گیا زخم نمکدان سے لپٹ

عمر بھر ہم نے پریشانی و خواری کھینچے
مفت سودائی ہوئے زلف پریشاں سے لپٹ

پیچ دل کالی بلا سے میں کہے دیتا ہوں
داغ تو کھائیگا جوں مہ شب ہجراں سے لپٹ

خوف سے جسکی تڑپتی ہے چمک جاتی ہے ق
شعلہ وہ اٹھتے ہیں میرے دل سوزاں سے لپٹ

خندۂ گل کو جو دیکھا تو کہا غنچۂ دل
یاد قامت میں گیا سرو خراماں سے لپٹ

آب میں جبھی دیکھا تو دہن اسپا
خوب رو کر گیا چشم گہر افشاں سے لپٹ

شکر کس منہ سے ادا دست جنوں کا میں کروں
تار باقی نہ رکھا جیب و گریباں سے لپٹ

آتی ہے فصل خزاں گل ہوئی کافور تمام
روئی بلبل بھی بہت ہائی گلستاں سے لپٹ

شور بے ساختہ ایک جام برانڈی کا چڑھا
عید کو خوب ملے دلبر و جاناں سے لپٹ

تیروں کے زخم سے ہے فزوں ہے نظر کی چوٹ
جاتی نہیں کبھی نگہ فتنہ گر کے چوٹ

ٹھوکر سے ہی اسکو کچھ آرام ہوتا ہے
ورنہ وبال جان ہے میرے سر کے چوٹ

دل میں ہے درد سیں جگر میں ہے کیا کہوں
تجھکو ستاتی ہے ادہر یاد یار کی چوٹ

جاتی نہیں ہے اسکی کسک عمر بھر کبھی
ہر دم کھٹکتی رہتی ہے دل پر نظر کی چوٹ

عاجز ہوئے علاج سے اب چارہ گر تمام
جاتی نہیں کسی سے ہے دل اور جگر کی چوٹ

اسکو تو فقط تقہ سے آرام ہوئیگا
کچھ آج کی نہیں ہے یہ ہے عمر بھر کی چوٹ

بیخود کیا ہمین نگہہ مست ناز نے
پلا ساقیا شراب کہ سہہ لین جگر کی چوٹ

بالون کی لٹ کی چھپی ہی وہ ماتھی پہ مین
مشکل سی اچھی ہووی گی میری سر کی چوٹ

تلوار سی بھی کاٹ فزون تر ہی بات کے
لگتی ہی گفتگو سی میری کینہ ور کی چوٹ

بلبل قفس مین تڑپی تو مضروب ہوگئی
بی برگ گل لگائی نہ تھا اچھی پر کی چوٹ

ہاتھون او سکی رنگ حنا کیون نہ ہو گران
پانو مین جھلکی لگتی ہی گلبرگ تر کی چوٹ

کیا ضرب ناک ہی سی اوس گل کے چھونی
لگتی ہی میری دل پہ نسیم سحر کی چوٹ

تیر مژہ کو وہ کون کہ ابرو کی تیغ کو
حیران ہوں مین کیسے بچاؤں کدہر کی چوٹ

انسان تو چیز کیا دل فولاد نرم ہو
دنیا مین سب سی شور زیادہ ہی زر کی چوٹ

ردیف ث معجمہ

نہیں ہے یکہا مرقع گر دل دلگیر کیا باعث
بنا ہی جو سراپا غم کی یہ تصویر کیا باعث

پہونچتی تیر آہ دم مین لگی رہتا ہی سینہ گردون
مگر دل مین تیری کرتا نہیں تاثیر کیا باعث

نہیں ہی تیغ مین ابرو کی جوہر کامیابی کا
کرین ہیں ملک دل قبضہ مین لی شمشیر کیا باعث

خدنگ ناز شاید ہو نہ لون کو تشنہ گیری مین
نہیں قاتل کی مین تیری ہی اک نخچیر کیا باعث

ملا مین خاک مین سب نے بنایا شوخ مرقد پر
نہیں تیری تدبیر ہو وہی نہیں تقدیر کیا باعث

مبارک موسم گل ہی تجہی بلبل گلستان مین
جنون ہونی لگا میرا گریبان گیر کیا باعث

نہین مجنون کا بسکہ انتظار اوسکو تو کیون لیلی
کہلی رہتی ہی چشم حلقۂ زنجیر کیا باعث

ہوا ہی غرق دریا آشنا اوس زلف کا شاید
نہین تو موج سی اہرائی یہہ زنجیر کیا باعث

پڑا ہی شور کی خونکا جواب اک شور عالم مین
کیا قاتل نی اوسکو قتل بی تقصیر کیا باعث

ردیف جیم معجمہ

عہد جنون سی اپنی ہی زنجیر کا رواج
پہلی ہی تہا یہ عشق مین تسخیر کا رواج

آجائی موت ہجر مین قصہ تمام ہو
عاشق کیلیے حق مین ہی تاخیر کا رواج

دیکہی ہی چشم ہم نی جو طفل و جوان کو
اچہا نہین ہی اس فلک پیر کا رواج

پہلی سی کوئی جانتا سودائی کو نہ تہا
میری جنون سی ہوگیا تشہیر کا رواج

بخشش کے جب امید ہی ہم کو مسیح سی
پہر قابل نجات ہی تقصیر کا رواج

ناز و ادا و غمزہ ہی کافی ہین قتل کو
قاتل کی عہد مین نہین شمشیر کا رواج

ابرو کمان جب آپکے ناوک فگن ہوئی
گویا جب ہی سی خلق مین ہی تیر کا رواج

پردہ کی رسم جب سی ہوئی اختیار دوست
مانی نی اس لئی کیا تصویر کا رواج

جب شور کو فلک نی تہہ خاک کردیا

کشتے نے پایا خلق میں اکسیر کا رواج

چلو چمن میں ذرا آمدِ بہار ہے آج
خزاں کا کوچ رواں فوجِ لالہ زار ہے آج

مچا رہی ہیں عجب شور طائرانِ چمن
ستا رہے سبزہ صفت مست بادہ خوار ہے آج

کیا ہے حشر بپا کسکے چال نے ایسا
پڑی ہے جو کوچہ و برزن میں ایک پکار ہے آج

تیری شہرہ ہے کیا ہے مقابلہ شاید
کھٹک رہی ہے میری آنکھوں میں نوکِ خار ہے آج

اوٹھے گا آج کوئی بزم میں نیا فتنہ
ہر ایک جان تری قد پہ جو نثار ہے آج

وہ بولی جانی وہ دامن کو چھوڑ دو میرے
ہیں کیا بتاؤں جو درپیش کاروبار ہے آج

لگی ہوئی ہے ایک چٹک میں گذری
ہر ایک راستہ نہروں کی بھی غبار ہے آج

ہیں کھیت پکی ہوئی ہاہو رنگے آئی ہے
اگر چلو تو بڑا موقع شکار رہے آج

ہیں گل کی گیند لئی دو نو سمت ہندوی زلف
ہر ایک طرف سے مچا شور مار مار ہے آج

ماہ لی خطِ شعاعی سے اگر نالی کی گونج
پہر کہاں اوٹھ خم جو کہتی تہی تیری بالی کی گونج

گنگری نکبر سوا ہیں کہا ہی گی چکر سدا
گنبدِ گردون میں گئی لپٹی میری نالی کی گونج

جہونٹی ہاں میں کسقدر مستی میں آ کے جہوکی رخت
سو سم رسا تھیں مستی میں چپ کالی کی گونج

نیش عقرب سے بچیں ہان پہلو سے زلف کی
جا لگی گو کج سے بالی کی تبالی کی گونج

شور جب ہم جانی تیزی ہی طبیعت مین تیری
بی تکلف شعر لکہہ ڈالی اگر یہان چار پانچ

داغ دل روشن ہوئے ہیں جب سے ہی یہان چار پانچ
کہای گل لالہ نی کیا کیا یہ ریان چار پانچ

یاد مین لطف رخ و خال و خط و دندان کے
جاگتی ہون رات گذری صبح پہ یکسان چار پانچ

شام تک اک تار بہی باقی نہین رہتا کبہی
صبح کو سلواتا ہون مین گریبان چار پانچ

داغ دل سوز جگر افغان و حرمان لے کسی
لی چلی ہم ساتہہ اپنی یہہ ہے سامان چار پانچ

اپنی وحشت کا تو ارمان ایکدن نکلا نہ شور
جہان ڈالی آج کل ہم نی بیابان چار پانچ

نہین ہے لخت جگر میری چشم تر کی پیچ
کنول کے پہول یہہ چہپے ہین [?] کے پیچ

بہٹکتا پہرتا نہ باہر ہی اور نہ گہر کے پیچ
مکان ہے دل کا میری [?] نظر کی پیچ

خدا سی [?] کو بی شک ملا ہی تیرا ہے
یہہ دیکہی ہم نی کرامات مال و زر کے پیچ

بہار آئی تو کیا ہم سی نا توانون کو
نہین ہے طاقت پرواز بال و پر کی پیچ

کیا نہ رحم کبہی سنگدل کا دل اوسنے
ہوا کبہی نہ اثر نالہ سحر کے پیچ

تمہاری چہرہ سے ہم دیتی اسکو کیا نسبت
کلف کا دہبہ نہ ہوتا اگر قمر کی پیچ

نہ آیا شور وہ گمراہ راہ پر ہرگز

گذاری تم نی عبث عمر رہگذر کی بیچ

ردیف حای حطی

سحر کی شب سی کی انوار صبح
اب نظر آتی نہیں آثار صبح

صاف طبعوں سی فلک کی ہی غبار
دیکھ ہوے شمع کو آزار صبح

ساقیا پیری میں کر میکش پہ لطف
وا کشائی گل ہی کاروبار صبح

گو فلک ہنتا نہیں اک چال پہ
ہی ولیکن ایک سی رفتار صبح

مہر کا ہو جای سب تب لرزہ دور
کاش پائی شربت دیدار صبح

لطف ہی پیری میں چمکی داغ عشق
مہر سی ہے گرمی بازار صبح

ضعف پیری سی نہیں ٹوٹی ہونکو چاہ
مہر بدلی کس طرح اطوار صبح

شور سینہ اہل دل میں کیا ہی مست
رکھتی ہیں خورشید کو میخوار صبح

عیان صفا سی جو ساغر میں ہی شراب کی روح
تو اسکو کہتی ہیں مے نوش آفتاب کی روح

گھٹا ہی شک نی ایسی خوشاب کی روح
کہ پانی پانی ہوئی شرم سی سحاب کی روح

اسطرح ہی معانی کو لفظ سی تخصیص
خدا نی جسم میں جسطرح انتخاب کی روح

ہمیشہ طالب سوزش ہے آب و آتش میں
نہیں ہے جان میں بھی ایک پل کباب کی روح

یہ جام بادہ بنایا جو چرخ نے اوس کو / تو بند انکھین مین ہے رشک سی حباب کے روح

ہین نہ چشم سینہ و شانہ کی جو ترقی پر / مگر اوڑاتی ہے زلفون نے مشکناب کے روح

سدا سبو ہی خرابات مین سے ہی شکست / تو نہین بچ سکتی اگر چہ پوری مجہ خراب کے روح

عرق ہی آب حیات اوسکی وہی نگین کا / بچا ہی عطر کو شہرا تین جو گلاب کے روح

نہین ہے موج کو اک دم ہی جو قرار کہین / بہٹکتی پہرتی ہی دریا مین کیا حباب کے روح

کیا ہی شور جو عالم کو شعر سی بیتاب
تو ابہی ہو گئی مستو جب اک عذاب کے روح

ردیف خای معجمہ

کیون پان سی منہہ کرتا ہی اے غنچہ دہن سرخ / ہین رنگ سی قدرت کے ترے لب لعل یمن سرخ

افسوس کہ گل کہلتی ہی بلبل کے اجل آئے / بہتر ہی کہ دین لالہ کی پتی سی کفن سرخ

رنگ اوسکا بہو کا سا ہوا پرتوہ افگن / یا دل کی طرح عکس شفق ہی چمن سرخ

کیا بادہ گلرنگ نے عالم ہی دکہایا / ہی شیشہ و ساغر کی طرح سرو و سمن سرخ

یہہ بادہ گلگون نے کہایا ہی نیا رنگ / کب چاہ ذقن گلنار سی ہی اوسکا بدن سرخ

کشتی ہی پڑا عکس جو گل پیرہنون کا / آتا ہی نظر مثل شہاب آب چمن سرخ

نگین یہہ غزل جای جو شمس الامرا تک / ہو جای سخن مثل شفق تا بہ دکن سرخ

جھولین گے چمن زار مین آج اپنی خسار | لازم ہی کہ جھولی ہو ریشم رسن سرخ

انجار یہہ ہی شور کہ دیوان کی ورق مین
لکھی یہہ غزل جاے تو ہو رنگ سخن سرخ

دیکھی جو اوسکی زلفِ شکن در شکن کی شاخ | بل کہا رہی ہے رشک سے اب تک چمن کی شاخ

تھم نی چھڑی گلاب کی لی اسکی جھپ کیا | لازم ہی دستِ ناز مین لچکی سمن کی شاخ

دیکھا جو اوسکی ساعدِ نازک پہ بار کو | پیچیدہ رشک سی ہی ہر اک نسترن کی شاخ

آتی ہی باغ مین گر اوس شاخ گل کی آج | چھتری لی ہوئی ہی گل نارون کی شاخ

صاحب بلند و سخت شجر کی تلاش سی | کافی ہی اوسکی جھولی کو نارِ کہن کی شاخ

بی برگ و بار ہو گئی کثرت سی ظلم کی | پھوٹی تھی گر ہلال سی چرخ کہن کی شاخ

ہی دشمن کہان کا ہی پان ہی بہشت | تحفہ کا ایک خوشہ ہی لاکہہ من کی شاخ

جسدن سی آبیاری ابر بہار ہی | موج نسیم دم سی ہری ہی سخن کی شاخ

حقہ کا دم لگا کی وہ بیٹھی دہوان نکال | سنبل کی شاخ کہتی ہی یا دہن کی شاخ

بارہی کا سینگ آتا ہی ہمایون مین کام | کہتی تو کس مرض کی دوا ہی ہرن کی شاخ

ای شور گاتی تھی عریان بقول فوق
یہہ اور دوستون نی لگا دی کفن کی شاخ

ہی بادہ ہم کو ہی یہہ برانڈی مدام تلخ
مانند لالہ خون سی ہی لبریز جام تلخ

لبین میٹھی میٹھی باتین ان نا سے بہی سب
نکلا پر اوسکی منہہ سی جواب پیام تلخ

مشہور گرچہ سب کے ہین شیرین کلامیان
پہر ہم کو ہی کلیم تحمل کا کلام تلخ

دن رات ہمکو ایک سی ہی تیری ہجر مین
غم مین تیری سحر سی زیادہ ہی شام تلخ

ساقی بغیر تیری ہمین خون جگر سے کم
گویا کہ ہی یہہ شراب حرام تلخ

ہی کون ایسی پند کا واعظ مقرر یہان
گفتار تیری خاص سی ہی تا عوام تلخ

کیا وجہہ شور تجہہ سے وہ ایسا خفا ہوا
بولی سے گرد ہلی تو لگی تیرا نام تلخ

لخت دل آئی نظر چشم گہربار مین سرخ
جیسی لعل ہی ہوتی ہین کہسار مین سرخ

سب یہہ سمجہین گی کہ مہندی لگی بیٹہا ہی
باندہی تعویذ جو وہ کاکل خمدار مین سرخ

غم جانان مین سی چشم سی خون برسا
ہوگئی رشتہ سبہی کچہ و زنار مین سرخ

شرم سی رنگ ہوا لعل کا پانی پانی
دیکہہ کر لخت جگر دیدہ خونبار مین سرخ

ہی تصور جو ہمی دست حنائی کا تیری
آنکہین ہوتی ہین ہمی حسرت دیدار مین سرخ

رخ پر نور یون لعلون مین چمکتا ہی تیرا
ہو چمکتی ہی جون برق دہان یار مین سرخ

[illegible] کہو برق گہٹا مین اسکو
[illegible] تیری رخسار مین سرخ

ایسی سنبل مین پیچ گل مین وهوئین مین پیچ | شعله جیسی هین میری آه سر بار مین سرخ

شور کیا خون جگر کہا کی لکہی تم نی غزل
لعل گوندہی هین مگر رشتهٔ اشعار مین سرخ

ردیف دال مهمله

هی میری تشنه لبی کو بادهٔ کوثر پسند
کیفیت کرتی نهین اوسکی شیشه و ساغر پسند

وادی وحشت مین مقصود دل کا جب حاصل هوا
وپسند آیا هم کو اور نه اپنا گهر پسند

هی تیری برق پر افشان یا که انجم کا هجوم
جو شناسا هوگئی اس تیغ کا جوهر پسند

سر و جهری سی تیری هی ایشمع رخ مجروح هون
مرهم کافور کو کرتا هون زخمون پر پسند

اسقدر عشق بتان مین کهائی دل نی زخم گل
داغ کو کرتا هی اپنی لاله احمر پسند

کوچهٔ قاتل مین سب سی آگی وه رکهی قدم
جان تیغ پر اپنی تهی جس شخص کو یا سر پسند

آتش دوزخ سی تا هرگز نه پهونچی کچهه گزند
یون اتهی آگی هی کو جیب و دامن پسند

دختر رز کو بهشت مین لی جائین گی هم
پهر نهوگی تو مکان کیا سیکاوه کیون کر پسند

سینهٔ سوزان کو میری دل سی یان هی ربط
عود کو آتش هی اور آتش کو مجمر پسند

خواب مین دیکهی هی اوسکی چهره سی نقاب
چشم بد دور اوسکی افشان کو کرین اختر پسند

شعر صاحب اوس هی اب کیونکر نهی گی آپکی

ہم تو عاشق حسن سادہ پہ وہی زیور سفید

کلی ہیں چشم سے یہ کیا کیا گہر سفید
دیکھی سی خشکی ہو گئے گشتش قمر سفید

یا ہے صفائی سینہ کی روشن دلیل اور
سبزہ نمک اپنی قبر کا ہے بیشتر سفید

تیری صفائی خاطر کو دیکھنا
مانند اشک ہو گئی لخت جگر سفید

م شکل تیری وائے کے آنسو ہی میں
دیکھی نہ ایسی آب کی ہر گز گہر سفید

یکھا جو اوس نے ظلمت سیاہی ہجر کو
فق ہو گئی خوف سی تا روئی سحر سفید

من تیرے پر کی ہے تو بلبل گلون کی چاہ
کنج قفس میں ہو گئی اب بال و پر سفید

یری ہیں اوس رنگ کہلا تا رہ عشق کا
غم کہاتی کہاتی ہو گئی داغ جگر سفید

پیا ہی اب پڑی ہوتی سر شک کے
گریہ سی ڈہل کی ہوگیا تار نظر سفید

ن وق وشش کا غم شب اریں ہی یہان
پرتو سی جسکی ہو گیا سب میرا گہر سفید

اری جہان میں ہی اسی کے جو روشنی
اسو اسطی خدا نی کیا روئی زر سفید

شہرت سی شعور کی یہہ نمک پاشیاں ہوئین
پیری سی پہلی ہو گئی سب موئی سر سفید

ردیف ذال معجمہ

ا وسکی قند لب کا یہان تک بیان لذیذ
پوری سی شکر کی سوا ہی زبان لذیذ

شیرین ہی ذائقہ میرا الٹی شور سے
قلیان کشون سے پوچھی ہی کیا دھوان لذیذ

کیون ہونٹ چاٹتی نہین سامعین مدام
باتین ہی تیری ایسی ہین شیرین ہان لذیذ

تھی میٹھی باتون سی ہو وصل کی تو خوب
طرز سخن سی ہوتی ہی ہر داستان لذیذ

مرغوب دل سخن یہہ خداداد بات ہے
طوطی کا لب شکر فنی کیا ہی بیان لذیذ

طوطی کی کیا پسند کہ ہی خود وہ جانور
صاحب شکر تمہاری ہین سی کہان لذیذ

مرشی ہین بہر اہل توکل سے ذائقہ
سمجھی ہی نیشکر سی ہما استخوان لذیذ

تسکین درد کو ہی گوارا دوا سے تلخ
کیون عاشقون کو ہون نہ تیری گالیان لذیذ

ہی شور تیری لب سی سخن مین وہ ذائقہ
جیسا نمک لگانی سے ہو ارغوان لذیذ

ردیف ڈال ہندی

پڑی ہی آج غضب کا جو پڑگیا اولا ٹھنڈ
وہ چند سردی ہوئی ہوگئی دوبالا ٹھنڈ

پڑا ہی پالا ہین اتنی سرد مہرون سے
کہ پانی بھرتی ہی گھر اونکی روز جا ٹھنڈ

نکل کی جان ہوا جب کہ جسم سب ٹھنڈا
بنا ہون برف کا پتلا کری گی اب کیا ٹھنڈ

تپش سی دل کی مین جلتا ہون اوڑہن لیا
نہ سکیگی ستا نہین مجکو ابدا ٹھنڈ

کسی نے اوڑہی دوشالہ کسی نے ہین کمبل
بچھوڑا تو نے بچھوڑا کسی کا پیچھا ٹھنڈ

تمام رات ہوئی ہاتھ پانو سنکتی ہی
ستاتی ہی تجھی دلہنا یہ کیا کیا ٹھنڈ

پڑی یہ سردی فلک پہ کہ جم گئی تاری
زمین پہ کوہ نی برفون کا ڈھیر ڈالا ٹھنڈ

تھپکی ہی تار بدن کی جنون کی ہاتھون سے
کریگی آج میری جان کو ایک لقما ٹھنڈ

ٹھٹھر کی سردی سی سب شور شور کرنی لگے
تو دانت پیسکے کرتی ہی اسکا شکوا ٹھنڈ

ردیف رای مہملہ

مت پھانک میرا جب بی پیر کاٹکر
ارمان نکال ہان دلِ دلگیر کاٹ کر

رہ او سکی جب گیا کوئی زنجیر کاٹ کر
سینہ کو تو دل کو گیا تیر کاٹ کر

کرتی ہو کیون سپرد محافظ اسیر کو
عاشق گیا ہے کوئی زنجیر کاٹ کر

سلوائین گی قبا پہ پرندِ حریر سے
تسکین طبع کو تیری تصویر کاٹ کر

جز دو دو گل کی او پہی کچھ ہاتھ آئیگا
تیلا و سر کو شمع کی گلگیر کاٹ کر

بی شک ہو میری تپ کی شفا گر عطا کرو
دانتون سی اپنی قرص طباشیر کاٹ کر

دفتر سی عقل کے عشاق مین میرا
لکھا ہی نام منشی تقدیر کاٹ کر

مہر ہی جھکا ہی یار بدامت ہی آج تک
بی وجہ سیر اتیری شمشیر کاٹ کر

ہین شعر شور سکے دل اعدا مین کارگر

شاید تراشتا ہی قلم تیر کاٹ کر

نکلی نہ جب کہ سینۂ افگار توڑ کر
جھنجلا کی پھینک دی وہیں تلوار توڑ کر

ای چشم ضبط گریہ سی ہر دم یہ خوف ہے
سیل سرشک نکلی نہ دیوار توڑ کر

پھر صبر بلبلوں کا بھی رنگ لائیگا
گلچین نہ پھولیو گل گلزار توڑ کر

ہر چند لا رو یا گل کی لطافت پہ پھوٹ پھوٹ
نکلا جو میری تلووں کو ہر خار توڑ کر

آخر تو رکھا دانۂ تسبیح میں چھپا
کیا رشتہ جوڑا شیخ نے زنار توڑ کر

نزدیک محتسب کے نہایت ثواب ہے
دل خستہ کرنا شیشۂ میخوار توڑ کر

یوں پھینکے تیغ سی رگ جان کا ٹکڑا ہے
دیتا ہی پھینک جیسی کوئی تار توڑ کر

کیا کاہلوں نے نام توکل کیا خراب
ہمت کے پانو بیٹھی ہیں ناچار توڑ کر

سر رشتہ ارتباط کا پھر کیسی ہاتھ آئے
جب دل کی آس بیٹھ گئی یار توڑ کر

کہنا مسافروں کو نہ باقی رہا ذرا
دامن میں جب سی ہم نے رکھی خار توڑ کر

ای شور شطبیعت خوباں کا جز وہ ہے
تو جب نہ بیٹھ سر رشتہ گفتار توڑ کر

کیا ہی جبیں کہ ہم نے آفتاب میں گھر
نکل کے پہلو سی دل نے کیا کباب میں گھر

رہا خشتہ میں سر شتہ صورت نرگس
بنا ہی کیونکہ نہ دو شیشۂ شراب میں گھر

جرم الفت میں گئی ہم نی بہی کیا کیا — طوق گردن میں پڑا پانوین آئی زنجیر

اپنی جامہ میں نہیں پہولا سماتا گل چین — شاید اوس غیرت گلزار کی پائی زنجیر

غیر نی زلف میں وہان شانہ کیا یہان ہم نے — جوشش وحشت میں کئی بار توڑائی زنجیر

شام سی شور مچا صبح تلک زندان مین
شور نی شوق میں جسوقت ہلائی زنجیر

تیر ایسی مین میری نالہ شبگیر کی پر — جسمین چلتی ہین ہر ایک رخ ہوا گیر کی پر

کیا قیامت ہے چمن میں شجر گل کی تلے — کترے صیاد نی جب بلبل دلگیر کی پر

واہ اعجاز کہ جب کہینچے تہا مانی — لی اوڑی اوس کو فانات تیری تصویر کی پر

اب تو کہٹکا ہے ناوک مژہ کا باقی — آ لگی دل میں ہماری ترے تیر کی پر

بال و پر کے تو ہوئی سی جہان ہے مضطر — کیا غضب ہے تا جو نتی فلک پیر کی پر

بات کہتی ہین اوڑا لیتا ہی دل کو ظالم — ہوئی پیدا یہہ کہان سی تیری تقریر کی پر

شمع و پروانہ کا رشتہ نشان تک روشن — شکر صد شکر نہ پیدا ہوئی گلگیر کی پر

ہم سی بل کر کی لگی اب وہ ہوا پر اوڑنی — آج کچہہ آئے نکل نفس گرہ گیر کی پر

شور اب اور غزل دہوم سی لکھو ایسی
جسکی ہر بیت بنی طایر تشہیر کی پر

خون دل میں ہوئی تر جو تیری تیر لگی پر | بن گئی لخت جگر نالۂ شبگیر کے پر
سنتی ہیں دیتا ہی پر پڑہ کی وہ بیماروں کو | کاش مل جائیں مجھی اوس بت بے پیر کے پر

واہ کیا شان ہے تیر کے بڑہائی میری | کر دیا زلف پریشان ہر اک چیر کے پر
جسم بد کی لئی لالا کی جلاتی ہیں مریض | دی قسمت نے تو ایسی مری تاثیر کے پر
مرغ بن بن کے اوڑی جاتی ہیں جنگل کے ہرن | لگ گئی ایسی تیری تیروں سی نخچیر کے پر
ہی صیاد نے تیروں پہ لگا زینت کو | پہیری دو چار ہی بخشی ہوئی تقدیر کے پر
تیری عشاق کو دم دیکے اوڑاتا ہی جو رو | کچھ نکل آئی ہیں شاید فلک پیر کے پر
ایک دو لمحہ مرقع ہی سی کرتی دیدار | کاش مانی نہ بناتا تیری تصویر کے پر
قتل کی بعد تہہ کر جو اوڑا ہیں قاتل | تہی بہہ جوہر سی علاوہ تیری شمشیر کے پر

لی اوڑی آہ تیری ارض سما کو ای شور
رشک سیمرغ تہی اوسکی بڑی تاثیر کے پر

کہاں جاتا ہی دل کوچہ سی اوسکی تو نہاں ہو کر | زمین کو ہی جانان سر پڑی گی آسمان ہو کر
کیا برباد گلشن کو تم آئی گلستاں ہو کر | چلا گل مثل بو چہپکر اوڑی بلبل فغاں ہو کر
گذر جاتا ہم ہستی سی اپنی شاد ماں ہو کر | گرا دی قصر تن کو اور مٹ جائی نشاں ہو کر
اگر اوس بت بے پیر کا گذر ہو ہم میں اک شب | کریں باغ نظر سی قصر دم تیلیاں ہو کر

نیا پایا انہہ حیرت نے خاموش ہوئی ایسی
کہ ہیں تکتا رہا منہہ اونکا تصویر مکان ہو کر

اب یا ہم آگئی تم اونکا تماشا تو ذرا دیکھو
تمہاری حجرہ کو آئین پہ نکہین پتلیان ہو کر

کسی عاشق کا ہو کر غرق دریا دل تہہ پنہا گئی
جو موجیں ہنستی ہیں پیتاب ہر دم مچھلیاں ہو کر

اوجاڑا باغبان نے آشیانہ بلبل کا گلشن سے
گئی ایسی کہ مشکل ہو نہ آئی بی نشان ہو کر

مجھی پاتیں خموشی نے ہیر کی الٹی سیکھ لیں
کہ منہہ تکتا رہا غنچہ کی صورت بے زبان ہو کر

جواب نامہ کیا لاتا کہ جان تن سے گئی اسکی
گیا تہا ہو کے خوش قاصد و آیا نیم جان ہو کر

خفا غیروں سے وہ ہیں اور رہا جاتا کام اپنا
یہ گردش سے مجھے آئی ہے نصیب دشمنان ہو کر

لیسکی لف مشکین نے مجھے مارا الٰہی ہم
جو شعلہ ہے اٹھی ہے قبر میری پہ دھوان ہو کر

بہلا جان کو رہائی زلف سے ہو کیونکر ہو
پڑی ہیں پانوں میں کل سے گویا بیڑیان ہو کر

کرین داغ سویدا سو سینے سے جدا کیونکر
رکہا ہے سنگ اسود دل میں ہم نے نخجان ہو کر

دیوان نار اور لکہو مشتو صاحب اک غزل ایسی
زمین شعر کو گہیرے محیط آسمان ہو کر

وہ آئی جب بہار آسا میری گہر مہمان ہو کر
نہ جامہ میں سمایا مثل گل میں پنہان ہو کر

نہ چھوڑا دم نہیں کہ نت چہچہی زبان ہو کر
کوئی دم چہچہائی طوطی ہندوستان ہو کر

مضمون عکس اور معکوس کا باہم دیا نقشہ
اودہر طوطی ہے بیٹکر ادہر مین زبان ہو کر

لگاکر خوب دل الیشور جودت آزمانے پر
کہ جاوےگی غزل یہ اکبرآباد امتحان ہو کر

داغون سی کھل رہا ہی چمن جسم زار پر
اپنی بہار بھی ہی عجب اک بہار پر

بلبل کی طرح ہم نہین مرتی ہزار پر
دل سی فدا ہین ایک اوسی گلعذار پر

آمادہ زلف رہتی ہی یون مار مار پر
وابستہ دل ہین اسکی جو ہر تار تار پر

سبزہ ہی جوش گل ہی لب جوئبار پر
کیا آب و رنگ آیا ہی فصل بہار پر

ہو کیون نہ جلوہ ناز دل داغدار پر
ہنستی ہین میری گور کی گل لالہ زار پر

بیزار گل سی ہو چمنستان سی پہری
بلبل فریفتہ جو ہوئی تیری ہار پر

رونق گئی ہی ہجر مین اوسکی تمام عمر
کیا حسرتین برستی ہین شمع مزار پر

مرہون اپنی وحشت بیہودی کا کیون نہون
معراج آبلون کو ہوئی نوک خار پر

کون و مکان کی سیر کو پرواز کر دلا
لیکن ہوا ہی عشق مین ہرگز نہ مار پر

تا نفس کی واک تو جاری ہی رات دن
آتی نہین یہ دل کی خبر اسکی تار پر

تیری جفا جفا تیری دونو ہین بیشمار
رکہہ منحصر حساب یہہ روز شمار پر

سنبل کی اصل پر ہو بہلا کیون نہ خندہ زن
طعنی ہین جسکی زلف کی مشک تتار پر

نرگس ہی چشم سرو ہی قد رخ ہی شاخ گل
اونکو بھی کیا کیا ناز ہی اپنی بہار پر

ماتم سرای بن گیا آخر کو گہر میرا / یہہ غم کا ہے ہجوم دل سوگوار پر

ای شور عاقبت کی بہی اب فکر چاہیی
مغرور ہو نہ زندگی مستعار پر

ای دنیا مین کیا تہی ہم لیکر / جائینگی صرف یہانسی دم لیکر
سب یہان چہوڑ جانا ہی اکدن / کون جائیگا وان حشم لیکر
ٹہرنا ہی وان ملکِ عدم / ہم بہی چلتی مین ساتہہ دم لیکر
جائیگا اس جہانسی ہر کوئی / بارِ عصیان کی بیش و کم لیکر
دل تو دیو کہ مین سکتی ہی چلی / جان دینگی پر اب قسم لیکر
ایہی طوفان اوٹہیگا جس جا پہ / بیٹہہ جائینگی چشم نم لیکر
کہنچی مانی سی جب وہ صورت / رہگیا ہاتہہ مین قلم لیکر
کس سی پوچہون مین لہا دہوندو ان / چل دیا دل لواک صنم لیکر
کیفیت وہ جہان کی دیکہی جب / رہ گئی ہم تو جام جم لیکر
گہر اشک اور لخت جگر / نذر کو آئے یہہ قسم لیکر

سبز رنگون کی عشق مین اب شور
کہائینگی آج کل مین سم لیکر

ل سی میری دل اپنی کو تو تا شاد نکر
والدی خاک اب بس ہی اسی پہر باد نکر

یون صبا خاک کے دشمن تو ہوئی ہی میر
جانی دی پہر خدا اب اسی برباد نہ کر

لیسی بیدرد کی ہاتہون سی ہوا خون میرا
قتل کر کی مجہی ارشاہی فریاد نکر

ہہ تو سب جور و جفا سر پہ اوٹہائی ہم نی
اب کوئی تازہ ستم او ستم ایجاد نہ کر

سر نخوت پہ چڑہا جو کہ گرا آخر کار
دعوی ہمسری اوس قد سی تو شمشاد نہ کر

دیکہہ کر فصل خزان جی ہی میں بلبل کہون
آشیان اپنا تو اس باغ میں آباد نہ کر

چشم فتان کا جسی دیکہا وہی بسمل ہے
دیکہتی انکہون تو اس آنکہہ پہ دل صاد نکر

دم کا مہمان ہے یہہ دم بہر اسی ناہی ضرور
ایسی جینی پہ دلا اپنی کو تو شاد نہ کر

ہای ری شوق اسیری کہ میں خوش ہوں سمجھے کہون
تجہہ کو صیاد قسم ہی مجھے آزاد نکر

فصل گل آتی ہی کم کر دیا جواب خورشن
ایسی ہی رہی تو مجہسی بہلا صیاد نکر

رشک کے آنکہہ سی الیشور جو تجکو دیکہے
اوسکو بہولی سی ہی اپنا کبہی استاد نکر

دل لیکی جان میری جان حزین چہوڑ
میں آپ ہی مر رہا ہوں کیا اسکا یقین چہوڑ

سر پہ پڑی گا ٹوٹ کی تیری ہی آسمان
آغوش میں ہاتہہ سی بہولی زمین نہ چہوڑ

دل کو ڈھونڈ خال رخ یار کے چہپی
تو ہم کو جان جان کی اسی نکتہ چین نہ چہوڑ

تجھہ مین اور اوسکی کوچہ مین ارض و سما کا فرق
نام اوسکا تو نہ لی مجھہ سی خلد برین نہ چھیڑ

زلفون کا دہیان رات کو جب پہ چڑہ گیا
مین نے کہا کہ بس مجھی مار آستین نہ چھیڑ

یہہ چھیڑ چھاڑ بات مین ہوگی تو ہم نہین
ہم کو خدا کی واسطی ای ہمنشین نہ چھیڑ

در پردہ تجکو دیکھہ کی خود پس گئی ہین ہم
اب تجہ زیادہ ای نگہہ سرمہ گین نہ چھیڑ

از بس ادا سی اوسکی ہوا خون دل کا جب
جان لب ل اوٹہی کہ مجھکو ذرا نازنین نہ چھیڑ

چھوڑی ہوئی وہ عشق کی باتین دلا نہ یاد
بیٹھی بٹھائی ای دل اندوہگین نہ چھیڑ

الجھا ہوا ہین آپ سی بیٹھا ہون جان سے
بی چین کر کی مجھکو تو چین جبین نہ چھیڑ

واعظ کہان یہہ شور کہان تو کہان یہہ وعظ
مونہہ اپنا بند کر اوسی ای بد قرین نہ چھیڑ

ردیف زای معجمہ

قد جیسون سی ہی تیرا نازک بدن دراز
کیا ہی ہوا جو باغ مین سرو چمن دراز

تیری کلائی جیسی نزاکت کہان نصیب
آب و ہوا سی گو کہ ہی شاخ سمن دراز

یا دیہاسی ہی ثمر کی مگر امید
دامن جو کر رہا ہی گل نارون دراز

کانٹون کی اوچہریان لگائیگا باغبان
دیکھہ اپنی حد سی پانو نہ کر نسترن دراز

کاٹی ہی باغبان جو لٹکتی ہی شاخ سرو
تا قطع کر نگار نہ ہووے پھبن دراز

ہم قیدیوں کو کچھ تو کشایش نصیب ہو
یارب رہے وہ زلف شکن در شکن دراز

اے شور مختصر ہی کہی ہیں لطف ہو
کرتا ہے طبع کند اگر ہو سخن دراز

آپ ہر اک روز جو کرتی ہو نرالی انداز
دل اڑانے کی ہیں یہ خوب نکالی انداز

سانپ سے ناگن کے شانہ کی پہلو سے عیاں
تو ہی افعی کی سی ہے زلف وہ کالی انداز

مہرہ چینی تو ہر اک شب ہے فلک کے روشن
تو ہی اے دیدہ تر اوسکی اڑالی انداز

گھونگرو پانوں میں وہ ان طرز دکھاتی ہیں نئے
یہاں ہر بتی ہیں مری تلووں کی چھالی انداز

سرمہ کھینچیں گی صفاہان سے وہ جب تک
کیا بدلی کی نہیں آنکھوں کے چالی انداز

نشتریں چھوتی ہیں مے ہی چھلکتی ہیں کہیں
اور ہی آج دکھاتی ہیں پیالی انداز

مے کشی دعوت احباب سخن آرائی
ہم سے یہ شور ہیں کب چھوٹنی والی انداز

ردیف سین مہملہ

اوڑتی ہی نام سے مطلب کے وہ خود کام ہو گر
کیسے آپ ہیں جو سعہ کالی تجھ نام ہو سو کوس

رکھی جب مے سے کو ساقی گلفام ہو سو کوس
نہ لی پھر جام مینا کا تو ایک نام ہو سو کوس

سیری کسی کیا حلقہ کا کل نہ کافی تھا
چھپا یا جھپا میں گیسوؤں کا دام ہو سو کوس

جس جا پہ بحث حشمت و آوارگی کی ہو
مدفن بنانا اپنا اوسی انجمن کے پاس

جس دن سی ہی دور گردش افلاک نی کیا
پہر گردباد سان نہ گئی ہم وطن کے پاس

قربان کیون نہ اپنی ہون رشتہ محبت کا
اگر ہین چو وہ میری بیت الحزن کے پاس

بلبل قفس مین ہای یہی کہہ کی مر گئی
مرقد بنائیو میرا ای گل چمن کی پاس

مارا ہی ہم کو ابرو و مژگان شوخ نی
رکہنا صرف تیغ و سنان ہی کفن کے پاس

مجہہ سخت جان کی جان نہ نکلیگی جسم سی
مدفن اگر بنا نہ تیری انجمن کے پاس

کیا کیا ہی لہرین اوٹہتی ہین دل مین ہای آج
موقع ملی تو جا ہین مجہلی بہون کے پاس

نیرنگی اپنی بہول کی جگر اگیا تمام
نالی ہماری جب گئی چرخ کہن کے پاس

شرمندہ بوی زلف سی نافہ ہوی سبھی
بہیجینگی اس خبر کو ہم اہل ختن کے پاس

کیونکر بجھیگی تشنہ دیدار کے پیاس
جانا نصیب ہوگا نہ چاہ ذقن کی پاس ۔

اہل زبان کی بھی کمی ہند مین ہی مشہور
شیراز کو چلو کسی صاحب سخن کی پاس

ردیف شین معجمہ

جب ہی پہ زور کرتی ہی ساغر پاش پاش
ہو دل بیچارہ مسکین کیونکر پاش پاش

نالہ شبگیر کو ای دل خدارا ضبط کر
ورنہ ہوگا یہ فلک کہا کی جگر پاش پاش

برق نظارے سے ساقی کی اگر پائی فروغ — جام کیا خم کو بھی کر دے آتش سے پاش پاش

تیری آنے سے چمن کے اسقدر اوکھڑی ہوا — پتیاں بکھریں ہوا دم میں گل تر پاش پاش

عکس رخسار سے اسکی پڑ گئی گلشن میں اوس — یا خجالت سے ہوئی شبنم کی گوہر پاش پاش

دیکھا عکس خورشید رو کے چہرۂ پرتاب کو — ہو گئی جو دل میں آئینہ کی جوہر پاش پاش

حلق پہ میری کی چلنی میں کے جسدم تو وہ — بولی جی میں آگئے ہی کر دیجے خنجر پاش پاش

شور میں وہ کوہکن ہوں بے ستون سے گر لڑوں
جا پڑے خسرو کا سر ہو کے پتھر پاش پاش

جنبش رخ کو ہے جو نہیں بلبل نہار عیش — دکھلائے کیا کسیکو سدا روزگار عیش

ہے چار دن کے چاندنی مشہور عندلیب — کرکے تو سامنا گل کے ہی جب تک بہار عیش

جو دم خوشی میں کٹ گئی وہی عمر کا حصول — اک دید گل کو سمجھی ہے بلبل ہزار عیش

کب تاب ناک غنچہ ہے چاک چاک دل — ای موسم بہار دکھا ایک بار عیش

غنچوں ہی کو چمن میں ہے خون دل نصیب — کرتی ہیں جام مل سے سدا بادہ خوار عیش

سنبل کو باغ میں ہے پریشانیاں میں روز — پاتا ہے ہی جہان میں کوئی سوگوار عیش

جو کیف صاف بادہ میں ہے وہ دردیں کہاں — کیا ہی جو داغ کھا کی کری لالہ زار عیش

خوش بخت ہیں جہاں میں بلبل جن کو چار چیز — فصل بہار ساغر مے گل سبزہ زار عیش

ای شورؔ نیک و بد ہی ملی ہی نصیب سی
دیکھا نہ ہیچ دوست کسیکا نہ یار عیش

بہیجا ہی اوس نی مجکو جو تحفہ قلم تراش
ایسا کیا ہی ہاتہون کو مشکل قلم تراش

نکلا ہی راستہ کو تیری کاشغر ہرن
کیا دیکھتا ہی تیغ سی تو ہی قدم تراش

ای تاجدار حسن دو کر اس غلام کے
باقی ہین گنجفہ کی ورق بیش و کم تراش

انداز سب پرانی ہوئی ظلم و جور کے
طرز اپنی ذات سی کوئی تو اب ستم تراش

دیکھی ہی ہم نی ہند و خراسان [illegible]
رکھتی ہین یہ نرالی ہی اہل عجم تراش

مقتل مین سامنی نہ جہکی تیغ کی فدا
گردن پہ ہی تہی مری سر کی قسم تراش

یہہ وہ غزل ہی جسکی درستی کی واسطی
ہی شورؔ حرف حرف پہ لازم قلم تراش

ردیف صاد مہملہ

خوبی قسمت سی پایا ہی ہی پیمانہ خاص
دیدہ ساقی مین جسکی طرز ہو رندانہ خاص

وای محرومی کہ اب تو وہ نہی دوری ہی
داخل ہوگا عام کو کب جب نبی کا خانہ خاص

اس ظرافت کو تو دیکھو عیب کی ہجو کی خوش
دیتی ہین انعام مجہکو خلعت جانانہ خاص

ہین ہزار افت رقیبون کی جو کل بگڑا دیا
تہہ سنا کر بولی وہ یہہ طرز ہی مردانہ خاص

ہم خوانچہ طلائی سی ہیری ہاتھ ہو گی پاؤ | اور دیوانون مین ہیچ جائیگا یہہ دیوانہ خاص
اک دقیقہ بال سی باریک ہی اسمین چہپا | وہ جو دیتی ہین ہمی تحفہ مین اپنا شانہ خاص
تکیہ مین محبوبون کی گو اپنی بسر کی عمر سب | کر لیا ہی ہم نی ہی جنت مین اک گہر اپنا خاص
شمع جہلکی کا دیا اوس شمع رو نی دل آج | خوب جلنی کا ملا پروانہ کو پروانہ خاص

شور صاحب کی سخن کا رنگ کیون تازہ نہو
کرتا ہی ایجاد اپنی طرز ہر فقرانہ خاص ؂

کرتی ہی پرتی ہو جو مشہور ہی اک جا اخلاص | خوب صاحب نی یہہ سینہ سی نکالا اخلاص
اور یہی مرد خدا کرتی ہین الفت باہم | ہم نی پر سب سی نکالا ہی نرالا اخلاص
اسمین ہوسی کی جتنی چاہی بٹتی ہین میان | سخت مشکل ہی نہین منہ کا نوالا اخلاص
سیر میخانہ کی اک دن تو دکہا و اونکو | صاف کر دیگا برانڈی کا پیالا اخلاص
ہاتہہ اوٹہا بیٹہی تہی ہم تو میر جان پہلی سی | پر یہہ ڈوبا ہوا کرنی اوچہالا اخلاص
ان بتون کی نظر آتی نہین بگڑی بنتی | دل مین ناحق میری اللہ نی ڈالا اخلاص
سینہ مین کاوش بون کی رخنہ گری ایسی | کر دیا گہر کا میری تو نی اجالا اخلاص

ہت گہنڈی ایسی بہلا غیر کو کب آتی ہین
شوق نی بانی کی ہر شعر مین ڈالا اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

کوئی آتا نہیں صاحب سا گمان مین فیاض
خلق کہتی ہی کہ حاتم تہا جہان مین فیاض

ذرہ ذرہ تیری انعام سی ہی نور افشان ہاہا
ہی تیری ذات عجب کون مکان مین فیاض

نکلی ہی مہر سپہر زر افشانے کو
ہوتی سو پوش نہین اونچی مکان مین فیاض

تار کہی مثل صدف آب گہر پاشی سے
ناتہہ کہتا ہے سدا گنج روان مین فیاض

آئی گر چین مین اوسکا تو کب ذخل سے وہان
بل نہین ڈالتی ابرو کی کمان مین فیاض

گر کیا سرمہ نی خاموش تو کیا ہی وہ نظر
عین خوبی سی رہی چشم بتان مین فیاض

جسکی اشعار سی ہی شور زمانہ کو فیض
ایک ہی ہوتا ہی وہ اہل زبان مین فیاض

ردیف طای مہملہ

جب کہ آتا ہی کسی کا نظر یار مین خط
پہاڑ کر رکہتا ہی ہر روزن دیوار مین خط

نامہ بر شمع صفت اشک بہاتا آیا
موم ہو بہہ گیا جب گرمی رفتار مین خط

اسکی یہہ معنی کہ فرقت مین سدا گل کہاؤ
اپنی لکہا ہی جو بلبل کو خط گلزار مین خط

شوق دیدار جو از بس تہا عبارت مین بہی
مدتون اوڑتی رہی کوچہ دلدار مین خط

ہوا گلزار براہیم کا قصہ تازہ
جلوہ گر جب ہوا آتش رخسار مین خط

آئینہ سامنے رکھکر جو ذرا دیکھو گے
شکل طوطی کی خود آجائیگا گفتار مین خط

انتظار ایسا خطِ یار کی آمد مین کیا
بن گیا تارِ نظر دیدۂ خونبار مین خط

اب بھی ہی نام خدا اونکی لڑکپن کی ادا
چاٹ لیتی ہین جو لکھتی ہین کبھی پیار مین خط

حرف مطلب کا جو ہی شور رہ جاتا ہی
ختم ہوتا ہی رقیبون ہی کی تکرار مین خط

کیا ماجرا ہی بھیجی ادھر سی ہزار خط
آیا نہ وہان سی باری خدا ایکبار خط

مدت سی ایک پرچہ تک آیا نہین یہان
کہتی ہو تم روانہ کئی ہم نی چار خط

دیکھا نہ ہوگا ایسا گلِ لالہ شاخ پر
لایا ہی گرد چہرہ کی جیسی بہار خط

نامہ کو میری پھاڑ کی جھنجلا کی یہہ کہا
تنگ کر دیا ہی لکھکی مجھی بار بار خط

آخر کو نامہ بر سی خفا ہو کی یہہ کہا
لکھتا ہی جس نے سر پہ اوسی کی یہ مار خط

آکر شور آپ ہی یہہ کہا ہو کی مہربان
پہونچینگی تیری پاس بلا انتظار خط

ای شورؔ دیکھہ اتنی نہ کر اوسکو خط رقم
لاتا ہی دل مین سادہ رخون کی غبار خط

ردیف ظای معجمہ

ہوتا نہ تیرا پاس ہی ای گلبدن لحاظ
بلبل کا چھٹنا گلبن غنچہ دہن لحاظ

غربت مین حال شہ ہی نہین پوچہتا کوئی — گہر مین کرین گدا کا ہی اہل وطن لحاظ

ترکِ مژہ کی آنکہہ جہپکتی نہین ذرا — کرتی ہین معرکہ مین کہین تیغ زن لحاظ

ہر انجمن مین شیشہ کی چشمک ہی جام پر — پیاسی چمن مین کہتی ہین سرو سمن لحاظ

لپٹی ہی شاخ شاخ سی کیا مستِ تو ہوا — دل سی اوٹہا دیا جو گلِ نسترن لحاظ

کرتا ہی بینت اپنی ستارونسی رات کو — رکہتا ہی چشم روز سی چرخ کہن لحاظ

ہی پردہ پوش خلوتیون کی شبِ سیاہ — کرتا ہی پر صبح سی ہر مرد و زن لحاظ

دل کو ہماری کعبہ نہین جانتا تو خیر — ناموس حق کا چاہی شیشہ شکن لحاظ

ای شور چاہی شکر ہی حسن سخن کی تیری شعر
رکہتی ہین ہر گروہ کی اہل سخن لحاظ

کہا جو دل کا میری رہنا دلربا حافظ — وہ بولی چاہئی دونو کا ہی خدا حافظ

حصار خط کا عبث کہنچا گرد چہرہ کے — یہ خال کیا نہین قرآن کا بہلا حافظ

گذر کسیکا کہان سنگ آستان تک ہے — بیٹہا رکہی ہین ایک ایک نی جا بجا حافظ

کیا نہ غیر کو لا حول پڑہ کی ایک شب دفع — تمہاری پوٹہری کا دربان ہی کیا حافظ

ہماری پاس ہی دیوان لا دیکہو فال — سنا ہی کہتا ہی اظہار مدعا حافظ

ثواب ملنی کی ہی صورتین نرالی ہین — ہزار طوطا اگر پڑہ کی ہو گیا حافظ

قبول خاطر اہل سخن خداداد ست
بجا ہی شور یہی خوب کہہ گیا حافظ

ردیف عین مہملہ

فروغ پائی ہی کب جان داغدار پہ شمع	عبث جلاتی ہین مردہ دل مزار پہ شمع
گرا جو قطرہ مژہ سی ہوا وہ روزی خاک	نہ کیونکہ روئی میری چشم اشکبار پہ شمع
بلا کی دایرہ مین نقطہ سان ہی عاشق زار	لگن مین جل کی ہوئی خاک اسی مدار پہ شمع
ہی حق کی نام سی روشن نشان منصوری	رکھی وہ یا نہ رکھی اہل نذر دار پہ شمع
حیات پائی گی ہرگز نہ ایک شب کی سوا	کری ہی خندہ عبث ہستی شرار پہ شمع
نہ داغ منہہ سی گیا منتون مین ساری عمر	چڑہائی ماہ نی کو چرخ زرنگار پہ شمع
خموش تک رہی ہی ٹک ٹکی لگائی ہوئی	نظر لگائی گی کیا جل کی روی یار پہ شمع
جو اوج پہ پہنچی ہین وہ چاہتی ہین اپنا فروغ	جو اور لاکہو پہ کہین تو یہہ ہزار پہ شمع

فروغ باغ کو بخشا یہہ اپنی طبع نی شور
جلی ہی رشک سی تا صبح وضع خار پہ شمع

ہوئی خوشی و طرب ہم سی دونو یار وداع	چلی جوانی ہوئی خواہش بہار وداع
خزان نی پائی شکست آئی فتح مند بہار	ظہور گل ہی ہوا ہر شجر سی بار وداع

صراحی ہچکیان لے لیکی کیسی روتی ہی
ہوا جو بادہ وساغر سی بادہ خوار وداع

نہیں ہچکتی ہین شاخین گلون کی گلبن پر
کرین ہین بلبلون کو گویا بار بار وداع

گئی بہار خزان آئی باغ مین جس دم
چمن سی پر وخدا کر ہوئی ہزار وداع

صبا کی ساتہہ اوڑی رنگ وبوی گل باہم
ہو جس طرح تن عاشق سی جان نثار وداع

بپا تہی ایک قیامت چمن مین جب کے ہوا
وداع خار سی گل اور گل سی خار وداع

ہوئی ہم ایسی احبای شہر سی رخصت
کہ جیسی کنبہ سی ہو کوئی خانہ دار وداع

غزل تمام ہوئی شور لکہہ یہہ ہی مصرع
چمن مین آئی خزان اور ہوئی بہار وداع

ردیف غین معجمہ

روشن ہے داغ کا دل بیتاب مین چراغ
حکمت سی یہہ جلایا ہے سیماب مین چراغ

قطرات خون کے سر پہ ہین مژگان کی یون نمود
آتی ہین جیسی تیرتی گرداب مین چراغ

اوس شمع رو کا شام ہے آیا تہا جو خیال
اوس نے دکہایا وصل کے شب خواب مین چراغ

کالی کی منہہ مین یون تاہی جس طرح سن کا نور
روشن ہین جیسی رات یہہ مہتاب مین چراغ

یون تیرتی ہین لخت جگر چشم تر مین آج
جیسی جلا کی چہوڑ دین تالاب مین چراغ

رقیبن جو اوسنی جاندی جہہ پہ چہوڑ دین
محفوظ بادسی ہوا جلباب مین چراغ

اوس رخ کو دیکھہ مہر کا مونہہ زرد ہو گیا
بی نور جیسی ہو شب مہتاب مین چراغ

حیرت سی بولا عکس نما گوش دیکھکر
آیا کہان سی جام مئی ناب مین چراغ

ایک عمر ہی کہ حافظ شیراز کی طرح
رکھتا رہا مین قد و محراب مین چراغ

اندہیر کا ستم پہ ہی گر انحصار ہے
روشن نہ ہوتا خانۂ قصاب مین چراغ

ہمراہ اشک آنی لگی لخت دل ہی شو
روشن ہوئی ہین دیدہ پر آب مین چراغ

ردیف فای

باغ ہستی مین برنگ گل ہی جو ساغر بکف
ہی خط جاگیر موج بادۂ احمر بکف

زاہد انکی دانۂ تسبیح سی حاصل ہی کیف
خوشۂ انگور سی کر سبحۂ گوہر بکف

دیکھہ جوش فصل بہاری مین گئی گل کھلی
گرد گلبن کی نہ پہرا ہی خار نشتر بکف

گر تیری عشاق مین داخل نہین مہر و ماہ
پہرتی ہین جا بجا نہ روز و شب کیون ساغر بکف

ہی کیون ہمیشہ وقف تماشا انکی فیض
کیون ہو دنیا انکی بخشش سی صدف گوہر بکف

آجتک اوسکی سی نا امید لب کو دیکھکر
مستعد ہی قتل پر سوسن لئی خنجر بکف

گر عدم مین تہا نہ یوسف کی خریدار کا شوق
آیا بازار جہان مین کس لئی گل زر بکف

قدر قیمت علم کی ہی اپنی موقع پر درست
سادہ لوحی سی رکہی آئینہ کو جوہر بکف

شعر یہ اپنی تمنا ہی خدا سی روز و شب
باغ جنت مین ہی دیکہین ساغر کوثر بکف

پہر بہار آئی چلی بلبل گلستان کی طرف
پہر رہی ہی نظارہ مین گلہای خندان کی طرف

بات حق حق ہے وہ دیکہین گے سوے روے زلف سے
ہم نہ ہین ہندو کی جانب نے مسلمان کی طرف

حال اپنی ہی دل سودا زدہ کا پوچہنا
ای صبا جائی اگر تو زلف پیچان کی طرف

چہرہ گل رنگ سے اوسکی مگر اوٹہی نقاب
بلبلین آئین چلی ادہر کوئی جانانکی طرف

جب خم و پیچ اوسکی زلفونکی مجہی آتی ہین یاد
دیکہتا ہون پیچ کی جسکی عشق پیچان کی طرف

کرتی ہی خاطر پریشان یاد زلفونکی تیری
جب گذر ہوتا ہی اپنا سنبلستان کی طرف

واکشائی دل اگر سبزہ مین صحرا کی نہین
کس لئی دیوانی جاتی ہین بیابان کی طرف

مصلحت ہی جی کا بہلانا ہجوم یاس مین
چاہئی میلان خاطر شعر دیوان کی طرف

شور دل پر جب غم و اندوہ کرتی ہین ہجوم
دیکہتا ہون گردش گردون گردان کی طرف

ردیف قاف

دکہا سی پہ نہ لاکہا جا کی یار شفق
کہ جل کی ہو گیا ہی داغ لالہ زار شفق

سجاف اطلس سرخی کی دیکہہ دامن پر
ہوئی ہی زیر فلک کشتی شرمسار شفق

گلال ایسا اُڑایا اوس نے ہولی مین
کہ تا بہ دامن گردون بنا غبار شفق

تمہارا چہرۂ خورشید رشک دیکہا ہی
جو صبح و شام نکلتی ہی بار بار شفق

دکہایا رنگ یہ ابرو کی تیغ نے تیری
لئی ہوئی ہی مہ نو سی جو کٹار شفق

اگر ہو کوچۂ قاتل کی خاک سی رنگین
ہو برگ گل کی طرح رونق بہار شفق

فلک کے ہاتہہ سی اک رنگ پہ نہین رہتی
کہی خوشی مین ہی اور گاہ سوگوار شفق

ہو تیری جامۂ گلگون کی سامنی رنگین
پتنگ کالئی اک رنگ خام دخوار شفق

کیا سواد فلک شعر شور نی روشن
اوٹہای چشم جہان سی اب اعتبار شفق

کیا یہہ نرگس ہی ہر اک گل ہی تمہارا مشتاق
جسطرح خار ہی گلشن مین ہمارا مشتاق

وای کیا عشق کہ دامن کو لگایا دہبہ
کر گیا دیکہہ کی قاتل کو کنارا مشتاق

ہر طرف عین عبارت مین ہی عین آنکہین
بن گیا نامہ مرا ساری کا سارا مشتاق

آب آگ سی اوڑ اوڑ کی سدا گریا ہی
ہی مگر جوہر آئینہ کا پارا مشتاق

بولی جہنجلا کی تو کرتا ہی ہمین کیون رسوا
خط مین اک کافی ہی لکہی جو اشارا مشتاق

گل کو بلبل سی ہی اور آئینہ سی طوطی کو ہی ربط
اپنا اپنا ہی ہر اک شخص کو پیارا مشتاق

جان آنکہون مین اگر شکل حباب آئی ہی
پہ تیری دید کا رکہتا ہی سہارا مشتاق

حلقهٔ در کی طرح دور نہو اک پل کو
پائی گر ابروی جانان سی شمار انشقاق

شور ہی کلم سخنی مین ہی شرارت تیری
بن گیا وہی غزل کہہ کی ہمارا مشتاق

ردیف کاف فارسی

پہونچی پستی سی بلندیکو جو اکسیر خاک
آئی ہی دیکھی کس پائی مین تیری خاک

خاک در آپکے عشاق کو ہی خاک شفا
کیونہ دعوی مین ہی قرص طباشیر خاک

خلد کو جب کہ زمین سے گیا آدم نی عروج
بولی قدسی کہ کہان پہنچی ہی تقدیر خاک

کر دی اکسیر صفت سے فنی کی دم مین اوسکو
کوچہ یار کی چہو جائی جو زنجیر سی خاک

ماہ کی گردنی ہالی کا چکر فورا
گردہ بنکر جو اوڑی یار کی تصویر سے خاک

سر دہری کا ہر اک جا ہی تجوبنی جو ہور
شاید ان پیکرون لینی پائی ہی کشمیر سی خاک

خاک تھے دو پی لگایا جو نشانہ اوس فی
تجہ سی اوڑنی لگی پہ پہنکی تیر سی خاک

دہان مین اختر تو جو اہر مین یہان سے روشن
پست تہہ مین نہین کچہہ فلک سے سی خاک

شور کیا کہتی ہین وہ طرز نکالی تونے
کہ سنی ہی ایسی کہیں درد سی فی میری خاک

کر لیا دل جس فی مثل غنچہ گل چاک چاک
کیون نہ جامہ کو کری وہ بی گل چاک چاک

دیکھکر گلشن مین اوسکی جامہ زیبی کی بہار
رشک سی کردی قبای گل کو بلبل چاک چاک

خون دل پیتا ہی غنچہ دیکھکر شیشو کا رنگ
ہوگیا گل دیکھتی ہی ساغر مل چاک چاک

زیبہ جامہ دری اہل دل ملتا نہین
گو قبا اپنی کرین صاحب تغافل چاک چاک

نالۂ عشاق گردون کو ملائین کیا عجب
کوہ کو کردیتی ہی اکدم مین تزلزل چاک چاک

ہچکیان لیکی روتی ہی صراحی پہوٹ پہوٹ
دل کو میخوارون کی کردیتی ہی قلقل چاک چاک

حال کیا چاک گریبان کا مین لکہتا خط مین شور
کاغذ نامہ ہوا پہلی ہی بالکل چاک چاک

ردیف کاف ہندی

قاصد جو گیا نامہ کو لیکر کئی فرسنگ
تہا پیک نظر بہی پیچہا کر کئی فرسنگ

یاد آتی ہین اسباب وطن کی جو مدارات
پہر آتا ہون منزل سی مکرر کئی فرسنگ

تہی گرم روی وادی وحشت مین بہی اپنی
جلتی ہی زنجیر کی چکر کئی فرسنگ

آتش تیری رخسار نی ہی جو لگائی
میخانہ سی اوڑ گئی ساغر کئی فرسنگ

طوفان جو اوٹہی رہائی نہین ممکن
پہیلائی ہی کشتی سی جو لنگر کئی فرسنگ

وہ کلبۂ احزان کو میری نالون نی پہونکا
ہر بانس گیا شعلہ سا جلکر کئی فرسنگ

وہ باغ کو آئی تو بچہاتا ہوا آیا
فراش صبا پہولون کی چادر کئی فرسنگ

اوس غنچہ پیشہ شادی کی گشت چمن جب | سبزہ پہ پچھاوش مشجر کئی فرسنگ

ای شور تیری نالون مین ہی شور غضب کا
غربت مین ہی ہم ستی ہین اکثر کئی فرسنگ

بلبل چمن مین گل کو جو چاہی سنائی راگ | پر باغبان یہہ کہتی ہین مجھسی وہ لائی راگ

گلشن ہی اور بہار ہی ساقی ہی ابر ہی | قوال سی کہو کوئی رنگین اوٹھائی راگ

اس فن موسیقی کی جو پہونچی کمال کو | ہولے جا اوسکی نرخ مین بیچی نایکی راگ

نغمون مین عندلیب کی ہر چند ہے اثر | پر کیا کری جو کان مین گل کی بجائی راگ

او اہ مین ہی درد کا جب تک نہو لگاو | کیا ہو جو تال سم سی کلاونت بجائی راگ

صوفی کو وجد و حال مین لاتا ہی کیا کمال | سبزہ کو جبکہ صحن چمن مین لٹائی راگ

موجود جبکہ ساقی و فصل بہار ہو | شکر نسیم غنچہ دل کو کھلائی راگ

کس کس طرح ترا ری لئی شیخ سدو فی | مطرب نے اوسکی سامنی جس وقت گائی راگ

الشیو جس گذری ہی وہ جانتا ہی خوب
برحق ہی یہہ کہ جی نسیبکا دکھائی راگ

ردیف لام

دکھلا دی کلی مین نہ لالہ کی بہار گل | آتا ہی مجھکو یاد وہ رشک بہار گل

بلبل ہزار حیف ہوئی دو چار گل
اور یہ مفت مین صبا یہہ اوڑائی بہار گل

ازبسکہ بی ثبات ہی گلشن جہان کا
بلبل کا کچہہ قیام نہ ہی اعتبار گل

ہی دست و پا نہو گی گریبان کرتا چاک
کچہہ بہی چمن مین ہوتا اگر اختیار گل

آتا ہی کون آج یہہ گلشن مین گلعذار
ہی سرنگون سلام کو ہر شاخسار گل

ہر دفعہ اوسہا کی آگی چمن مین جو گل مین
نظرون سی عندلیب کی کم ہو وقار گل

شبنم کا یہہ گمان ہو کرتا تو عندلیب
انجم گئی ہین چرخ کی اپنی نثار گل

روتی تہی عندلیب ہوا خواہی سی فقط
دیکہا خزان مین اونہین دوستدار گل

اک عمر سی ہن مین جو ہوا خواہ باغ کا
دامن کو چہوڑتا ہی نہین میری خار گل

شاید خزان کی آنی کی لائی خبر صبا
بلبل جو آشیانہ مین ہی سوگوار گل

ای شور کہدی ساقی لالہ عذار سی
جام شراب سرخ سی دکہلا بہار گل

ای طفل اشک کچہہ تو ذرا تہنا او بہلکی چل
اک اک قدم کی خیر منا او سنبہلکی چل

گو ٹہوکرون کی شیشہ دل ہو گئی ہین چور
پر شوخ بادہ مست نہ اتنا تو چہلکی چل

ملجائیگی یہہ کشتی اک دم خاک مین
فوارہ سان نہ ایک قدح مین اوچہلکی چل

نرگس تیری چشم سی چشمک سے باغ مین
ای شاخ گل ذرا تو نظر کو بدلکی چل

اگر سرخ روی چاہی عشاق میں ولا
سینہ سپر ہو سامنی تیغ اجل کی چل

پروانہ وار جلنی میں خوبی نہیں ولا
مانند شمع راہِ وفا میں پگھل کی چل

مانند شکل مدعا کا اگر ہے بگاڑنا
تو ہم طریق گھر کسی اہل عمل کی چل

نورِ خدا کا دیکھنا چاہی تو ایک دن
دہلی میں دل کو تہام تو انور محل کے چل

اک جام شیر ہاتہ سی اوس گلکی پیکی شور
اتنا نہ اپنی جامہ سی باہر نکل کے چل

خوشنما وہ ہین میری آہ شرربار کی پہول
تہی خوش رنگ سی افسردہ میں گلزار کی پہول

سینہ پر داغ میرا اوس گہڑی گلدار ہوا
جب کہ مرقد پہ چہڑی اوس تری ہونار کی پہول

داغ پر داغ دیا تو نی یہ صیاد اوسے
رکہہ قفس میں دئی جب مرغ گرفتار کے پہول

مار کہیل آج رقیبوں نی بہی کہائی دل پہ
ہم نی جب چن لئی رخنہ دیوار کے پہول

صبح اوٹھکر تیری رخ پر جو فلک ہی سر جوڑ
پہینک انجم کی دیا کرتا ہے شب وا کی پہول

موتیا کی نہیں یا بیلی کی چہڑیاں ہیں یہ
شاخ مژگان پہ ہین جو اشک گہربار کی پہول

گر طبیعت ہی یہی ہی شور شگفتہ تیرے
سنبل سطر سی کہل جائیگی اشعار کی پہول

اوڑتا ہی رنگ دیکھ کے لالہ رخان کی شکل
آئی بہار سامنی پہر خزان کی شکل

بیچ قفس میں چہرہ سی آڑ گیا ایسا رنگ
ہر دم بدلتی ہی تجھہ ناتوان کی شکل

تھی یاد ہم کو شب جو اوس ماہرو کی مانگ
آنکھوں میں ساری رات پھری کہکشان کی شکل

روئی ہیں ہم جو کہ سوی آسمان گئے
آئی نظر نہ ایک نام و نشان کی شکل

نقشہ مکان یار کا دل میں سما گیا
ہم کیا کرینگی دیکھہ کی باغ جنان کی شکل

ہوش و حواس اوڑ گئی ضعف اپنا دیکھکر
جب آنکھہ کھل گئی تو نہ تھی کاروان کی شکل

ملتی نہیں ہے ایک سی یہان دوسری سی پہر
دیکھی عجب ہے ہم نی طلسم جہان کی شکل

روشن دلیل کو رخ جانان نی کر دیا
دیکھی وہ آئی دیکھی نہ حسن جہان کی شکل

ہی صاف آئنہ کی طرح شورؔ کا کلام
اسمین کہاں دکھتی ہی کون و مکان کی شکل

صندلی پوشوں کی مارو دلن گری جو کسکی پہول
درد سر جاتا ان سی جو لگین جو سپسکی پہول

کیون نہ بلبل کو ہو رشک اس بات کا ای باغبان
ہاتھہ میں دیتا جب تو توڑ کر حسن نسرین کے پہول

کونسا گل دا چمن میں رشک گل دیکھو تو آج
خاک میں سب مل گئی جو زیر پا نسرین کے پہول

کسکے آنکھوں کا بسا رہتا دل میں یہہ خیال
دیکھتا ہوں جب چمن میں جا کی نرگس کی پہول

اپنی جامہ میں نہیں پہولا سماتا اوس گھڑی
جب نظر آتی ہیں توڑی پی کی چھوڑی اوس کے پہول

کیوں نہ پہونچی عالم بالا پہ اوس گل کا دماغ
خود بخود بالہ مین آ پڑتی ہی گوشہ شب جسکی پہول

کیا غزل لکھی معطر شعور رقم نے کر دیا
بس گئی دل اور دماغ اپنی میں کیا کیا انکی پھول

ردیف میم

عشق کے گھر سے نہ ایسی گئی ناکام تمام
جیسا دل لگتی ہی یہاں اپنا ہوا کام تمام

نہ ہمارا ہی فقط اس میں ہوا کام تمام
قیس و وامق بھی ہوئے وصل سے ناکام تمام

گھر سے معشوقوں کے جاتی نہیں ناکام تمام
کستی ملتی ہی دعا ملتی ہیں دشنام تمام

نقش پا کے طرح ہم راہ گذر میں اوسکی
بے نشان ہو گئے ایسی کہ ہوا نام تمام

غرض عشق سے یہ حال ہی اپنا کہ بس اب
صبح تک کام ہوا یا کہ سر شام تمام

ہیں ہوں اس لام کی صدقہ کہ باین کفر و بلا
ہو گیا زلف پہ اب غلبہ اسلام تمام

تو ہی وہ مہر درخشان کہ نظارہ کو تیری
صبح سی جمع ہی اک خلق سر بام تمام

تھی قسمت ہوا صیاد کا اوس وقت گذر
لوٹتی لوٹتی ہوئی کو تھا جب دام تمام

ہیں وہ کامل ہوں کہ ناقص نہیں ہستی دینگا
پھر دی جب تک نہ مہ پیر مغان جام تمام

اب خدا کی لئی اک حسن کے بندی کی شنو
کر چکی آپ کو کرنی تھی جو احکام تمام

اسکی کیا معنی کہ تم چل دئی اوٹھکر خاموش
مجلس عیش کا ہوتی ہی سر انجام تمام

بس کی گا نہ اوسکو ہوں یا الکھوں مجھکو گی رہ
بلکہ افعی سی ہی وہ زلف سیہ فام تمام

تو وہ گل ہی کہ گلستان مین تجہہ بن
بیکلی رہتی ہی ہر گل کو گل اندام تمام

اور ہی تہی جو ہوئی تیغ سی قاتل کی وہ بیچ
اپنا اک جنبش ابرو ہی مین ہی کام تمام

شور کیا طول کلامی سی غرض یہہ لکھدی
پہول ابہی سی گئی تم نامہ و پیغام تمام

کیا پہنسی دام زلف یار مین ہم
صید خود ہو گئی شکار مین ہم

آمد فصل مین تو کیا گل سے
رنگ لائین گی کچہہ بہار مین ہم

قافلہ تو نکل گیا آگے
اب ہی کون سی قطار مین ہم

کاش پہونچا دی اوس گلی مین صبا
مر گئی اب جا ملی غبار مین ہم

دل کو کر اختیار مین اون کے
نہ رہی اپنی اختیار مین ہم

خون دل پینا اور غم کہانا
مر مٹی اسی کار و بار مین ہم

قبر مین بہی کہلی ہین آنکہین
مر گئی کس کے انتظار مین ہم

سوکہہ کر ہو گئی ہین کانٹے سی
پہر بہی کہٹکی ہین چشم یار مین ہم

زندگی سے بے مزہ نہین گر شور
کیون ہین بی چین بار بار مین ہم

اک جام کو جامہ سی گئی ہیکی نکل ہم
پہر دیکہہ کی کیفا وسکا ہی پہ سنبہل ہم

گر یہہ ہی تڑپتی ہی دل مضطر کی تو صیاد
رہتی نہین ہی توڑی قفس آج یا کل ہم

پروانہ صفت جلتی مین دیکھی جو یہ خوبی
جون شمع گئی آتش الفت مین پگل ہم

کرتی ہین اشارہ تیری ہماری ابرو
بچتی ہو کہان ہمسے کہ ہین تیغ اجل ہم

اوس لٹ کے لہرائی جو دلمین تہہ دریا
پھر ڈوب کے مردہ کی طرح آئی اوچھل ہم

دیکھی جو پریشانی گل بو کی مانند
آئی نہ گلستان مین گئی ایسی نکل ہم

اوٹھین گے دریا سی تا حشر نہ ہرگز
جون طفل سرشک ایسی گئی کچھہ مچل ہم

مانند حنا اور کے دکھلاتے ہین گے کچھہ رنگ
جون غنچہ گئی پانو مین جسوقت کچل ہم

دیت کی صفائی تو ذرا دیکھنا اون کے
یہہ شور ہی کہتی ہین گئی آنکھہ بدل ہم

پیتی ہین فقط ابر بہاری کا جام ہم
کوثر کو ابے کرتی ہین ساقی سلام ہم

اوس لف و رخ کی شوق سی حاصل ہی یہ شگون
دام بلا مین صبح پہنسی یا کہ شام ہم

ہی لعل لب کی یاد مین صہبا ہمین حرام
ساقی کا چشم تیری سے لیتی ہین کام ہم

صحرا مین جا بجا نہ اوڑین کیسی دھجیان
دامان جیب کر چکی اپنی تمام ہم

اوٹھی گا پہر ہی فوج کا طوفان ایکدن
کب تک کہینگی اشک کو آنکھون مین تہام ہم

ہم کو ہی دل کی قید مین کہنی کا ہی خیال
تا نفس کی اپنا بناتی ہین دام ہم

دست جنون سی کام گریبان نکلتا ھے | کہتی ہین یا وسکو اہلی شفق مدام ھم
آخر تمام کام کیا ہجر یار مین | لینگی قضا سی اپنا کبھی انتقام ھم

اتنی غرض ہی شعر کی کہنی سی ہم کو شور
مرنی کی بعد چھوڑ چلین اپنا نام ھم

کیون لکھون مین تیرا اس دل ناکام پہ نام | بیٹھی بیٹھی لیا کرتا ہون ہر گام پہ نام
گو کہ مشکل ہی پر اس مین بھی خوشی ہی کہان | اس لیے چشم تری رکہتی ہے بادام پہ نام
جام جم کا نہ ہی خلق مین شہرہ باقی | لکھدی ساقی جو براندی کا خط جام پہ نام
مہ تابان کی طرح دل ہوا روشن میرا | دیکھہ جب چاند لیا اوسنی میرا بام پہ نام
تیری گردش سی فلک بیچ مین چکر مین پڑا | بلکہ رکہتا ہی جہان تیری بدانجام پہ نام
ہم تو دونو کی ولا خیر منافی ہین مدام | نہ تو کچھہ کفر پہ رکہتی ہین نہ اسلام پہ نام
پیچ مین دل جو پہنسا پھر وہ نکلتا ہی نہین | اس لیے رکہتی ہین سب زلف سیہ فام پہ نام
کشتۂ خط کا ہی سبز نشان یون شاید | کندہ ہو جاتی جو فیروزہ خوش فام پہ نام
مہر نشان سی کبھی جوہر ذاتی روشن | سیم و زر سی کوئی لکھا کری صمصام پہ نام
نامہ حسرت سی لفافہ پہ نہین لکھتا مین | کہ عدو رکہتی لگی نامہ و پیغام پہ نام
لام کی شکل ہی گو پھر ہی کجی ہی باقی | اس لئی رکہتی ہین ہم زلف کی اسلام پہ نام

شور اور کوہکن و قیس کی دیکر دل و جان
کیا کیا ہای تیری الفت مین صنم نام بہ نام

جب سے زخمی ہوئی اوس نرگس مخموری ہم
روز ملی کہنچتی ہین زخم کی انگوری ہم

کچھ نہ ہی ہاس سوت تو پذیرا کیجی
نذر کو آپ کی لائی ہین یہ دل و دوری ہم

تاب جلوہ کی نہ لائی تو یہ بولی موسی
گر پڑی ایسی ہوئی محو تیری نوری ہم

وعدہ وصل وہ کر جب کہ مکر جاتی ہین
منہ تکا کرتی ہین اونکا کہ مجبوری ہم

پڑ گیا عکس سراپا رخ انور کا تیرے
اب نہین جلوہ مین کم ہین شجر طوری ہم

بند ہو جاتی ہی پہر کسکو ہی جینی کی امید
جاری جب تک کہ یہ ہی زندہ مین ناسوری ہم

دیکھی دل جان کو کیون مفت مین کہو دیتی ہین
ہوتی آگاہ محبت کی جو دستوری ہم

کچھ بہی بدلا نہ مزاج اپنی مرض کا اب تک
عاجز آئی ہین بہت اس دل رنجوری ہم

شور کا شور وہ سنکر یون کہا کرتی ہین
کیا بہ تنگ اسکی شرارت سی ہین او سرزنشی ہم

اب تم سے ہی وفا کو نہ چاہا کرینگی ہم
دل ہی کو اپنی قابو مین لایا کرینگی ہم

لو اوس شمع رو کو ہی پیدا کرینگی ہم
جلوہ سے اوسکی تم کو جلایا کرینگی ہم

جتنی بگڑتی ہم سے عداوت ہی بنتی ہو
اب تم کو جان جانکی چہیڑا کرینگی ہم

کہا لینگی گر ضبط نہ ہوگا اگر ہمین
ہرگز نہ سبزہ رنگون کی پروا کرینگی ہم

پہلو مین سنگ رکھینگی پاس اپنی ہم نشین
سر ہو کی سنگ دل سے نہ تکیہ کرینگی ہم

مانگا جو بوسہ ہم نے تو کہتی ہین غنچہ یہ وہ
ہی چاہی ایسا کام نہ ہرجا کرینگی ہم

دولت سی جب وصال کی ہم ہاتھ دہو چکے
پھر کس لئے تمہاری تمنا کرینگی ہم

اکدن نہایا چین پچہری سی ہاتھ سی فلک
آگی خدا کی حشر مین شکوا کرینگی ہم

سودائی ہو کی کیا کیا بلاؤن مین پہنس گئے
زلفون کے پیچ مین نہ اب آیا کرینگی ہم

اکدل تہا پاس اپنی سو بیچا تمہاری ہاتھ
باقی ہی جان اسکا بہی سودا کرینگی ہم

جب نذر دل کے شوخی کی پیش تو کہا
یہ رسم یہان نہین ہی اسی کیا کرین گی ہم

جب سی اسیر ہو گئی زلف دوتا کی ہم
رہتی ہین روز سامنی ہردم بلا کی ہم

دل کی خبر ہی اور نہ کچھ جان کی ہمین
کہوئی گئی ہین ایسی تمہین آج پا کی ہم

جاتی گی سرد مہری شمع روکی کب بہلا
پھر کیا کرینگی جان کو اپنی جلا کی ہم

سب کچھ بتون کا چہاہی پر سنگدل بہت
کہدینگے یہ ہنر کی ہی آگی خدا کی ہم

اکدن چپی جو تیغ فنی مین دبا فلک
کس جاگ سیہ پہانک ین [illegible] سر راہ رہا چکے

[illegible] کیا امیر اخون کیا
بگڑین گی ہاتہ حشر مین [illegible] حنا کی ہم

اٹھیگی جب جدائی دیا صبر و شکر بھین | ہرگز نہ پاس جائینگی شاہ و گدا کی ہم

کوچہ مین اوسکی خاک ہماری لائی حیف | پیچھی پڑینگی ہاتھ کو دھو کر صبا کی ہم

جاتا نہین ہی عشق کا ہرگز غرض کبھی | قایل نہین ہین کسی کی بھی دوا او دعا کی ہم

صیاد یاد رکھنا کہ جب پھڑ پھڑا پین گے | لیجائینگی قفس کو بھی سر پر اوڑا کی ہم

ای شور کیا غضب ہے کہ آتا نہین وہ شوخ
جاتی ہین جسکی واسطی منہہ مین قضا کی ہم

عاشق ہین تجھہ پہ ای صاحب جمال ہم | مشہور دو جہان ہین ہوئی باکمال ہم

جب تک جوان تھے کہینچی تہی کیا کیا کمان ہم | پیری کے آتی ہی ہوی نذر زوال ہم

اوس زلف پر شکن مین پھنسا جان و دل کو حیف | لی بیٹھی آپ سر پہ یہہ اپنی وبال ہم

چھٹتا یہہ کیون نہین ہے تیری پیچ سی کوئی | اوس زلف سے پلا ہی کرینگی سوال ہم

کسکا گذر ہوا ہی پاس اوس کہ ہای | جو نقش پا کی طرح ہوئے پائمال ہم

اگر جانتی کہ دیگا نہ یہہ قبر مین بھی چین | رکھہ دیتی پہلی دفن سی دلکو نکال ہم

کس سرو قد کا سایہ پڑا ہم پہ آج کل | باہر ہین اپنی جامہ سی ہو کر نہال ہم

مدت سی پائمال خزان نے نہین کیا | لینگی نہ مول کو بھی بہار اب کے سال ہم

تیر نگہ سی شوخ کی گر اب کی بچ گئی | کہینگی پہر تو اسکی بہت دیکھہ بھال ہم

دل کر چکی تھی خنجر ابرو کی پہلی نذر ۔۔۔ تیر مژہ سی بچ گئی پہ بال بال ہم

پہلی تو دور و تجھ سے کیا حال غیر تھا ۔۔۔ ہین کچھہ امید وصل سی اتنو بحال ہم

اوسکی رسم شوخی سی الفت سور ہم ہین ۔۔۔ پر کیا کرین گناہ مین ہین بی مثال ہم

ردیف نون

تفاوت ہی سراسر چشم جانان اور آہو مین ۔۔۔ وہ اک وحشی کی آنکھین ہین انہین ہی فخر جادو مین

بھرا ہی کیف کیا ہی دیکھنا چشم پری مین ۔۔۔ مژہ صہبا کا ہی پرتو اوسکی ہیری آنسو مین

مژہ پر اشک اپنی ہی سبب آنکھین نہین تھمتی ۔۔۔ گران قیمت جو گوہر ہین وہ تلتی ہین ترازو مین

دل بی صبر کو ہر چند سمجھاتا ہون مین لیکن ۔۔۔ وہ نہین جب پکڑ لیتا ہی نہین رہتا ہی قابو مین

نگاہ شوخ مین ہم نی اثر جو ہی دیکھی ۔۔۔ نہ پائی ایک دن بھی ساحری اپنی جادو مین

رہائی کی توقع اب سر مو ہی نہین باقی ۔۔۔ پھنسا ہی جیسی دل اوس طرہ طرار گیسو مین

کیا جب تو سجدہ اک وہی جلوہ نظر آیا ۔۔۔ رہا کیا فرق پھر کعبہ مین اور محراب ابرو مین

تمہاری زلف مشکین جیسی ہم نی بو نہین پائی ۔۔۔ نہ گل مین ہی نہ نسرین مین سمن مین اور نہ شبو مین

چلا سینہ سی جب باہر نکل کر تیر کا پیکان ۔۔۔ تو دل بولا کہان جاتی ہو بیٹھو میری پہلو مین

کبھی سر پر چڑھا لینا کبھی تلوون تلی ملنا ۔۔۔ تفاوت آج کل پایا بہت ہم نی تیری خو مین

غزل مین شور نرگس بلا کا سحر و افسون ہے
پری پرو باندہتی ہین مثل جوشن اسکو بازو مین

عضب شوخی بہری ہی اوسکے چشم و ابرو مین
ہی جسپے نہ دم آہو مین نہ تاثیر جادو مین

بہت اوٹہی ہی واعظ سا قیا اپنی تصرف سے
مزہ جب ہے کہ تو آلو بنا دی ایک چلو مین

بہار آئی ہی لا شیشون کو دہو دہو کی لب دریا
لگا دی آتشین گل رشک سی سرو لب جو مین

کہلی جاتی ہین جو کونسی ہوا کی زخم افسردہ
بہار آئی مگر آئی لگا جو خون ہی آنسو مین

روان ہوتی نہین انتظار ومت کا ہی شاید
صراحی ہچکیان لیتی ہی اور شیشہ ہی آہو مین

کیا بار وت کو زہرہ نی بابل کیسی جادو سی
اوڑا لیتا ہی دل وہ شعبدہ باز اک چہو مین

وہ جا ہی رشک ہے اور یہہ محل ہی شاہ دل کا
تفاوت اسقدر ہی کا فسہ زانو سی پہلو مین

نہین سر مین تصور جب کہ اوس مسکش کی آنکہون کا
بجا ہی شیشہ ہی میکو رکہنا طاق زانو مین

بہلا انکے شیشو کیا نسبت ہے اون آنکہون کو آہو سے
تفاوت ہند سی چین تک ہی مشک اور بعی گیسو مین

رہو زود تبی ہین ہین ابجد جو ساری ہاتہہ پاؤن
ہین گر سایہ ہر تیغ ہی تمہاری ہاتہہ پاؤن

اٹ ماپت ابرو کو ہرن پہ کس سے لئے
کیا نہی جو رنگ اوڑاتی کو ہماری ہاتہہ پاؤن

تہا نصیب احدا اعضا مین کشدت سی
کیون صدقہ مین ہی صاحب اوتاری ہاتہہ پاؤن

ہین جگر اور دل کو سینہ مین پھر لپٹین مدام
پتلی پتلی انگلیان وہ پیاری پیاری ہاتھ پاؤن

پہنچ سکتا ہی مصور کب کوئی اونکی شبیہہ
صانع قدرت نے ہین ایسی سنواری ہاتھ پاؤن

کیا شہادت کو ملی رونق مری مرنیکی بعد
خون مین قاتل کی ہوئی جبکہ سارے ہاتھ پاؤن

اک نہ اک دن آکی ٹہکرائی گا وہ فتنہ کبھی
رہگذر مین بیٹھی ہین ہم بھی پسارے ہاتھ پاؤن

جب سلام اوسکو کیا ٹہکر تو ہنسکر یہہ کہا
شکر ہی تم نی ہلائی آج بارے ہاتھ پاؤن

ہاتھ پاؤن ایسی خوشی مین اپنی پہولی کیا لکھون
شعور جب اوسنی کہا دابو ہماری ہاتھ پاؤن

منہ کبھی دھوتی ہی جو وہ غنچہ دہن دریا مین
کہلی آئینہ کی مانند چمن دریا مین

شرم سی سیپ مین کیونکر نہ گہر ہو پانی
جب گری دندان ہی تیری عکس فگن دریا مین

بحر الفت مین جو ڈوبا وہ نکلتا ہی نہین
جان لیتا ہی کہ اب گہر اوطن دریا مین

بہول جاتا ہی رقیب اوسکی وہ موجین ایسا
بلبلا جاتا ہی جون بادہ سی تن دریا مین

بحر غم نی ہمین پیری مین ڈبویا ایسا
جیسی بیٹھی ہین کشتی کہن دریا مین

منقلب دور زمانہ ہو تو پہر کیا ہی عجب
مچھلیان شست مین پہنسی پہولین [illegible] دریا مین

ہی یہہ ایسی زمین شعور لکھو اور غزل
جسکی جدول ہی پڑی موج سخن دریا مین

آج آئی ہی جو خوشبوی چمن دریا مین
غسل کرتا ہی کوئی سیم بدن دریا مین

عکس آنکھون کا تیری پڑتی ہی سلوری کشتی سا
جلوہ گر ہوگئی ماہی سی ہرن دریا مین

پہونچی خوشبو تیری کاکل کی تو ہو شرم سی آب
ڈوبی یونان کی مانند ختن دریا مین

تا نشان ہی نہ ملی اپنی کہین مرقد کا
رہ گئی ڈوب کی ہی گور و کفن دریا مین

گر کسی بزم مین روی تیری شوخ جیسی بہہ نکلو
بنی گرداب کنول شمع و لگن دریا مین

مزہ لیتا ہی کیا کیا یہ دل دلگیر پہلو مین
کیا کرتی ہین جب وہ بیٹھکر تقریر پہلو مین

بہلا جاہی تأمل کیا رہی ارباب معنی کو
ہی خط سی مصحف رخسار کی تفسیر پہلو مین

اوڑین اکدم مین جیون ہر طرح خورشید سی شبنم
رکہی جرأت سی آئینہ تیری تصویر پہلو مین

مقدر بن نہین ملتی کسیکو دولت دنیا
رکہی خورشید سان کون اکسیر پہلو مین

اشارہ ہی فقط ابرو کا ہی نازکبدن بس تہا
لگائی توفی ناحق قتل کو شمشیر پہلو مین

کہلی گا جب سیہ کارونکا دفتر روز محشر کو
تو یہہ نہ رکہی گا نامۂ تقدیر پہلو مین

کیا ہی ناتوانی نی مجھی ازبسکہ کاہید
کہ آجاتی ہین پائی حلقۂ زنجیر پہلو مین

گرون نازک مزاجی سی تہاری ضبط کر دہم
کری شور آخر جون نالۂ شبگیر پہلو مین

بہارستان ہستی مین گل و سبزہ کا عالم
کہین گیسو خط سی گلرومان خط جاگیر پہلو مین

خیالاتِ بتان سی ایک دم خالی نہین ہوتا
کری ہی کسطرح پر یون کہ ہو دل تسخیر پہلو مین

اگر تکبیر تک بہی ذبح کی آتی نہی تم کو
دبا بیٹھی تہی یون ہی دو کر خنجر پہلو مین

شبِ وصل ایسی لائی اوسکو آغوشِ تمنا مین
شکر کر شور کہنچی جس کشش سی شیر پہلو مین

جب سی دیوانہ ہوا ہی ہے جبین پر آسمان
سنگی جنتا پہرتا ہی انبک نہ جبین پر آسمان

جو خدائی مین تجہ نکی لای شک تہا جدا
لوٹ پو سر بسر اوس مین یقین آسمان

دیکہہ انجم اور مہر و ماہ کو دن رات تاب
ناز کرتا اپنی ہی نقش و نگین پر آسمان

یہہ ہی بیتابی ہی تیری دل مضطر کو مگر
آپڑی گا ایکدن جان حزین پر آسمان

دیکہہ آیا ہی کسیکی روی تابان کو مگر
پانو رکہتا ہی نہین جب سی زمین پر آسمان

چال متوالون کی سی چلتا اس پر ہی
کہہ مکان پر گر پڑا اور کہہ مکین پر آسمان

جو نگاہ بد ہی رکہی نیک خصلت کو سدا
گر پڑی فوراً مین اوس قرین پر آسمان

کیون نہ گردش مین ہی ہر روز قسمت سی دلا
دم بدم باندہی کمر رہتا ہی کین پر آسمان

اژدہی پیدا ہوئی شانۂ ضحاک مین
ہاتہہ رکہتا کچہہ جو آستین پر آسمان

تو محیط ارض ہی ہو پر یہہ ممکن ہی نہین
پہنچی حال کری عرش برین آسمان

جبتبیون کس طرح اقبال سکندر ہی مری
ہہ نہین داغ غلامی ہی جبین پر آسمان

دشمن بغلی اگر کہی اسے تو ہی بجا
رکہتا ہی ترجیح مار آستین پر آسمان

شور تیری آبرو دارین مین رکہے خدا
گہہ چہپان پر ہین ستاری گہہ جبین پر آسمان

دل ہی افسردہ مگر کم نالہ پیدا ہوتا نہین
خلق کہتی ہی کہبی آتش دہوان ہوتا نہین

سینۂ مژگان سی مرا جہن چہن کے چہلنی ہو گیا
زخم لگتی ہین تماشا ہی نشان ہوتا نہین

حال ہر دل کا بہی خستہ دلی پاتا ہی کون
بی اثر ہر گز لب پر فغان ہوتا نہین

ہی مری رنگت بدہ سی پریشانی عیان
شمع سان گو سوز دل مین ہی بیان ہوتا نہین

کشتی ہی شعلہ مثل خار کب بنتا ہی سرو
فرط و ضبطی سی شیشہ آسمان ہوتا نہین

ایکدن جا کر سنا دو جو پریشانی کا حال
کیا گذر باد صبا ہوتا ہی وہان ہوتا نہین

مجکو وہ سوا کیا حضرت دل آپ نی
کونسی جا ہی مرا چرچا جہان ہوتا نہین

کہتی ہین وہ راز دل اظہار گر مشکل ہی یہ
راز جسکا نام ہی وہ خود عیان ہوتا نہین

نکلی جان ہاری کب آہ بی سوز جگر
کاروان مین بی گرمی روان ہوتا نہین

ہی اگر دعوی خدائی کا تو ہو قدرت عیان
ای صنم بی گفتگو تاب و بیان ہوتا نہین

شور صاحب سود کا ہر شخص طالب ہی مگر
کون سا سودا ہی وہ جس مین زیان ہوتا نہین

دور اسو اٹھی ہی مجھسی دلارام کہین
تاب نہ لائی کبھی دم بہر کو دل آرام کہین

بزم مین آتی ہی اوس مست کی جان پر بنی
مے کہین شیشہ کہین ساقی کہین جام کہین

زلف و عارض کے تصور مین دل سودائی
پہرتا ہی کہین صبح کہین شام کہین

روز و شب حضرت دل کوی بتان مین پہرو
کر نہ تم پہر خدا مجھکو بدنام کہین

کیا کیا چکر مین پڑے غصہ سی قاصد لیکے
صدقہ جہوٹی کا لکہا ہین نے جو پیغام کہین

پہر اساغر کو تو مینا گیا ہاتہون سی نکل
چین دیتی ہی نہین گردش ایام کہین

پہول کی پہینکر اوٹہونسی بچہاون سرراہ
گر قدم رکہی کبہی پہر وہ گل اندام کہین

کیون خاطر ہو پریشان سر زلف تیری
جب ہون آپ کہین دانہ کہین دام کہین

حضرت عشق سی ای شوق بہی رہنا مدام
اسکا آغاز کہین اور ہے انجام کہین

پایا پتہ نہ اوسکا کہی وہ کمر کہان
جسکی کہ مبتدا نہو اوسکی خبر کہان

ہی عشق شعلہ ریز لپک سوز جگر کہان
دل مین اگر دعا ہی نہین نقش اثر کہان

بی مانگی ہی حصول تمنای پر کہان
دل چاہتا نہو تو دعا مین اثر کہان

[illegible] ہم سی نہین اوٹہتا بار کا
پہلا اسا اپنا دل نہ رہا اور جگر کہان

[illegible] آتی ہی کچھ خبر
شور و فغان کہان ہین اور آہ سحر کہان

ہماری قتل کی اب وان جب سامان ہوجاتی ہین
فراہم یہان شہادت کی ہی سامان ہوجاتی ہین

تمہارے وعدہ سی عہد و پیمان ہوجاتی ہین
ہماری نقش میجانی کی سامان ہوجاتی ہین

سپاہی جن کے پیچھی جعد مشکین اک بلا بکر
وہان جان مین پہکر وہ پریشان ہوجاتی ہین

پڑی ہین وہ ہر مقتولون کی ادہر ہین سیکڑون بسمل
تیری کوچہ مین اب گنج شہیدان ہوجاتی ہین

عجب زنجیر پہیلایا جہان مین زلف پرخم نی
مطیع اس کام ہندو مسلمان ہوجاتی ہین

حنا ملکر وہ ہاتہون کو لب دریا جو دہوتی ہین
تو روشن آب مین سو چراغان ہوجاتی ہین

خدنگ ناز جو آتا ہی وہ رہتا ہی پہلو مین
کہ اب غمخوار دل کی اوسکی پیکان ہوجاتی ہین

میری درد جگر کو اب شفا ہوتی نہین ممکن
کہ برسون سی اسکی بی درمان ہوجاتی ہین

لکہو ای شور اک ایسی غزل تم اور بہی رنگین
کہ پیدا ہند مین اب نو سخندان ہوجاتی ہین

جو اس صحرا مین وحشی گرم جولان ہوجاتی ہین
تو اونکی ہمراہ خار مغیلان ہوجاتی ہین

چمن مین آ مدا صبح سی کس رنگ گل کی
جو بلبل اور گل دست و گریبان ہوجاتی ہین

تمہاری مصحف رو کی تصور کا اثر یہ ہے
کہ اکثر مدرسون مین حفظ قران ہوجاتی ہین

تیری مژگان کی پیکان اور نگاہ شوخ کی ناوک
ہدف دل کو بنا کر پار احسان ہوجاتی ہین

خدا جانی کہ آئینہ کی جوہر مین اثر کیا ہی
جو بت دیکہی اپنی چہرہ کو آپ حیران ہوجاتی ہین

جو روتا ہون تصور مین لب رنگین جانان کے
تو اشکون کے گہر لعل بدخشان ہو جاتی ہین

جبین و رخ کو اپنی آینہ مین دیکہتی ہین جب
تو ماہ و خور بہی ہر دم اون پہ قربان ہو جاتی ہین

الہی تو نہتی ہین آبلی کس دشت گردان کے
کہ جسکی فیض سے جاری گلستان ہو جاتی ہین

سنا شور تکلم جب سی اوس کان ملاحت کا
خوشی سی شور زخم دل نمکدان ہوتی جاتی ہین

فراق یار مین اب کس سے ہم کلام کرین
بجا ہی عمر کو اس غم مین ہی تمام کرین

خیال زلف مین و یاد رخ مین ہی ہر دم
ہزار شکر جو ہر کر سحر سی شام کرین

لگا وہ تیر نظر ایسی دل مین جا بیٹہین
ہمارا کام بنی اور تمہارا نام کرین

ہم اپنی جذبہ دل سے کیونکہ یاران ہون
خدا کی فضل سی جس کو چاہین رام کرین

مرض مین ہجر کی اب ایسی مبتلا ہم ہین
سفر عدم کا کرین صبح یا کہ شام کرین

پلا وی ہم کو مئی خوشگوار وہ ساقی
کہ تیرا نام کرین اور ثنائی جام کرین

لب صبیح جو اونکی ہین ہین چاہ دل
تو پہر بلا سی کہین جا کی انکی دام کرین

سوال بوسہ پہ اسنے یہی یہہ فرمایا
کہ تجہہ سی ہم کب ایسا خیال خام کرین

ہزار رنگ بدلتا ہی تو جو یہہ دن رات
خدا سی شکوہ تیرا چرخ ہم مدام کرین

ہزار بار یہہ کہتا ہون یاد رکہی گا
رقیب بن جو وفا ہو تو ہم سلام کرین

جدا پہ جب کہ توکل ہے خاص اپنا شعور
توکس امید پہ پہر التجاے عام کرین ٭

بہلا مجہہ سی ہوگا یہہ کب روا تو جفا کری مین گلا کرون
رہ عشق مین ہی یہہ ہی بجا تو برا کری مین بہلا کرون

یہہ مزہ ہی اور ہی ای میان کہ نہ مجہہ سے سکا ہو کچہہ بیان
جو بدام شوخی سے گالیان وہ دیا کری مین سنا کرون

تیری زلف کا جو کہ ہی مرا کبہی پانی سے بہی نہین مانگتا
ولی سخت جان ہون مین بڑا وہ ڈسا کری مین جیا کرون

ہی چال کب یہہ روا تجہی کہ دلائی مات رقیب سی
جو بہنگ نرد حریف کی وہ جیا کری مین موا کرون

ہی جو ربط ناز و نیاز مین وہ کہان مغنی کی ساز مین
نہین حظ تجہہ کو راز مین وہ جفا کری مین ہنسا کرون

یہی بات جیچ کر لگا کیا مین تو کہیل جان ہی پہ گیا
کوئی ایسی چال ہی ایل کی لا کہ شال ہی وہ جیا کرون

ہی اگرچہ شور لقب مرا ادا ہی ضبط کہتا ہون مین سدا

کبھی اسکا دل سی پڑا مزہ وہ کہا کری ہین سنا کرون

کبھی جو اپنی وہ تیر نظر کو دیکھتی ہین
تو ہم بھی شوق سے دل و جگر کو دیکھتی ہین

اسیر دام محبت جدہر کو دیکھتی ہین
تو اوسکی کوچہ مین اک شب پہ سکو دیکھتی ہین

دکھائی دیتا ہی مشت غبار مین دریا
بدن مین اپنی جو ہم چشم تر کو دیکھتی ہین

تمام عمر کٹی اپنے آہ و نالہ مین
ہوا نہ ایک اثر اس اثر کو دیکھتی ہین

خبر بہار کی جس دم نسیم لاتی تھی
قفس مین شب بھی بال و پر کو دیکھتی ہین

عدم کی راہ سی ہی زیادہ وہ باریک
جو غور کرکی ہم اوسکی کمر کو دیکھتی ہین

جو حال لکھتا تہا جب لکھی تو چیر دیتی
کبھی تو نامہ کبھی نامہ بر کو دیکھتی ہین

ہزار شکر کی اوس مین جان کے قربان
لگا کی تیغ وہ زخم جگر کو دیکھتی ہین

جب اشک نکلی میری آنکھ سی کہا کر کے
گلہ مین اپنی وہ سلک گہر کو دیکھتی ہین

ہزارون چلنی کو تیار ہوتی ہین ہمراہ
وہ فال جب کبھی عزم سفر کو دیکھتی ہین

اوٹھینگی بیٹھ کی ہم بھی نہ ایکدن اسی شور
اسی نظر سی بغور اب شرر کو دیکھتی ہین

بہی ہم جو کچھ اون سی سراپا ہی ہوگئی ہین
تو حضرت دل وہ بھی گہبرائی ہوئی ہین

مردون کو جلایا کہین زندون کو مارا
انجام یہ کیا اپنی وہ اترائی ہوئی ہین

پہر اوس عدو کی جو وہ جاگا کئی شب بہر
چار آنکہیں نہین کرتی ہین شرمائی ہوئی ہین

شاید کہ گلستان مین خزان کا قدم آیا
دور دور سی گل جتنی ہین کملائی ہوئی ہین

کس طرح لگاؤن تیری تیرون کو جگر سی
مدت کی یہ مہمان میری گہر آئی ہوئی ہین

دل ہی لیا ایمان ہی لیا جان ہی حاضر
اب دیکہیں کس بات پہ شک لائی ہوئی ہین

لو وصل کی امید ہی اب قطع ہی اون سے
معلوم ہوا اس کی قسم کہائی ہوئی ہین

بل مجہسی تیری دل مین نہین ہی تو ستم کش
کیون بال تیری زلف کی بل کہائی ہوئی ہین

اب شور کا کچہہ شور نہین سننی مین آتا
دل دیکی کسی شوخ کو پچہتائی ہوئی ہین

حشر پیدا ہی تیری رفتار مین
ہی مسیحائی عیان گفتار مین

دل کو تنگ اگر مین بیچون گا ضرور
ہی تلاش مشتری بازار مین

خال دن مین دل کو لیتا ہی چرا
ہی یہہ اندہیر عشق کی سرکار مین

سرخ موباف اوسکی چوٹی مین نہین
شمع روشن ہی د [illegible]ن مار مین

قسم کی قدرت جس نے دیکہی ہو اوسی
ہو نہ شک پازیب کی جہنکار مین

ملک دل شاید ہوا غارت خبر
آ رہی ہی آنسوؤن کی تار مین

آمد آمد کس کی ہے جو صبح سے
بیکلی ہی سے گل و گلزار مین

خانہ آبادی کہاں جب سی دیا دل اون کو
ایک ہی گھر تہا سو ویران کئے بیٹھی ہین

داغ دل حسرت و غم ساتھ چلینگے اپنے
توشۂ راہ کا سامان کئے بیٹھی ہین

کسطرح تیر کی پیکان کو نکالین دل سی
اوسکو تو جان کا مہمان کئے بیٹھی ہین

کام صحرا سی نہ کچھہ اور نہ جنت سے غرض
اپنا گھر آپ بیابان کئے بیٹھی ہین

مصحف رخ پہ ہوئی جب سی فدا حضرت شوق
وہ تو اپنے کو مسلمان کئے بیٹھی ہین

تہنیت یوم کلان بابت سال سنہ ۱۸۷۷ع

ہوا سب دن سی نورانی بڑا دن
کہ رشک ماہ و خوبی نشان تہا دن

مسیحائی قدم دنیا مین رکہا
بزرگی سب نے پائی سر چڑہا دن

نہین کون و مکان کی کچھہ خبر آج
کہ شب ہے شب برات اور عید کا دن

ہوئی روشندلی عیسائیون کو
مبارک اونکو ہو یہہ نور کا دن

چمن مین گل نہین پہولی سماتی
بہار تازہ پر ہے آجکا دن

حساب شمسی قمری سی جو دیکہا
کبہی رات آج سی اور کچھہ بڑہا دن

خوشی کہ خوب یک عالم مین دیکہا
نہ پایا تو ہی انیسا دوسرا دن

پلا ساقی مئ گلگون کا اب جام
کہ بعد اک سال کی پہر یہہ ملا دن

تمنا ہے کہ سال آئینہ کو ہے
دکھائی شور کو پھر یہہ خدا دن

ردیف واؤ

وہ نہین جان کہ جسی خواہش شراب نہو
وہ دل نہین کہ جسی ہوس لذت کباب نہو

وہ بزم کیا ہی کہ جس مین شراب ناب نہو
ہی ایسی مجلس ویران کہ آفتاب نہو

سحاب مہر کی ہی چہچہ قلعی کہل جاے
جو مایل اوس رخ پرنور پر نقاب نہو

لو پان کہا وہ دو بوسہ آئینہ دیکہو
میری سوال مین تم اتنی لاجواب نہو

ہزار بار اگر چرخ پہ بہی چڑہ جاے
تمہاری رخ کی مقابل پہ آفتاب نہو

وہ داغ دل مین ہیری لالہ زار سے افزون
کہ جن کا زور قیامت کبہی حساب نہو

نہ پہونچی کس لئے گرداب سان دل دریا
نہ کیون اوسی خم سر بادہ حباب نہو

جو دیکہہ لی قدح دل کی میرے ناکامی
تمام عمر وہ جون شیشہ کامیاب نہو

بہو قول پیر مغان پر عقیدہ گر واعظ
کبہی حساب نہ کبہی عذاب نہو

نہ ہیری دو رشتہ دندان کی گر صفا کبہی
نہو خشک تشک سی ایسا گہر مین آب نہو

سبو کشی کشش رغبت شنا مین اوجہی
مہی بطرف سی اگر دل مین پیچ و تاب نہو

چہپکا وہ کی آج چمن جسی لڑی ساقی
گلاب پی وہی وہ مادم اگر شراب نہو

نہ رکھو دیر سے باہر قدم خودی میں ہو
تو واعظا نہیں کیوں بنتا مجھسا دیوانہ

تو خدا کے لئے اتنے بے حجاب نہو
کہ روبکاری محشر سے اضطراب نہو

جو آبرو سے یہہ مٹی ٹہکانے لگجائے
تو شور خانۂ ہستی کبھی خراب نہو

نہ لگا نقص کا گر داغ مہ جبینون کو
صنم تو کیا کہ خدا کہتے ہم حسینون کو

جو لخت دل کے میری دیکہہ لے نگینون کو
وہ بہول جائے گا یک لخت سب دفینون کو

دیا ہے رتبہ خدا نے یہہ مہ جبینون کو
کہ دیتے چاند کے نسبت ہیں سب حسینون کو

ہماری چشم کے اشکون میں ہے وہ طغیانی
بہا دیا ہے انہون نے بہت سفینون کو

تمام عمر میں آئے تھے اک دن وہ رات
غش آ گیا مجہکو گئی بات پہر مہینون کو

ہم اپنی جان سے گذرے پہ وہ بدگمان رہے
کسی میں دیکہا نہیں ہم نے ایسی کینون کو

پہر داغ اور دیا دل پہ چرخ کجرو نے
گرا شریفون کو اور سر چڑہا کمینون کو

بچا لیا ہے اک اوسکی ہاتہہ سے جسنے
چہپا ہے جامۂ اصلی کی آستینون کو

نہ تجہہ سا گل نہ ستارا جہان میں پایا
بہت سا چہان لیا چرخ اور زمینون کو

نظر سے دور جو تجہکو عدو کا پاس کیا
بہلا میں کیونکہ کہون ہے بد قرینون کو

تمہاری خال نے رخ کی چرا لیا دل حیف
عبث لگایا ہے تہمت نے نکتہ چینون کو

ہماری واسطی عشق کی دو ہی زوال دولت ہے — گزند پہونچیگا ہرگز نہ ان خزینون کو

جو نامہ شوق کا آئی تو جائی واپس جلد
پڑھا دیا ہی اوہون نی یہہ ہمنشینون کو

عاشق تو نا ہر او ہین ہمسایہ بی پر نہو — مرتی ہین اوس پہ جسکو ستم کی خبر نہو

ساقی کو کاش بیخبری کی خبر نہو — شیشہ چڑہائی جاوین ہین جب تک سحر نہو

یارب کسی کو ایسا ہی درد جگر نہو — ہر دم یہی دوا و دعا کا اثر نہو

سہرا لگا کی سوی خیابان نہ دیکھئے — نرگس وہ ہی تاک رہی ہی نظر نہو

ہنسی سی سنگ کی شیشۂ دل جائیگا پگھل — ساقی شراب پینی مین شد اسقدر نہو

خط کی جواب کی تو ہی فکر کی طرف — آفت مین مبتلا ئی کہین نامہ بر نہو

رخ سی نقاب اوٹھا ہین تو ہوئی کبھی شام — جو آ اگر وہ کہین تو پہر گر سحر نہ ہو

بلبل قفس مین ہر کسی بہلی یہہ کہہ گئی — یارب کبھی خزان کا چمن مین گذر نہو

راہ عدم کو وہ ہی بتا سکتی ہین ملا — جن کی کہ خود گرفتی سی ملنے کا گر نہو

ارض و سما کی خاک اوڑاتی ہین جو ہم مین یہ — نالون سی عاشقون کے کوئی بھی خطر نہو

ای رعد جوش تا لا پہر سرشک کو — گریہ کی آبرو سی گو بام و در نہ ہو

ختی مین ول تون کا ہی بہتیری ہو ہوا — ورنہ جو آہ مین کہون اوس مین اثر نہو

ہم جان نثار کرتے ہین جو دل چاہی انکا
یہہ کام دوسری سی مگر عمر بھر نہ ہو

سودی مین اوسکی زلف کے سمجھا ہون یہین
ارمان یہہ نہین کہ ہو سودا و ضرر نہ ہو

مین رشک گہر غم ہجران مین بن گیا
اس پہ کیا کرون جو تیری لین گہر نہ ہو

کہجلا ہا رہا جہر کتا ہون یون نمک
ارمان ہے کہ اچھا یہہ زخم جگر نہ ہو

جہنستہ دل کو شور تکلم سی ہے مزا
کیا لطف نیستا ہو جو شوخ اور شر نہ ہو

بی تیری پکڑی غیر کا دامن نہین مجال
خاک اپنی بعد مرگ بہی گرد سفر نہ ہو

ہی کیا عجب جو بزم مین اندہیر ہو بپا
ہنگام رقص پہر خدا نگی سحر نہ ہو

ای شور طرز داد سخن خوب ہی یہہ ہے
ہو شور آفرین پہ کتابہ مین شر نہ ہو

نہین چہوڑی ہی تپ ہم کو رفاقت ہو تو ایسی ہو
حقیقت مین اگر سے الفت ہو تو ایسی ہو

یہہ سوزش سینہ سوزان مین چاہئے چار مدے ہی
نہ کم تبرید سے بہی ہو حرارت ہو تو ایسی ہو

ہوا ہے جسم پیلا ناتوان اور چہرہ زرد ایسا
کہ ہو لون مین ہی سرسون کی جو رنگت ہو تو ایسی ہو

پھر تپ آئی ہی بنکر شعلہ رو آتش لگانے کو
جو شوخی ہو تو ایسی ہو شرارت ہو تو ایسی ہو

پہنچ تک آیا ہوں بیماری سے ایسا درد ہی ہر دم
کہ وقت ہو تو ایسی ہو قباحت ہو تو ایسے ہو

طبیب اور ڈاکٹر ہی کرتی ہین اب دست برداری
طبابت ہو تو ایسی ہو جو حکمت ہو تو ایسے ہو

بغیر از حکم شافی کب شفا ہوتی ہے ای ہمدم
جو حکمت ہو تو ایسی ہو جو قدرت ہو تو ایسے ہو

ہوئی مایوس صحت سی تو چھوڑا فضل مولی پر
اطبا سب یہہ کہتی ہین قناعت ہو تو ایسے ہو

لکھوں ای شعور اس تپ کی شرارت کا بیان کب تک
مثل سچ ہی اگر صاحب سلامت ہو تو ایسی ہو

مان فرما اور لگا ہوں سی لگانا ہم کو
ٹھوکرین کہا کے تو آ جاوی سنبھلنا ہم کو

کبھی پایا اور سر زلف چلیپا ہم کو
تو کوئی روز مین ہو جای گا سودا ہم کو

اپنی ہاتھوں سی پھر ا جام پلایا ہم کو
ہم وہ مسکین ہین کہ ساقی فنی ہی نہ کا ہم کو

ناتوانی ہی تیری در پہ پہونچنا تہا محال
جرأت دل کی مگر خوب پہنچالا ہم کو

جب کہا مین نے تیری چاہ مین یہ حال ہوا
ہنسکے فرمایا کہ کیون آپنے چاہا ہم کو

کام آیا نہ بری وقت کوئی دل کی سوا
تہا مگر پہلی سی کچہہ اسکا بہروسا ہم کو

دل پہنسا تہا اوس زلف گرہ گیر مین کیون
نہین کہلتا ہی سر مو بہی یہ عقدہ ہم کو

بت ترسا تجہے کچہہ خوف قیامت بہی ہے
دیکہہ اتنا نہ ستا اور نہ ترسا ہم کو

دار فانی مین کیون مرتبہ اپنا ہو بلند
دیکہنی آئی جو وہ دار پہ لٹکا ہم کو

ہم تو سب کام کی تہی تونے کیا صد افسوس
آرزوئی دل ناکام نکما ہم کو

کوئی ہمدرد جہان مین نہین بجز حسرت دل
ہی قلق اون کو ہمارا تو ہی اونکا ہم کو

نہ رہی دو جہان کی تو ہمین کچہہ بہی خبر
ایسی مے بیخبرہ دیا عشق نے پہونچا ہم کو

اک غزل اور بہی اس بحر مین لکہہ ڈالی شعور
یاد مین اسکی اسے قاضی صمد ہم کو

اوس نے کوچہ سی نہین عمر اوٹہایا ہم کو
دل گیا دیس مین پردیس نکالا ہم کو

استقدر فرقت جانان نے سکہایا ہم کو
کہ پر کاہ سی ہی کر دیا ہلکا ہم کو

گر شب ہجر یہ غم سب ہے نہ کہانا ہم کو
تہا یقین صبح کا بہی ناشتا بیچنا ہم

کوئی کہتا ہی کہ لو وہ بہی چلی آتی ہین
ای اجل لینی دی تہوڑا سا سنبہالا ہم کو

ساقیا دور ہو تک سکا خدا جانی یہان
چاہتی ہی آج تو دل بہر کی توپیمانی کو

کیفیت وہ نوجہان کے نظر آتی ہی ہمین
رکہی آباد خدا مد تون میخانی کو

جسمین جگہہ بیٹھی وہی دیکھہ کی جلوہ اوسکے
فخر کعبہ کو نہ تذلیل ہی بتخانی کو

دم مین جب تک ہی اس دم کو غنیمت جانو
دیر لگتی ہی نہین ملک عدم جانی کو

جی اولجھی لگا یہان ہو پیچی کا زلف وتا
ہوئی مصروف وہ جب سے تیری سلجہانی کو

جتنی ہی غم سی کہی ہی کہی کوئی نہین
ایسی حقیقی شرف کہتی ہین جانی کو

شور کا شور وہ سنکر یوں یہہ فرماتے ہین
کوئی سمجہا نہین اس ہوئی دیوانی کو

نہان اسرار یہہ کیونکر عیان ہو
تم ہی تم ہو جہان ڈہونڈا وہان ہو

بنا جس دن نشان جسم خاکی
اوسی دم ہی یقین تہا بی نشان ہو

عدم کا ہی سفر بی رہنما کے
مقام اپنا خدا جانی کہان ہو

اودہر آئی اودہر چل دی ہی تو افسوس
بہروسہ کیا تیرا اے عمر روان ہو

تمہین ڈہونڈی گا جو پائی گا ہر دم
نہان سب سے ہو لیکن پہر عیان ہو

حرم مین دیر مین گر چہ مین ہی بیباک
یہہ بہید اہل دل ہی پر کب عیان ہو

کہوتی پہری ہو رنگ بو سی خالی
چمن مین ہو گل و ہوا یا باغبان ہو

شتاب چہرکو شتاب ہے کو شتاب ہے کو شتاب چہرکو

سفر کی فکر سی ہر روز ہی رکاب مین پانو
رہا کسی کا نہ اس خانہ خراب مین پانو

کسی کی آتی ہی ساقی یہہ بزم مین بہکا
لگی جو جام کو ٹہوکر پڑا شراب مین پانو

ہوئی ہی بزم مین میخوارون کی یہہ مستی
شراب ہاتہہ سی گر کی لگا کباب مین پانو

میری دماغ مین بس گئی ہے اوس گل کے
کر دو نگار کہہ کی ہین کیا غنچہ گلاب مین پانو

ثواب لینی کی فرصت کسی کو یہان ہیہات
کہ فکر دنیا سی رہا دن عذاب مین پانو

ملی نہ بادپیمائی سی کبہی فرصت
پڑا ہی شبا ہی ہر دم میرا رکاب مین پانو

حنائی ہاتہہ ہی ہاتہون مین پانو مین چہالے
کبہی ہی ہاتہہ مین نقش کبہی ہی آب مین پانو

نہین ہے جای اقامت یہہ قلزم ہستی
سمجہ کے رکہنا دلا خیمۂ حباب مین پانو

غرور حسن سے ایڑی بل وہ چلتی ہین
زمین پہ جمتا نہین عالم شباب مین پانو

وہ لطف کیا کہون جو اون کا ہی حجابانہ
تمام رات رہا میری سر پہ خواب مین پانو

رہائی قید علائق سے زندگی مین نہین
الجہہ رہا ہی ہر آفات کے طناب مین پانو

قدم جو گور پہ رکہی میری مسیحا نے
کفن سی نکلی میری پانو کی جواب مین پانو

کہلاتا ہاتہہ سی ای شور عشق تقدیر
رکہا ہی جب سی کہ اس ہستی خراب مین پانو

کیون مریض عشق کی آ گئی شفا کا نام لو
زندگی چاہو اگر تو دل ربا

برقعہ خالی نہ رخ پہ بھی وجہ حجابی نہین
منہ چھپاؤ ہم سی تم اور پھر حیا کا نام لو

کیا غضب انسہی سرکار مین ہیچ آپ کی
ماڈالین لف مشکین اور بلا کا نام لو

مین نی کسدن سب کیا بہتر لگی جو مارنی
ہوش مین آؤ ذرا صاحب خدا کا نام لو

یہہ بنا رنگ ات تو کچہہ تم نی نکالی طرح
خون عالم تو کرو تم اور حنا کا نام لو

مین نی پائی ہی نظر بدلی تمہاری سربسر
ہاتہہ اوٹہا کر مجہکو سو اور دعا کا نام لو

تیرہ بختی جای کیونکر داغ تہا اسکا ہین
غیب سے آئی ندا اور تم لقا کا نام لو

یہہ ہوا ابدی نہین لازم نہین سے سربسر
زلف سے قی مین پیچ پیشان ہو صبا کا نام لو

جان و دل لیکر مکر جانا تمہارا شیوہ ہے
اور پھر لیکر اونہین سب کے رضا کا نام لو

مسند و قالین مین یوہی ریا آنی لگے
حضرت دل چھوڑ اسکو بوریا کا نام لو

جسکا شیوہ ہی جفا او سکو وہی دل سی نہ
بی وفا کی آگی کیون ناحق وفا کا نام لو

ایسی انصاف سی حسن سی ہو کیا چشم وفا
قتل عاشق کو کرو تم او قضا کا نام لو

عقدہ قسمت تمہارا شوق کہل جائی ابہی
حضرت عیسی سی تم مشکل کشا کا نام لو

تمہارا چہرہ ہی پہ نور دیہ لقا تم ہو
قسم خدا کی تو مظہر خدا تم ہو

اگر دیکھو ایک نظر مین جو کام عالم کا
خدا کی گھڑی مگر حاکم قضا تم ہو

نہ مجھہ سی آہ و فغان یکدم جدا ہونا
کہ درد دل کی میری نشتر دوا تم ہو

ہین تم پہ فدا کہ فدا تم ہو غیر شیدا
کرو یہہ غور کہ مین کیا ہون اور کیا تم ہو

نہ پھرنا آبلہ پائی کی تم سے کبھی زخمون
کہ اپنی وادی وحشت مین رہنما تم ہو

تمہارا سایہ پڑی جس پہ وہ ہما ہووی
عجب نہین کہ ہما سی بھی کچھہ سوا تم ہو

حرم مین دیر مین گر جا مین غور کر دیکھا
تو جلوہ گر صفت مہر جا بجا تم ہو

رہیگا نام تمہارا ہمیشہ اسے معبود
کہ سب فنا ہین مگر قابل بقا تم ہو

تمہاری شعر کا ہی شور اب جو عالم مین
تو شاعرون کی میان شوپیشوا تم ہو

خواہش خلد ہی زاہد کا ہی دعوا دیکھو
اپنی منہہ سی میان شہو کی تمنا دیکھو

سرو قامت سی قیامت کی بپا دیکھو
اپنی رفتار کا کچھہ تم ہی تماشا دیکھو

مانگا بوسہ دم گفتار تو بولی مجھہ سی
پہلی منہہ آئینہ مین جا کی تو اپنا دیکھو

چشم نرگس ہے تو قد سرو دہن ہے غنچہ
تم نی دیکھا نہو گلشن تو سراپا دیکھو

آپ نی جنبش لب سی تو نہ فرمایا کام
جی اجل آئے ہوی پہ میرا مرنا دیکھو

نہ بچی گا نہ بچی گا کبھی بیمار فراق
جی اگر چاہی تو اعجاز مسیحا دیکھو

ہم نے پروانہ صفت اُنکے نہی جلکی مگر
شمع روئیون کا بلا وجہہ جلانا دیکھو

لب کو فریاد تو اشک آنکہہ کو دلکو حسرت
آپسی ہلکی ملا ہی مجہی کیا کیا دیکھو

وہ میری جان کی دشمن ہین یہہ عشاق وصال
اونہین دیکہو مجہی دیکہو یہہ تمنا دیکھو

آج پہر انکہہ ندامت سے چرائی مجہسی
آج پہر تم نے کسی غیر کو دیکھا دیکھو

مان جاؤ کہ میری روبرو سوئی اغیار
دیکہنا حق مین تمہاری نہین اچہا دیکھو

سیر دنیا کی تو اینتسو بہت کی تم نی
اب چلو یہان سی ذرا عالم عقبی دیکھو

دل بے داغ کو میری تم از راہ کرم لی لو
یہہ گلدستہ تمہاری نذر ہی اسکو صنم لی لو

مجہی تم سید ہر کی تیغ نگہ سی قتل کر ڈالو
کرو لگار روز محشر مین کچہہ دعوی قسم لی لو

بلا و بینی اگر سمجہا ہی او سی مانگ کر دم ہر
برائی عافیت مے کا کل پیچ و خم لی لو

اگر جب داغ عصیان کا خزانہ ساتہ جاتا ہی
دلی خون جگر ہی توشہ بہشت و کم لی لو

اشارہ کیا نہ بس تہا قتل عاشق کو ابرو کا
کہا کس نے کہ تم شمشیر ہی بہر ستم لی لو

دل و جان ایک بے سبب ہزار آئی ہی کبہی اے تم لے
یہہ تحفہ ہین ہی گر اپنی جب راضی ہین ہم لی لو

فنا کا شور سا لہ ایک دن مشہور ہوتا ہی
مگر جاہ ہو جو کی لئی دم بہر تو دم لی لو

عجب کیا ہی نگاہ مہر ہم سی یکسون ہو
کہ ہم ذرہ ہین بی مقدار تم مہر منور ہو

غضب کیا ہو اگر مجھہ ہی سی ترحم غم زدون پر ہو
کہ ہم ہین عاشق جانباز تم معشوق دلبر ہو

تمہاری عشق مین گر چشم گوہر بار ہون پر ہو
میری دامن سی تا دامان گردون ہوا پر ہو

وہ آنکھین گر نظر آئین وہ شمع رو میسر ہو
تمہاری ہی عنایت سی ہمارا دل [illegible]

دل و جان سی بتنگ آئی ہین نکلین بہشت تو بہتر ہو
پہر اوس کوچہ مین مدفن ہو اور اوسکی خاک بستر ہو

جبین آئینہ چہرہ رشک گل خط دستہ سنبل
بظاہر خوبیان ساری ہین باطن مین ستمگر ہو

صفای تا دم مرگ اوس سی خود بین کیا ہو اگر
کہ جو آئینہ کو بھی دیکھہ کر ہر دم مکدر ہو

رہین میدان سرباری مین ہم ثابت قدم ایسی
چلین آری بہی گر سر پر تو دل ہرگز نہ مضطر ہو

یہی ہی آرزو اپنی شب مین کو ای ہمدم
بہشتی تیغ ہو اور حور ساقی جام کوثر ہو

مرا شوق شہادت دمبدم کہتا قاتل سی
لگا تیغ نگہہ کو اور دکہا جو اس مین جوہر ہو

وہین مفقود ہو باتون سی مردہ زندہ ہو جائین
نزاکت سی قدم اوٹہتا ہو اور چال محشر ہو

دل و جان کی حقیقت کیا تیری شیر تیغ ہین
جو اک پل مین کرین ٹکڑی نہ ہو یا کہ [illegible]

جہان تک ہو سکی الشیو کرنا خط لازم ہی
کہین شور و فغان سی نقشہ عالم نہ ابتر ہو

تمہین ملنی کی ہی یارب یک سی مجھہ کو کیجو
عدم کا ہو سفر در پیش تو اوسکی [illegible]

نبات اوسکی دہن سے تم لگا کو خندہ لب سوچھے
چپک جاتی ہین لب غنچے کی باہم سر بسر دیکھو

ہوا ہی شبنمہ قمیص اپنی چشم تر سین وہ جاکے
رہی ہی جیسی گریبان پر نسیبان ہاتھ لیکر دیکھو

ثبات گلشن ہستی نہ دیکھا جب کہ غنچہ نی
تو باندہا دوش پر اپنی سحر رخت سفر دیکھو

نہ مانا میرا کہنا سرکشی سی جل گئی شب کو
وہان جاکر شمع کا ہوا یہ تاج زر دیکھو

ہماری لخت دل مژگان پہ آکر الجھی ہین
کہ بنگی ہی نہ گلدستہ جو اوسکو یک نظر دیکھو

طلب ہے انجمون کی تو لاک جام بر انڈی
اگر خواہش پری کے ہو تو وہ شیشہ قمر دیکھو

ذرا چہرہ دیکہی لو بخواد سہا و عین ستی مین
ہی اندیشہ نہو جائین ہم شام و سحر دیکھو

شہیدون کا تمہارے عالم بالا مین غل ہی
زمین سے خون کی قطرہ آسمان تک پہنچی گر دیکھو

کہی مسیحانہ وش اب توجہ دل کی جانب ہے
یہ بیت اللہ ہی پیارے یہان ہے شمع و سحر دیکھو

گئی ہم شور شکر آسمانی تیر گردون پہ
مگر اولٹی ہی آئی جیبری طالع کا ثمر دیکھو

سنگدل آیا نہ وعدہ کرکے میری گہر رات کے
کیا ہی بیتابی کی بری مجہہ پہ تہر رات کو

صاف کہتا تہا کہ ہم چشم ہنہ پر رات کے
تم عدو کے ساتھہ جاگی ہو مقرر رات کو

جب وہ بیٹہا تکیہ سوئی صبح بر رات کے
چاند نکلا کچہہ نگہ بانو دیا کر رات کو

کہتی ہی نیرنگی بان صاف چہنہ پر رات کے
بوسہ لب لی اوڑا دشمن تہر رات کو

تیر ابرو کی اشارہ پر لگایا غیر نے / بال بال اپنا بچا مشکل سی یہہ میں رات کو

جب لگی ہوتی پر نہ کان پالیمین بہم / چرخ انجم کی لگا کرتی تہی پہیرا رات کو

چاندنی مین جب کہ شغل مے کشی اوسنی کیا / ماہ بہی حاضر تہا اپنا لیکی ساغر رات کو

یاد مین اوسکی لب و دندان کی جب روتا ہون مین / تر بتر رہتا ہی اشک خون سی بستر رات کو

مانگ اوسکی کو کہ ہی سیدہی سڑک ظلمات کی / خوف رہزن سی ہی چلنی مین ہی اکثر رات کو

حسن کی صدقہ مین جب تقسیم انجم کی ہوئے / ماہ بہی سایل تہا اپنا کاسہ لیکر رات کو

دن تو اپنا یاد مین اوس کی کٹتا ہی / جن جہر پر رہتا ہی اون لفظونکا سمر رات کو

دیکہہ لیتی ہی پر افشان جبین کی اے فلک / ٹوٹکر آتی تصدق کو ہی مین اختر رات کو

یاد مین اوسکی در دندان کی رو دیا بسکہ / دی رہا تہا کہکشان کا رنگ بستر رات کو

جاتکو نالونکی غل سی شور رہا آرام خاک / ٹیس جب پہلو مین ہی دل کی برابر رات کو

کس کام کا وہ دل کہ تجہپر فدا نہو / کس کام کی وہ جان کہ تجہپر فدا نہو

آتی ہی پاشکستہ جواب آہ دم کی تہہ / شیشہ مین دل کی بال کہین آگیا نہو

آمد صبح سی آج قیامت کی گرم ہی / شاید وہ خواب ناز سی فتنہ اوٹہا نہو

عرفی کا اپنی غم نہین لیکن یہہ فکر ہی / پیچہی ہماری کسی کی ادسی چاہتا نہو

گر خاکپای اوسکی ملی تو یقین ہے
پھر چاہئین اس سی کوئی کیمیا نہ ہو

پینی سی ایک جام کی ہوتی ہی زندگی
شاید کہین پر اندی یہہ آب بقا نہ ہو

روشن دیا ہوئی گا ہر گز مزار پر
جب تک کسی کو ہاتھ سی اپنی دیا نہ ہو

اللہ ری ناتوانی کہ سو سو مقام کر
نالہ ہی دل سی نکلی تو اوس مین صدا نہ ہو

روتا ہون آج صبح سی تھمتا نہین ہی اشک
شب کو کہین وہ غیر سی شاید ہنسا نہ ہو

برسون وہ خواب مین بہی تو آتا نظر نہین
ایسا کسی سی کوئی جدا یا خدا نہ ہو

بی جرم دی ہی سب جو عالم کا خون کیا
شاید کہین یہہ شوخی رنگ حنا نہ ہو

جینی کا لطف ہی نہین جان حزین کو کچھ
جب تک کہ دل کسی پہ کہین مبتلا نہ ہو

ہی التجا خدا سی کہ ہاتھون سے شور کی
ممکن بھلا نہو تو کسے کا برا نہ ہو

ردیف ہای ہوز

جادو بہری جو دیکھی میری یار کی شبیہ
مانی نی منہہ سی بولتی تنہا کی شبیہ

اک عمر سی اسیر قفس ہو رہی ہین ہم
دل سی اوتر گئی گل گلزار کی شبیہ

نقاش ایسی تیغ کی دیکھی ہی کٹ گیا
کہنچی گئی نہ ابروی خمدار کی شبیہ

مشکل ہی ہمدم ابہی دیکھہ کی نقاش گو بہرا
تب ہی نہ کہنچ سکی کمر یار کی شبیہ

دل کا یہہ حال ہے تیری گل کی دام مین | جیسی کہ ہوی مرغ گرفتار کی شبیہہ

غایب ہے گہی کبہی آی نظر وہ شکل | کہنچ گئی نہ میری تن زار کی شبیہہ

لو لگا نہ نام وصل مصور سے پہر کبہی | کہنچ ایک ہی صفحہ پر میری اور یار کی شبیہہ

جان پر بنی ہے دیکہی الو کی غمزے آہ | ایسی بگڑ گئی تیری بیمار کی شبیہہ

بلبل سے نقش کہا کی چمن سی ہوا ہوی | گل پر جو کہینچی اوس گل رخسار کی شبیہہ

حیرت سی ایک جہان کہڑا تک رہا ہی منہ | ایسی کہینچی ہی شوخ طرحدار کی شبیہہ

کیف اور شور ہو گیا بزم نشاط مین
آی نظر جو ساغر سرشار کی شبیہہ

چل شوخ جیسی کہ ابیل خرام آہستہ آہستہ | نکلتا ہی یہان بادوان کا کام آہستہ آہستہ

سبک روح جو کہی ہی دل پیروی کرنا بہت اچہا | صبا کو دیکہہ کیا کہتی ہی گل اتم آہستہ آہستہ

یہی غماضی باد صبا سی بات تک | گل و غنچہ چمن مین ہم کلام آہستہ آہستہ

عنایت ہے یہی گر ساقی گلفام کی ہر دم | تو پر ہو جائیگا اپنا یہی جام آہستہ آہستہ

چمن مین پر فتنہ رفتہ جب طرح زاغ و زغن ہین | عدو بہی یہان لگی کرنی قیام آہستہ آہستہ

تو ہشیار ہو صیاد غفلت دور کر دل سی | پہنسا مرغ دل نا کہینچ دام آہستہ آہستہ

عجب کیا ہی اگر وہ ہندوی لطف اپنا تابع ہو | مسلمان بت کو کرتی ہین رام آہستہ آہستہ

شب تاریک کیا آئی گی آئی گی بلا سر پر | ہوی گو ہجر کا دن لیکن شام آہستہ آہستہ

فروغ اب تو غزل کو شعور صاحب سے بھی ایسا
سواد ہند مین روشن ہو نام آہستہ آہستہ

ہی اوسکی شوق دید کی میری نظر گواہ | بیمار کی ہو حال کا جون چارہ گر گواہ
تیر مژہ کی حشر کو ہوی گی جب شمار | ہو گا خدا کی روبرو میرا جگر گواہ
رونی نی رات دن کی بہایا دل و جگر | اس تیلی حال کی ہی میری چشم تر گواہ
از بس کیا ہی مجکو پریشان زلف نی | ہین پیچ و خم ہی اوسکی میری سر بسر گواہ
ساقی مجھی نہ دینا برانڈی کا جام اب | شبکی خمار کا ہی میرا درد سر گواہ
حسن و جمال مین نہین ہی شک لاے جو کوئی | تصدیق اوسکی کرتی ہین شمس و قمر گواہ
کیا کیا مصیبتون سی شب ہجر گذری ہی | نالون سی ہی ثبوت و آہ سحر گواہ
جانی ہی کون درد میرا اوسکی عشق مین | کچھہ دم شماری کی ہی قضا و قدر گواہ

آئی ہی سیر ہستی کو ملک عدم سے شعور
پایا نہ یہان ہی چین ہی وقت سفر گواہ

ای غیرت شمشاد ذرا چل ہی کی چمن دیکھہ | ہین سرکشی ال پیچ چڑہی سرو و سمن دیکھہ
گل شک سی کری گا ابھی چاک گریبان | منہہ سی نکالی نہ سخن غنچہ دہن دیکھہ

تغیر نہوی کلفت ہجران سی یہہ صورت پہچان نہین سکتا کوئی اہل وطن دیکھہ

ہاروت صفت ہو نہ نگون سار تو اے دل اس سبزۂ خط مین ہے نہان چاہ ذقن دیکھہ

مشاطہ تو کر شانہ دو دست اپنا ذرا رم پیشانی پہ پڑ جای اوس گل کے شکن دیکھہ

جون نقش شکن مین ہے رہا آنکہون سے پنہان حیران فرشتہ مین تہی چاک کفن دیکھہ

پڑہو اور بہی ایسی ہی غزل پر نمک ای شور
مشتاق ہین اشعار تیری اہل سخن دیکھہ

شکوہ کی نہ حرف آئی صنم تا بہ دہن دیکھہ غربت ہی مین گذرے نہ پہرے سوے وطن دیکھہ

منہہ دہو کی تو دریا مین ذرا غنچہ دہن دیکھہ کہل جایگا آئینہ صفت حسن چمن دیکھہ

گردش سی جو اک پل نہین آرام شب و روز آیا تیری آنکہون کو مگر چرخ کہن دیکھہ

ہر گام پہ اک حشر ہی ہو کر یہ ہی آفت ای فتنہ بپا اپنا ذرا چال و چلن دیکھہ

اوس زلف کی خوشبو جو گئی لیکی صبا وان غیرت سی گیا چہوڑ وطن مشک ختن دیکھہ

سرخی کا تیری لب کے چلا ذکر جو اک دن کیا کیا ہی ہوا رشک سی خون لعل یمن دیکھہ

منہہ آب بقا کی طرف اک دن بہی نہ کرتا آتا جو سکندر کبہی وہ چاہ ذقن دیکھہ

صیاد اسیرون کی خبر لینی ہی تو لے مہمان ہین کوئی دن کے یہہ مرغان چمن دیکھہ

اک بات بہی نکلی نہ تو اسنجون کی جہنسی

دم بند ہوا شور تیرا لطف سخن دیکھہ

ردیف یای

نگاہ مہر وہ ہم پر اگر کبہو کرتے
تو ہم نہ دو نو جہان کی کچھہ آرزو کرتے

بہار حسن کو اون کی جو دیکھہ لیتی گل
تو خار رشک سی وہ خون رنگ و بو کرتے

یہہ جانتی کہ اونہین ہے پسند رسوائی
تو ہم کبہی نہ تمنائی آبرو کرتے

پیام وصل نہ قاصد سی کرسکی اظہار
کہ آگی غیر کی ہم کیا یہہ گفتگو کرتے

ابہی تجلی کا قصہ تمام ہوتا او
نقاب گر رخ روشن سے ایکسو کرتے

شراب خوار ہین وہ ہم کہ دن قیامت کے
اوٹہینگی قبر سی ہی تو سبو سبو کرتے

کمر کا اون کے یہان کچھہ اگر پتا لگتا
تو جا کی اوسکی عدم مین ہی جستجو کرتے

کبہی نہ پردۂ تقدیر کا ہو چاک درست
تمام عمر ہی کٹ جائی گر رفو کرتے

مسیح و خضر کو اعجاز پر نہوتا ناز
وہ وہ دو بات اگر اون سے دو بدو کرتے

جو بی ثباتی کو گل جانتی ذرا اپنی
تو گلستان کے طرف جہنہ نہ پھر کبہو کرتے

میسر آتا اگر آب خنجر قاتل
تو شور اوسی سی بصد آرزو وضو کرتے

کوچہ سی ہم جو یار کی کرتی فغان چلی
نالی زمین سی لیکی سوئی آسمان چلی

دیکھی جو بی ثباتی گل دل نی یہہ کہا / کی ہم تو یہان سی بلبل خوش داستان چلے

کیونکر بچی وہ طایر دل حسن سی دمبدم / تیغ نگاہ ناز و غمزہ کی سنان سے چلے

پیکان تیر نکلا تو دل آہ او نہاد مین / ہیہات ہم کو چھوڑ کی تنہا کہان چلے

اللہ ری شوق دید کہ سایہ کی طرح سے / ہم ساتھہ ساتھہ اونکی ہی وہ جہان چلے

حبس مین سے ہی نظافت رفتار ضعف سے / مثل غبار کیون نہ پس کاروان چلے

ہی مثل سیل گردش بحر زمانہ شور / نقش قدم بھی تو کشتی نام و نشان سے چلے

رسم اول ہی تپ عشق مین غم کہانی کے / بعد کو پہونچی ہی نوبت لیے مین جانی کے

واہ کیا ضبط جنون ہے کہ برنگ تصویر / ہین زندان مین ہے عادت نہین گھبرانی کے

رات دن شور مچاتا ہے خدا جانی وہ کیون / بات پانی ہوی مشکل تیری دیوانی کے

ایسی دل جانکی بابت ہے تقاضہ ہر دم / یہہ بھی ہی بات کوی آپ کے فرمانی کے

چاہتی جتنا فلک ظلم تو ہم پر کر لے / یہان نہ بان تک یہہ شکایت ہی نہین آنی کی

سینہ تنگ سے مین تیغ نکلی ہی یہہ جادو برق / دیکھہ کر ہوگئی نیت میری سم کھانی کے

کسی تو تسلی کی یہہ صحبت نکالے ہی ہو ورنہ / پہلی خواہش نہ تھی آپ کے ترسانی کی

پاسبان او شہ میری بالین سی نصیحت گر کے / مجھ سی وحشی کی سمجھ مین ہی نہین آنی کی

چاہی ضبط سو پروانہ سی ہوتا ہی نہین
شمع کو بہاتی ہی نہین رہیون جل جانی کی

غم کدہ نام جو دنیا کا سدا سی ہی رہی
اسلئی پڑگئی عادت ہمین غم کہانی کی

شور سی نالون کی پہر شور نمک پاشی کر
نوبت آئی ہی تیری زخم کی بہر جانی کی

شب اوسکی ساتہہ ہم گلشن مین مثل سایہ آ نکلے
کہ جسکی دید کو انجم فلک پہ جابجا نکلی

عدو کا پاس اونکو ہی ہمارا کام کیا نکلی
کہ ناممکن ہے اپنا مدعی سی مدعا نکلی

تغافل غصہ ناز و ادا و غمزہ و عشق
دل عاشق کی پامالی کو یہ سب بلا نکلی

لب و دندان قد و رخسار و خال و کاکل و مژگان
یہ سب ہی جانکی دشمن کہانسی یا خدا نکلی

شب مہ ہو گلابی ہو صنم ہو ساقی دلکش
اگر یہ متفق ہوئین تو جینی کا مزا نکلی

ہوئی ناکہ بید دربان سی اوٹہی آج کل ہمدم
کہ وہ جانی نپائی جو گلاس کو چمن آ نکلی

اسیر زلف مجکو دیکہکر بولی شب محشر
کہ پابند بلا دیکہا تو ہمسی تم سوا نکلی

سراپا نور کا پتلا کہون یا حور کا جلوہ
کہ تم کشف الدجی نکلی ہو یا شمس الضحی نکلی

خباب کوہکن اور شور صاحب احمق و مجنون
یہی دو چار مستحکم محبت مین فدا نکلی

یہی خلق عاجز وفا کرتی کرتی
نہ تنگ آئی یہہ جفا کرتی کرتی

نہ بدلا ذرا حال اپنے مرض کا
سحر نو سے روشن ہی ظاہر ہوید
نہ اکدن کیا پاک قصد کو اوسنی
لگی پردہ مین گالیان تک سنانے
کیا مجبور سوا زمانہ مین ہم نے

یہ تنگ آگئی ہم دوا کرتی کرتے
چڑھی ہم فلک پہ دعا کرتی کرتے
موئی حیف ہم منصلا کرتی کرتے
کہلی ہی نقی ایسی حیا کرتی کرتے
ہر اک جا پہ ناحق گلا کرتی کرتے

نہ سنور آیا اونکی طرف سی جواب اک
نکل آیا خط خط صفا کرتی کرتے

ایسی انداز سی خرام ہی
عشق صادق سی ہمکو کام ہی
سجر ہستی ہی جب سوان زات
جب زبان سی ہی تنکی مرگ اور زیست
مانگا بوسہ تو یہہ جواب ملا
چشم میگون کا طور ہی بی طور
زلف و رخ سی ہی جنجال مایل
ساقیا کل کو دور ہو گا

حشر کرنا جسی سلام رہی
عشقبازون مین ناکہ نام ہی
ایسی ہستی مین کیا قیام ہی
پہر خدائی مین کیا کلام ہی
دور ایسا خیال خام ہی
آج ساقی نہ بزم و جام ہی
کیون نہ ورد اونکا صبح و شام ہی
آج تو دور اک دو جام ہی

ہوش اوڑی نامہ بر کی دیکھہ اوسی
یاد پھر کیا میرا پیغام رہی

چشم مین وہ بھری ہی کیفیت
دیکھکر مست خاص و عام رہی

گر نہین گل تو داغ ہی دیجی
کچھہ نہ کچھہ تو نشان کو نام رہی

مرغ دل اک جنبش ایسی کہ
کہ نہ دانہ رہی نہ دام رہی

گریہ ہی دور آسمان کا یہ
جم نہ ٹہری یہان نہ جام رہی

کہان قسمت جو مثل سایہ کی
ساتھہ صاحب کی یہ غلام رہی

شور شیرین ہی وہ کلام تیرا
جو پڑہی اسکو شاد کام رہی

نہین تھمنی کا اگر دیدہ تر سی پانی
تو گذر جای گا اک پل مین یہ سر سی پانی

کام رونی سی شب و روز مجھی ہی جون ابر
کیون نہ پھر گذری ہر اک راہ گذر سی پانی

خانہ پر درد اسیران قفس کیون نہ مرین
شام تک جن کی ملا ہو نہ سحر سی پانی

کیا کیا امواج محبت نی کہای مین ہی
گذرا بسون کی دلا جیسی ہی سر سی پانی

ہی شب و روز جو اوس سست جفا پیشہ کا خیال
خون دل ہی کی ابلتا ہی جگر سی پانی

سوزش دل سی وہ شعلہ مری آنکھون سی اوٹھی
شمع سان پگہلی ہی جو دیدہ تر سی پانی

وہ جگر دل مین مری تیر کا پیکان جو رہا
بات مشکل یہ ہوی اوسکی نہ ٹہری پانی

ذکر دندان کا تیری جو لب دریا پہ چلا
کیا تجمل ہو گئی ہیا چشم گہر سی پانے

کوئی چشمہ تو میری سینہ سوزان میں نہیں
پہر او مڈتا ہی یہہ آنکہوں میں گہر سی پانے

تیری جاتی ہی ہوا ایسا چمن شر شدہ
کہ ٹپکنی لگا ہر برگ شجر سی پانے

نہیں شبنم یہ عرق نکی ٹپکتا ہی رنگ
ہو گیا ہر گل تر تیری نظر سی پانے

ابر رحمت کا نمونہ ہی یہہ مے کوشوں کو
بط مے چہر کی اگر باندہ وہی سی پانے

چشم چشم ہی طغیانیوں میں ڈوبتا ہوں
شہ گذر جائی ہر اک پل کی کمر سی پانے

ایک پہلو سی اوٹہی لخت جگر ایک سے شرنگ
آگ آتی جو اودہر سی تو ادہر سی پانے

شور کرتی ہی کئی شور تیری عمر سدا
خون ہوا اگر ہی نالہ کی اثر سی پانے

لی ہے چاشنی ہمکو تیری شکر مقالی سے
تیان سیاہ مری فن رہ گئی جادو خیالی سے

نہ پہچی کوئی اونکو اور بیچہ تیکہیں کو سرتاپا
ستون کو پردہ وحدت ملا غنچہ کی جالی سے

اوٹہائی بوجہ ہم تیغ آتی کا کب نزاکت سے
لچکتی ہو کمر جس سرو کی پہولونکی ڈالی سے

نہ ہو مضمون بہ حسب کیا اوس دلدار کا میں
تیری مصرعہ کو ہی نسبت نگی بیت ہلالی سے

نہ مانا میرا کہنا کشتی ہی اوس چلا آخر
دہان آیا پروانہ کی سر پر تیز بالی سے

کہیں [illegible] وصل جسکو وہ تو قسمت میں نہیں آتی
[illegible] تیری کیا دیکہا بہالی

لکھا ایسا شور شیرین اور مطلع اس زمین میں وہ
کہ ہو طوطی کو خجلت دعوی شکر مقالی سی

بہ تنگ آئی ہیں اب ہم دل اس تنگ حالی سے
خدا سمجھے کہیں آوارگی سی لاابالی سے

ہوا لبریز پیمانہ ہماری عمر کا شاید
جو میخانہ سی آتی ہیں پھر ہم ہاتہ خالی سے

تیرا احسان اک تو مرتی مرتی سر پہ لیجائے
جو ہوا ابرو کا عاشق قتل کر تیغ ہلالی سے

دل افسردہ کیا پہلی کسی کی بزم میں اپنا
فسردہ ہر چیز دیتی ہی طبیعت کے بحالی سے

تمہیں دعوی کرم کا ہے اور بوسہ پہ لڑتے ہو
ہوا کرتی ہیں بخشش اہل کرم صورت سوالی سے

نگہ سی قتل کرنا اور زبان پھر چلا دینا
قیامت ہے بپا ہر دم تیری وضع نرالی سے

رقیبوں کے چڑھا سر پر گرایا چشم سی مجھکو
ہوا دل خوش تمہارا اب کے میری پائمالی سے

خدا کی شان ہے یہ بھی یا نشان جادو ہی جب
کہ دل بیتاب ہوتا ہی تجلی خوش جمالی سے

ملی ہی شوخ شیرینی مطالب اس قدر تجکو
مسخر ہیں تمان ہند تیری خوش مقالی سے

مرض عشق میں ہو کام دوا سی پہلی
موت آجاتی کہیں تجکو شفا سی پہلی

باغ میں آئی وہ جب باد صبا سی پہلی
وہ چھپان گل کلی دہن خوف و حیا سی پہلی

گرتی میں عشق خدائی کا جو بیت پردم
کیا ہی یہ کے ازل میں تنی خطا سی پہلی

جنبش ابرو سے ہم قتل کا ایما پا کر / کٹ گئے بن صمصام ادا سے پہلے

تیری ہی سایہ سے پایا ہے یہہ اوس نے رتبہ / کہ خدا نے تجہے بہیجا تہا ہما سے پہلے

زندگی ہوتی ہے اک جام برانڈی سے مری / کیا عجب ہے یہہ کبہی آب بقا سے پہلے

عید تو تم ہو یہ زندگی میری ہو خراب / یہہ سزا مجکو ملی روز جزا سے پہلے

حسرتیں دل میں بہت رہتی ہے کم سو ہے / کام ہو جائے نہ یہاں شرم وحیا سے پہلے

سرخی لب کو جو ہر رنگ سے ترجیح ملی / کٹ گئے لعل یمن رنگ حنا سے پہلے

روز محشر جو شفیع عیسی حریم اپنا / مانگتا ہوں یہہ خداوند دعا سے پہلے

حسرت زیست نہ باقی رہے پہر حشر تلک / یار آجائے اگر بین قضا سے پہلے

باغ میں آ وہیں گل خنداں کے پہونچا احوال / جب تلک ساز نہو باد صبا سے پہلے

شعور یہہ صاف زبان تم نے کہاں سے پائی / جا ملے ہو کہیں تم اہل صفا سے پہلے

اشارہ قتل کو میری جو آپ کا ہو جائے / تو پہر شہیدوں میں نام اپنا جا بجا ہو جائے

جفا جو ہوتی ہے اون سے تو وہ بجا ہو جائے / وفا جو میں کروں دل سے وہ ناروا ہو جائے

کہڑی کہڑی وہ چمن میں اگر فدا ہو جائے / تو او کہڑن ما نو پہ شمشاد کی ہوا ہو جائے

ہماری کیا ہے حقیقت جو بت پہ مرتے ہیں / خدا ہی دیکہے جو اوسکو تو خود فدا ہو جائے

ہزار شکر سی مین اوسکو جان دون اپنی — کہین سے پہرتی ہوئی جو ادہر قضا ہو جاے

ہماری اشک کے موتی سی آب گر دیکہی — صدف سی شبہ گہر کا ہی سلسلا ہو جاے

خدا کی واسطے رخ سی علیحدہ زلف کہو — گہن کا ماہ سی صاحب سامنا ہو جاے

مجھی تو قید مین شہا ہی زلف کی منظور — بلا سی حق مین میرے یہی اک بلا ہو جاے

عدو کی بات مین سب شی قابل تحسین — برا جو میرا ہو اون کے تو وہ بہلا ہو جاے

تمہاری سایہ سی کرتا ہی اب ہما بہی رشک — عجب نہین کہ ہما سی ہی کچہہ سوا ہو جاے

اگر وہ بال نہا کر نچوڑی اپنی کبہی — گری جو قطرہ تو وہ در بی بہا ہو جاے

ابہی سی چال مین ہے اوسکی حشر کا عالم — عجب نہین کہ کوئی دن مین سب جدا ہو جاے

ہیری فراریہ آیا نہ پہین جوڑا سبز — کہین نہ پہر زمین زخم دل ہرا ہو جاے

برنگ نقش قدم جہکی پہر نہ وہان سے اوٹہون — گذر جو کوچہ مین اوسکی کبہی مرا ہو جاے

رہی نہ نام خدائی مین شور عاشق کا — جو دو ہی دن کو وہ بت حاکم قضا ہو جاے

فصل گل آئی اسیران قفس مین شور ہے — لی خبر صیاد اونکا تیر کس مین شور ہے

گونجتا ہی گنبد گردان ہیر نالون سے روز — ہمدمون وہ رعد غران کا قفس مین شور ہے

ناقہ لیلی اگر آیا ہی ہو کر نجد سے — نالہ مجنون کا جو بانگ جرس مین شور ہے

جنس نایاب ہی یہان کی صبر و قناعت آج کل
حرص دنیاوی کا بازار ہوس مین شور ہے

شیخ باتون سی تیری نشہ ہوا اپنا ہرن
کیا بھرا اس شربت فریاد رس مین شور ہے

آج شاید ہو گیا درد خنا ہی دستگیر
سن رہی ہین سنبل صبح سی کو عشق مین یا شور ہے

کچھ اسکی کان تک پہونچا نہین نالہ میرا
بلکہ اسکا رات سی فریاد رس مین شور ہے

اب نظر آتی نہین کچھ خبر جان کی ہمدمون
ہر نفس بانگ دل فریاد رس مین شور ہے

کون گذرا آج چمن مین گرم رو گلگشت کو
صبح سی جو آج گلچین خار و خس مین شور ہے

نام ہی گو شور میرا ضبط ہی رکھتا ہون پر
عشق مین پردہ نشین کی میری بس مین شور ہے

جلا جاتا ہون ستایا شرار آتش دل سے
بجھی گی یہ لگی اک کر ذرا آب تیغ قاتل سے

مثال اشک گر کر کسطرح اوٹھینگی محفل سے
زمین کوئی جا بان ہپھلنی رگی مشکل سے

ہماری ناتوانی ہو گئی زنجیر پا ہمدم
گئی ساتھی جو ہم کو چھوڑ کر پہلی ہی منزل سے

بیابان گرد مجنون سا نہو لیلی تو تجھہ بن ہے
بہہ ہی آتا نالہ کا مین اپنی سلاسل سے

دو روزہ ہی گل و گلشن ہستی ہی ای گلچین
کھلا ہی رنگ ہم پر خوب یہ شور عنادل سے

ہمی جان اکدم مین عشق کے اعجاز ہی غیر آگ
بنائی کوئی صورتگر اگر پتلا میری گل سے

وہ آئی پا نہ آئی پر نہ پہونچی کچھ اثر اسکا
یہی لکھا ہی مجکو ہر گھڑی جتا بی دل سے

غبار اسکا جو ہی دنبالۂ لیلی کے ناقہ کا
بنا پایا ہی فرازِ قیس شاید گرد محمل سے

وہ ہی نکلی ہی جو کچھہ بادہ ہو اصل سے شیشی کا
نہین ممکن نکالی تیل کوئی آنکھہ کی تل سے

اثر سے درد دل جاتا ہے دستِ خضر سے آئین ہا
کوئی تعویذ گنڈا ہو تو لاؤن جا کی عامل سے

ہمیشہ چاہتی ہی شور یہہ تعویذ گور اپنا
عجب کیا نطق ہو پیدا زبان تیغ قاتل سی

چمن کے بی ثباتی کا الم بلبل سی کہنا ہے
ستم گلچین کا کچھہ احوال مجکو گل سی کہنا ہے

پریشانی تہی پہلی اب تو ہی جان پر وبال آنے
مجھی حال پیچا پیچ سب کا کل سی کہنا ہے

مشابہ زلف سی ہو کر قدم باہر ہی جا دے
یہہ زور سرکشی اب باغبان سنبل سی کہنا ہے

کسی کے چشم میگون سے ہوئی مدہوش ہم ساقی
مزہ اس کیفیت کا جام جم اور مل سی کہنا ہے

فقط اوس گل کے عشق کا تو نالۂ بلبل اگر پہونچا
خراشِ خارِ غم چمن مین گل سی کہنا ہے

نہین ہے فرق باقی تار تار جیب و گریبان مین
یہہ سوز حال اپنا اب تجھ سر خسکل سی کہنا ہے

فراق یار مین ساقی گر کہا دیتا ہے دل اپنا
تو وقت میکشی یہہ پیار ہی قلقل سی کہنا ہے

اور لائی کبھی تو خاک میری اوسکی کوچہ مین
صبا کی کان مین یہہ مدعا کاکل سی کہنا ہے

چلو ای دوستو اب وہ کی سایۂ بلبل مین
پیام خاکساران باغ مین صلصل سی کہنا ہے

الکا ملا حرم کشتہ اگر کی دل خوش سیر دریا سی
سلام اشنا یا سروان گل سی کہنا ہے

گرداب عشق پیدا شور صاحب فارسی مین بھی
ہمین کچھ یہ ساکنان خطۂ کابل سی کہنا ہے

ہجر مین کیا رنگ لاتی ہی گھٹا برسات کی — دل مین کیا لہرین اٹھاتی ہی ہوا برسات کی

سبزہ و آب روان ساقی صراحی صحن باغ — دی خدا اتنی تو آرایش بھلا برسات کی

ابر باران مین نہین چھٹتی ہی منھ سی اوٹن — بہہ رہی ہانڈی میری تو آشنا برسات کی

قلقل مینا یہہ کہتی ہے دل سی بار بار — بخشدی اللہ مرا اک خطا برسات کی

پنجۂ مرجان سی افزون لگی تیری ہاتہہ پر — رنگ جب شوخی سی لائی گی حنا برسات کی

صدقی اوس خالق کی جسنی اپنی فیض عام سی — کہیتون کی سبز کرنی کو سدا برسات کی

تم کو بہی لازم ہی لینا مجہسی جام آفتاب — چاندنی چھٹکی ہوی ہی مہ لقا برسات کی

لطف تو جب ہی کہ ہو پہلو مین وہ رشک بہار — اور ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی ہو صبا برسات کی

تاک مین رہتا ہی تو جو آج کل مےخانہ کی
کیا لگی ہی شور تجکو بہی ہوا برسات کی

ساقیا کرتا ہی کیا تعریف تو برسات کی — ہی لب مینا پہ قلقل گفتگو برسات کی

آج موقع ہی گہٹا آئی تو ساغر بھی چلی — رکہہ لی مےخوارون مین یا رب آبرو برسات کی

حوض بھی چلتی ہین صفا ہوتی ہین نہر فلکی روش — ہو رہی بیان ہین کو بکو برسات کی

گا رہی ہیں جا بجا جھومی ہیں شاخیں چمن میں
کر رہی ہے باد صرصر کیا غلو برسات کے

غنچہ ساں بستہ دلوں کو دی ہے اک دم میں کھلا
چشم بد دور اسقدر ہیں اچھے خو برسات کے

چھیڑتا تھا جب کہ واعظ ابر رحمت کا بیان
گفتگو کرتی تھی میکش دو بدو برسات کے

بھول جاتی سبحہ و سجادہ کا بالکل شاہ جو
سن لے کیفیت اگر زاہد کبھو برسات کے

محتسب کے سر میں آئی کیوں نہ بادہ سے فتور
مضمحل جی ہی ہوا پا کر کدو برسات کے

ل گئی کیا شور صاحب آج کل کہنہ شراب
پا بگل آئی بھری کوئی سبو برسات کے

یوں تیر میری سینہ افگار پہ دوڑی
جوں کبک مری جلوہ گلنار پہ دوڑی

مجنوں کو تھی اک سلسلہ پا سے ہی ایذا
ہم بستہ پا جادۂ پر خار پہ دوڑی

احباب نے کی دل سے دوا دوش بھی ایسی
مدت تک اطبا تیری بیمار پہ دوڑی

پایا نہ نشان پیکر شیریں کا الٰہی
ہم دشت میں گاہی گہہ کہسار پہ دوڑی

گریہ سے میری آنکھوں میں پڑ گئی جالی
نم باقی ہے جوں مورچہ تلوار پہ دوڑی

پلکوں پہ ڈھلکتی ہیں مری آنکھوں سے یوں اشک
جیسی گہر شبنم زنار پہ دوڑی

رہتا ہے مجھے جوشش گریہ سے ہی ارمان
کب موج طوفان سر دیوار پہ دوڑی

تا چند جنوں ہو نہ ہی اپنی قدم سے
گر و شل صبا سبزہ گلزار پہ دوڑی

افسوس کہ اون تک نہ خبر ایک بھی پہونچی — بجلی کی طرح اشک مری تار پہ دوڑے

مائل دل پرداغ ہی اوس زلف پہ ایسا — جیسے کہیں طاؤس سیہ مار پہ دوڑے

جب گل مین بو اوسکی سی پائی کبھی بلبل — کیونکر نہ تری بو ہی مری یار پہ دوڑے

پہرتا ہی میرا دل تری مژگان پہ یون کر — گل سی کہین تتلی کوئی جون خار پہ دوڑے

ای شور غزل سنکے تیری طبع سخن ور
ممکن ہے کہ پھر غیر کے اشعار پہ دوڑے

کچھ نہ دو بوسہ تو دو سوغات ہی رہ جائیگی — بات کچھ کہیی کہ آخر بات ہی رہ جائیگی

دیکھ ای صیاد گلشن سے نہ پہندون کو لگا — اوڑ گئی بلبل تو ناحق گھات ہی رہ جائیگی

خوف ہی مجھکو نہ ہو جمع آہ کا دھوان — پھر نہ ہوگا روز روشن رات ہی رہ جائیگی

شاطر ایام کے منصوبے رہ جائینگی سب — جب پٹیگا مہرہ اپنا مات ہی رہ جائیگی

پھر نہ کیف عالم آب یک ہوگا نصیب — خشک ساقی ہی تیری برسات ہی رہ جائیگی

کیا خبر تھی پائیگی روز ازل عشرت عدو — اور میری قسمت میں آفات ہی رہ جائیگی

کوئی دن کی ہے یہ مہمان قفس صیاد ہم — پھر وہ ضایع تیری اوقات ہی رہ جائیگی

خاک اپنی اوسکی کوچے سی صبا لیگی اوڑی — اور اوڑاکر پھر وہین اوقات ہی رہ جائیگی

دو نہ دو بوسہ ولی باتین تو دو شیخی کرو — وقت جائیگا نکل ہیہات ہی رہ جائیگی

کچھ بھی شب کے طوالت حشر تک ہوگی نہ کم — ہم نہ ہونگے ایک دن پر رات یہ رہجائیگی

چاہئے تقسیم کرنا وقت کا ہر کام میں — ورنہ دل میں حسرت اوقات یہ رہجائیگی

کچھ اسیران قفس کے بھی خبر صیاد لے — جب نہ ہونگے یہ تو تیری گھات یہ رہجائیگی

شور صاحب کیا بھروسا زندگی کا ہیچ ہے
سب فنا ہوجائینگے وہ ذات ہی رہجائیگی

ہے روز ابر اور گھٹا پر بہار ہے — سامان سب ہیں ساقی کا پر انتظار ہے

جوبن پہ فصل گل ہے چمن میں بہار ہے — گل کھل رہے ہیں جوش پہ ہر جوئبار ہے

آب رواں ہے سبزہ ہے بلبل ہے کوکتی — پپہے کی صدا پہ دل جان نثار ہے

برسی ہے جب گھٹا تو گھٹا جاے ہے جگر — فرقت میں تیری دل پہ یہ چھینٹوں کی مار ہے

ساقی تو جلد مجھکو برانڈی کا جام دے — برسات میں ثواب تجھے بے شمار ہے

اوسکا رواں سرای خرابات دل میں آج — کس نے کیا قرار جو جان بیقرار ہے

باد صبا نے زلف کو اوسکی مگر چھوا — جو دل کو میری صبح سے آج انتشار ہے

تدبیر کر لو آج ہی کل ہو سکیگا کیا — [illegible] یار کی پیچھی سنوار ہے

پھولا نہیں سماتا ہے جامہ میں اپنے شور
کسکے گلے کا اوسنے جو پایا ہار ہے [illegible]

تیری ابرو کی جو گردن پہ روانی مانگی — ہاتھ اک ایسا لگا پھر نہ وہ پانی مانگی

غنچہ کس منہ سے تیری تنگ دہانی مانگی — پہلی خیر اپنی خزان سے تو زبانی مانگی

نقشہ او سن چاہ ذقن کا جو کبھی کھینچ لیے — خضر تک تشنہ رہے آب نہ پانی مانگی

دل نے یا دین یا عزت و ایمان دیا — جان بھی حاضر ہے وہ یوسف کا ثانی مانگی

مختصر داغ جو پاس ہے وہ دکھلاؤں گا — ظلم کی حشر تک جب کو نشانی مانگی

کیوں ستم کھا کے میں جاؤں اجل سے پہلے — بید ہر اک شجر پوشاک وہ پانی مانگی

ساری عالم میں ہے مشہور فلک کے پیری — یہہ برا بوڑھا بھلا خاک جوانی مانگی

گالیوں کے سوا اور دینے کو کیا دیتی ہو — تم سے کیا چیز کوئی دشمن جانی مانگی

شعر او سے ابروی خمدار کا وہ نقشہ کھیا
جو کہ تم سے عمل صنیف زبانی مانگے

خیال چشم او رخ سے نہیں یک لحظہ ہم خالے
چمن بھی نرگس و گل سے کہیں ہے یک قلم خالے
نہیں ہے فکر روزی سے کوئی یہاں بیش و کم خالی
کہ ہر دانہ سنگ آسیا کا ہے شکم خالے

تمہیں شوق ستم سے اور ہمیں ہے ربط ضبط اوسکا

نہ دم بھر کے تمہیں فرصت نہ یک لحظہ ہمیں ہم خالے

مژہ کی تار میں کیا اشک کی موتی پروتے ہیں
نہیں دیکھے ہیں یا دسی پل بھر نہیں تیری صنم خالے

پتنگ شمع پہلی سر کٹا بیٹھی ہیں ہم اپنا
نہیں بی وجہہ کوچہ میں تیرے رکھتی قدم خالے

جب آئی تھی تو کیا لائی تھی ہم ہستی فانی میں
اور اب جانی کو ہیں تیار پھر سوے عدم خالے

چڑہائی جان و دل پر بھی بھلا کب خیر ہو انکی
نہیں پھرتی کی بی فتح یہ فوج درد و غم خالے

کسی کی پر کترنا اور کسی کو فتح کر دینا
ستم سی پر نہیں رہتی کبھی اہل ستم خالے

غزل اس بحر میں لکھی ہی کیا موتی پروئی ہیں
گہر سی شعر کب تیرا ہی بھر داماں ہم خالی

زنجیر زلف ہوگئی بار گران مجھے
کوثر کا ہی خیال نہ خواہش جنان مجھے

ہنسی رہی گی اب جو کسی پی گمان مجھے
عشق صنم کا نشہ جو ہی ہر زبان مجھے

رہنا نہین پڑی ہی ہی گردش سے اجال — چہوڑون ہین آسمان کو ہی یا آسمان مجھے

پردہ مین دل کی بات کا رہنا ضرور ہی — اوسواسطی عزیز ہی دردِ نہان مجھے

مرنی کی بعد بہی ہی برباد یہہ ہوی — ملتا نہین پتہ ہی نہ اوسکا نشان مجھے

انکو تلاش کرتا عدم تک گیا خیال — پائی کمر نہ ایسی ایسا دہان مجھے

اوصاف خال و خط کی جو لکہتا ہون بکقلم — دل سی عزیز کہتی ہین سب نکتہ دان مجھے

رونی سی بہید دیدۂ خستہ کہل گیا — تجہہ سی یہہ چشم کب تہی ای چشم روان مجھے

کیونکر برا نہ چاہون بہلا ناتوانی کا — اسکی سبب سی چہوڑ گیا کاروان مجھے

تو نی صبا اوڑا کی بہی خراب کی — گذری ہی خاک چہانتی عمرِ روان مجھے

اوس دن سی مجکو ابرو و مژگان کا ہی خیال — اوستاد جب سکہاتی تہا تیر و کمان مجھے

کس منہ سی غنچہ کرتا ہی اوسکی دہن سی رشک — سیتی ہی اوسکی اب گلہ سی زبان مجھے

ہی ہجر و روح کا تو شب کو ہی یاد زلف — دن رات اسکے کام ہی وصفِ کہان مجھے

طرزِ بیان و لطفِ سخن سنکی وہ مری — کہتی ہین اب تو طوطی ہندوستان مجھے

انکی عدو کی پاؤن بہی جب بند کرتی ہین — دیتی خبر ہین اسکی ہما ہچکیان مجھے

آخر مین پہونچا ملکِ عدم تک یہہ کہتا شفو

ای عمرِ رفتہ چہوڑ گئے تو کہان مجھے

مقتل میں وہ جب باندھ کی تیغ و سپر آئے | کیا کیا میری ارمان شہادت کے بر آئے

مطلب یہ نہیں پر کہ مطلب بر آئی | پر خیر سی جان اپنی بچا نامہ بر آئے

آیا نہ خریدار کوئی گانٹھ کا پورا | اور آئی جو دل لینی کو تو مفت بر آئے

مدت سی نہیں اشک سے آنکھوں سی اب آئے | پھر کیا دل گم گشتہ کی اپنی خبر آئے

پیکان جم گیا تیر کا پہلو سی جگر میں | تو حضرت دل لی لی کہ پہنچو کدھر آئے

جلوہ کو تیری دیکھ کے اب کس کو میں دیکھوں | ارمان ہے نہ آنکھوں سی پھر کچھ نظر آئے

اوسکی لب و دندان کو جو کر یاد میں رویا | کیا کیا ہی نکل چشم سی لعل و گہر آئے

دن رات کی رونی سی گئی آبرو تیری | ارمان ہے اب تو نہ نکل چشم تر آئے

صیاد نے اب بھی نہ دی کھولنے کیا بند | مدت میں نکل کچھ جو میری بال و پر آئے

جز داغ ملا کچھ بھی نہ الفت کے شجر سے | اس باغ میں ہم لینی کو یہ ہی ثمر آئے

گو پیشیوں میں دنیا کی ہوئی کامل و استاد | پر چین کہ دیں ملتا نہ ایسی ہنر آئے

کچھ تو بھی سنی جان اس دل کی بدولت | آنکھوں سی نکل آج جو لخت جگر آئے

خالی نہ گیا دل سی کوئی تیر بھی ہرگز | یہ تیر ترازو دل پہ میری عمر بھر آئے

کس طرح نکالوں تیری پیکان کو جگر سی | مہمان کے اوٹھاتا ہی بھلا کون گھر آئے

ہم مانگتی ہیں گھر بیٹھی سدا خیر جہاں کی

طبیعت مین ہماری نہ کبھی شور شر آئے

جو گلشن سے کچھ روز دن ٹل جائینگی
تو کھٹکی خزان کی نکل جائینگے

ہوئی خندہ گل پہ بلبل جو گریان
تو چشمون سے دریا ابل جائینگے

یہی اندوہ شدہی نالون کی گر
تو انگور دل کی کچل جائینگے

اگر قحط الفت رہا چند سال
تو عشاق کی پانو چل جائینگے

نہ آئی اگر سنکے معشوق تو
تیری ساتھہ ہم کب اجل جائینگے

زمین سے نہ اوٹھینگی طفل سرشک
اوٹھایا تو فوراً اچھل جائینگے

وہ نکھرینگی بن ٹھن کی جب مہ جبین
تو سانچہ مین قدرت کی ڈھل جائینگے

اگر دردی دل کی ہم بچ گئے
سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائینگے

چھپا عشق گر شمع رو کا نہ ہائی
سراپا کسی دن پگھل جائینگے

دلا تو نہ صمصام ابرو کو چھیڑ
یہی قتل جوہر اوگل جائینگے

جو ٹھانی ہے دل مین کرینگی وہی
گئی وہ نہ گر آج کل جائینگے

جو دیکھا کبھی تونی نرگس اونہین
تو آنکھین وہ تجھسے بدل جائینگے

رہا ورد اوس شمع رو کا جو شور
دل و جان کسی روز جل جائینگے

چمن کی سیر کو آتا وہ یار راہ مین ہے
خزان نکالی گئی اور بہار راہ مین ہے

قدم قدم پہ جو اوڑتا غبار راہ مین ہے
کوئی تو گرم روان شہسوار راہ مین ہے

شہید ناز کی جو سرفرازی ہی منظور
لگا دو ایک ہی ٹہوکر مزار راہ مین ہے

ہزارون ناوک مژگان کے منتظر ہین گہری
قدم اوٹہا کی چلو زخم شکار راہ مین ہے

تلاش یار مین ہم کیون کسیکو لینگی ساتہ
ہمارا سر ہی ہمین ایک بار راہ مین ہے

یہہ اڑتی خاک بگولہ کی ساتہ کسکی ہی
کہ دیکہتا ہون جہان ہر ایک غبار راہ مین ہے

عدم کی کوچ مین جانا لگا کون ساتہ اپنی
مگر ترا کرم آمرزگار راہ مین ہے

خرام ناز قیامت ہے اوسکی جو ہین آج
جدہر کو دیکہی امیدوار راہ مین ہے

سنبہل کی وادی وحشت مین پانو کہنا قیس
کہ نقش پا کی طرح خاکسار راہ مین ہے

رسائی کوچہ جانان تک اپنی مشکل ہے
کہ دوست عشق ہی اور دشمن ہزار راہ مین ہے

سنبہل کی باغ محبت مین پانو کہنا شعور
گل مراد ہی یہان پہلی خار راہ مین ہے

سماتا اس لیے اپنی نہین نگاہ مین ہے
کہ داغ نقص کا ہر ماہ جبہہ ہو راہ مین ہے

یہہ فرق جیتی ہی جی تک گدا و شاہ مین ہے
وگرنہ بعد فنا مشت خاک راہ مین ہے

کہا یہہ جام سی ہی توبہ کو تو ساقی سے
ثواب مین وہ نہین لطف جو گناہ مین ہے

خرام ناز کی مشتاق ہر جگہہ دیکھی — کوئی حرم مین ہے اور کوئی خانقاہ مین ہے

نگہہ سے قتل کیا اور زبان سے پھر زندہ — سر حیات و ممات آپکی نگاہ مین ہے

یہی تو عشق کا اعجاز ہے کہ جو عاشق — گیا ہے جان سے پر اب بھی کسیکی چاہ مین ہے

ہزارون عاشقون کے جان مین ہین سیکڑون بسمل — اجل بھی پاے شکستہ انکی سعی راہ مین ہے

فلک پہ شمس و قمر کے سبب نہین پھرتے — یہ چکر ان کو بلا شک کسی کی چاہ مین ہے

پڑا ہے عکس صنم تیرے ناخن پا کا — کہان ہلال یہ نہین خلق اشتباہ مین ہے

نشان مقام کا گم اور نہ رہنما کوئے — غرضکہ سخت اذیت عدم کی راہ مین ہے

اسی پہ اندہی کی تو جل بھی ہے نہ تو ساقی — کہ او تیرے لال سے بھی شیشہ سیاہ مین ہے

فلک بھی خوف سے تھا ہے اسکی گردش مین — یہ سرکشی و رسائی ہماری آہ مین ہے

کوئی کہے ہے عدم کو مثل ہوا اسکو — غرضکہ راز کمر اب تک اشتباہ مین ہے

کسی کو قتل کیا اور کسیکے جان بخشی — جو دل مین آپکے ہے وہ میری نگاہ مین ہے

گدائی چھوڑکے دنیا کو نقد دین پایا — بھلا یہ لطف کہان قیصر کو عز و جاہ مین ہے

حبیب کا جو دعا گو ہے وہی عاشق — وفا جو وصف ثنا ہے وہ خیر خواہ مین ہے

بس طمع نہین اپنی چار دن کا ملاپ — مزا تو زیست کا اے میری جان نباہ مین ہے

سنا ہے مین نے کہ شیشی کو فرصت جو تشویر کرنی ہے

خیال کسکا ہے اوسکی دل تباہ میں ہے

دل ہی نہ دیکے ہم تو گنہگار ہو گئے
تم جان کی ہی مفت خریدار ہو گئے

زلفون سے تیری جنکو سروکار ہو گئے
دام بلا مین آکی گرفتار ہو گئے

مشک خطا کی نام سے لیتین او سچ ہین
کہکر ذرا سی بات خطاوار ہو گئے

کسکا گذر ہوا ہی اس راہ سی کہ ہم
جون نقش پا پسے شئے کو تیار ہو گئے

آتی ہین وہ مزار پہ میری کبھی کبھی
مرنی سے بخت خفتہ بھی بیدار ہو گئے

داغون سی کہل رہی ہی جولا مزار پر
مرنی کی بعد ہم گل و گلزار ہو گئے

کیا سر زمین وادی حسرت کے ہی ولا
پیدا قدم اوٹہا کی ہی وہان خار ہو گئے

کس شوخ چشم کی ہین سیہ ہم نظر لگی
جو دیکھتی ہی دیکھتی بیمار ہو گئے

آتی ہی اونکی نزع مین دم رکگیا دہین
مرنی کی وقت بخت مددگار ہو گئے

تشبیہ اونکی چہرہ کو دینی جو گلسی دی
اس بات پر گلی کا میری ہار ہو گئے

چوٹی سی اوسکی ہوئی کمر کا ملا نشان
ای شیخ ہم بھی واقف اسرار ہو گئے

ابیکھی کمر انکی ہین بس کہ تار تہا
دیکہا بھی زار تو بی زار ہو گئے

دل دیکی اونکو شعر ابی کو نکہت بلبل گئی
صفی اب ای شعر آج کی مشغول ہے

جو ہجر میں ہی جان کو برباد کرینگے
تو وصل کی ہم روز کو کیا یاد کرینگے

جب صانع قدرت نے تیری چشم بنائے
فرمایا کہ اس عین پہ ہم صاد کرینگے

مجنون تو ہوا فوت مگر نجد میں جا کر
اوس خطۂ ویران کو ہم آباد کرینگے

تصویر پہ تیرے کھینچ سکے آگے کو نہ ہرگز
یہ شیشہ کبھی مانی و بہزاد کرینگے

دین بھی لیا ایمان بھی لیا جان بھی لی ہے
آگے کو وہ کیا دیکھیے ارشاد کرینگے

بے جرم چھری پھیر دی گردن پہ ہماری
کیا کوچۂ جلاد میں فریاد کرینگے

اوس چشم کی گردش کا یہ ہے ڈھب ہی نئی طور
در پردہ ستم اور وہ ایجاد کرینگے

ہوتی ہیں عجبا جو اوسنی محل اب
اس پیچ وہ میں کیا دیکھیے افتاد کرینگے

صیاد نے پر کتری بہار آتی ہی صد حیف
ہم کو یہ توقع تھی کہ آزاد کرینگے

اے شور ارادہ ہے کہ اب جا کے عجم میں
ہم بلبل شیراز کو استاد کرینگے

دم بدم جو لگ گئے ہیں ہچکیاں آنی مجھی
یاد اوس نے کیا شاید خدا جانی مجھی

جان و دل لیکے گیا وہ مجھسی دلربا
اب تو ایسی ہے بہت مشکل میں پاتی مجھی

جب کہا میں نے لوگوں سا پیچ مجھ پر بال
کیوں ڈرایا آپنے ایکدم ہی سب نے مجھی

پہلو دل کو دیکھی ہر جان کے طالب ہی ترے
جب کا کہیں تھا سوں تھی ہیں وطنی مجھی

مجھسے کیون لڑتی ہو دیکھو تو ذرا گھر سی نکل
پڑ رہی ہی ہند مین ہر سو دہائی آپکے

یہہ تو کہتی ہو جہہ خنجر کا اوٹھی کسطرح
شاخ گل سی بہی نازک تر کلائی آپکے

لیلی شب پہنتی ہی کہکشان کے ہار کو
دیکھلی ہی جیب نے زنجیر طلائی آپکے

اینہ سے شور جسکو ہو کدورت دمبدم
ہو چکی اوس سی قیامت تک صفائی آپکی

گر خوشی آج ہی تو پہر غم فردا کیا ہی
جسپہ ہو فضل خدا کا اوسی کھٹکا کیا ہی

لب لگی تیری اعجاز مسیحا کیا ہی
زلف کی آگی بلائی شب یلدا کیا ہی

زلف کہتی ہی مری سیاہی کالا کیا ہی
چشم کہتی ہی گل نرگس شہلا کیا ہی

جلوہ عشق ابہی دیکہہ لین اگر ہو سے
داغ دل کی مری آگے ید بیضا کیا ہی

دل مین جب کیف دو عالم کا بہر لیتی اسنی
جستجوئی حرم و دیر و کلیسا کیا ہی

ترک دنیا کو کیا ہیچ سمجہہ جب ہمنی
اس سی پہر زیادہ ہمین اور تمنا کیا ہی

دل عشاق کو کہہ لیتی ہی ہر گانٹہ مین زلف
نہین کہلتا ہی کسی سے بہی یہہ عقدا کیا ہی

[illegible]
تم بہی اب چپ رہو کر و اب مجہی دعوی کیا ہی

[illegible]
کچہہ بہی ہی لطف تو عشق مین کہنا کیا ہی

[illegible]
خیر آگی کی مناو ابہی دیکہا کیا ہی

آنکھ پھیری تھی لگی ہم رہی امید مین ہی
اندھیری تھی ہی اٹھی اشک کے دکھلای دے

کھل گیا راز نہان اب یہ پردا کیا ہی
آگ لگی گواہی دیکھئی ہوتا کیا ہی

ہنستی ہنستی ہی دیا شور تو دل تم نی اوسی
اسکا اب سچ ہی کیا اور تمہین سونا کیا ہی

یاد مین شمع سیری اون کے رکھائی نہ گئے	اسی امید پہ جان لب تلک آئی نہ گئے
آنکھ پھیرونسی لگی ہم ہی لڑائی نہ گئے	چشم امید لگی چشم نمائی نہ گئے
کب تیری در پہ صنم شوکت شاہی نہ گئے	کب تیری کوچہ مین ہر روز گدائی نہ گئے
خون کیا شوق شہادت کا نزاکت تیری	تیغ گردن پہ میری جب لگائی نہ گئے
ہم سا ہی تو گئی عشق مین کاکل کی صدا	بات پیچ کی اوسکی کبھی پائی نہ گئے
گلہ یار کا سوچا تھا مجھے کچھ بھی جواب	بات ہر چند بنائی پہ بنائی نہ گئے
داستان ہجر کی جی مین تھا سناؤن انکو	چار آنکھین ہوئین جب کچھ بھی سنائی نہ گئے
سخت جانی نکلتی ہی جان فرقت مین	اس ندامت سے اونہین شکل دکھائی نہ گئے
بچ گئے جان گو معرکہ مین عشق کی آہ	لشکر غم کی مگر دل سے چڑھائی نہ گئے
بزم مین گیا چہرہ بہ سپہر کی ہنسی مجھ سی	نگہ شرم ولی اونسی چھپائی نہ گئے
[illegible] اوسی عشق کا کیا عیب ہی ہوتا ہی برا	اونکی تصویر ہی سینہ سی لگائی نہ گئے

بات غیروں میں کہلی شورش کی جب دم
یہاں جتائی نہ گئی اوسنی چہپائی نہ گئی

شور پر کس کی چشم تر ہوئی
پہنچی ہی خبر جدہر ہوئی

آخرش رو ہی بیٹہی آنکہوں کو
ایک دن خشک چشم تر ہوئی

ہم نے مر مر کی لو گذاری عمر
تم نہ آئی تو کیا گذر ہوئی

بیخودی گر میری خدا سمجہی
قافلہ چل دیا خبر نہ ہوئی

جان دینگی نہیں اجل کو بہی
اون کو لینی میں ہاں اگر ہوئی

کہول بیٹہی وہ شام سی جو بال
اسی اندہیر میں سحر ہوئی

جان کر وہ نہ آئی نعش پر
میری ہستی کی کیا خبر ہوئی

بندہ گیا انہیں بال بال اپنا
بہی سر زلف اب بسر ہوئی

ہی عدو پر تو عین چشم کرم
بد نظر ہی یہاں نظر ہوئی

بار گیسو اوٹہا نہ سکتی وہ
شکر ہی آپ کی کمر ہوئی

پہونچی آہ رسا فلک پہ آج
دل میں تاثیر اوسکی ... ہوئی

مرض عشق کا کیا جو علاج
کچہ دوا اسپہ کارگر نہ ہوئی

اسکو دل میں چہپا رکہنے کی دیکہہ لیا
با اثر آہ بہی اثر ... ہوئی

شعور شیرین کلام ہے تیرا
اس سے میٹھی کبھی شکر نہ ہوئی

تہنیت یوم کلان بابت سال ۱۸۷۵ عیسوی

خدا کی خیر سے پھر ہمین وہ دن دکھایا ہے
بڑی امید سے باری ہمارا دن آج آیا ہے

کہ کیونکر ہو خوشی عیسائیونکو آج کی دن کی
کہ اونکی سر کی اوپر دامن عیسیٰ کا سایا ہے

یہہ وہ دن ہے ہوا حضرت کا دنیا مین ظہور ایسا
کرامت نے بڑی بخشش کا پایہ آج پایا ہے

سمای کیونکہ جامہ مین خوشی سے ابن عیسیٰ
کہ ہر کی سب فرقین یہہ اک دن ہاتھ آیا ہے

پلا ساقی تو جام ارغوانی اہل مجلس کو
سمان عیش و طرب کا سبکی آنکھون مین سمایا ہے

ادھر ہے ساقی گلشن ادھر ہے ساغر و مینا
مزہ اس دن کا محفل مین کیا کیا رنگ لایا ہے

کہین ہین جمع گلرو اور کہین یکجا ہین سب خوش خو
یہہ گلچین حقیقی نے نیا ہر گل کھلایا ہے

صدائے رقص و مطرب کیا جب شور محفل مین
تو شکر شور نے ہی تو خوشی کا غل مچایا ہے

رہیگا سال تک اب یہی جشن طرب ہمدم
کہ آنکھون مین انہی کی ہی یہہ نقشہ جمایا ہے

زمین و آسمان عیش و عشرت کی آئینہ بین لعل ادہے
سبحان اللہ عقل نے یہہ دن عجب پایا ہے

پلاؤ پوٹ شیرین اور کھلاؤ کیک مہمان کو
غرداب زندگی کا شعور اس دن نے چکھایا ہے

تہنیت ثانی

یہہ بڑا دن ہی کھلا پہر در میخانہ ہی
کہ نیا دور نیا شیشہ و پیمانہ ہے

آج وہ دن ہی کہ ہی حضرت عیسی کا ظہور
اسکی برکت سی خوشی اپنا ہی بیگانہ ہے

جلوہ افروز جو ہین ہوگے حضرت کے خوشی
ہفت افلاک پہ پہونچا میرا کاشانہ ہے

جب سی لو جان کو میری حضرت عیسی کے لگی
وہ اگر شمع ہی تو دل میرا پروانہ ہے

شیشہ دل مین جو وہ نور کا تپلا اوترا
اس لئی یہہ میرا غم خانہ پریخانہ ہے

بعد اک سال کی پہر یہی ہوا یہہ روز نصیب
دمبدم آج زبان پر یہہ ہی شکرانہ ہے

تیری کہنی سی نہ چہوٹی گی بر ابیسی پرے
ناصحا تو ہی سراسر کوئی دیوانہ ہے

آجکی دن نے یہہ بخشا ہی میری دلکو سرور
نہین سنتا ہی کسی شخص کے افسانہ ہے

ستو رسی ساقی پہ قربان ہونہ کیونکر دل و جان
کہ وہ آزاد ہی اور مشرب رندانہ ہے

داغ سینہ کی جب شمار ہوئی
ایک سی لیکی تا ہزار ہوگے

تیر مژگان جگر سے پار ہوئی
اونکی احسان بی شمار ہوگے

غنچے کہنی سے تنگ ہوتی ہین
گل کہانو گلی کا ہار ہوگے

ہوئی جب سی کناری وہ کہری
لطف جینی کے دو کنارہ ہوگے

دامن وحشت کی نہ کیون ہو قدر
آبلی نذر نوک خار ہوئے

مانگا بوسہ جو ایک بار اون سی
وہ خفا مجھ پہ بار بار ہوئے

مرگئی ہین جو شمع رو پر ہم
داغ روشن تہ مزار ہوئے

آنکھ لگتی ہے پھر نہ آنکھ سے لگے
چشم فتان سی جب دوچار ہوئے

دل کا دینا بھی ہی بہت مشکل
یہہ ہمین ہین کہ جان نثار ہوئے

ایک امید بھی نہ بر آئے
جب سی اونکی امیدوار ہوئے

شور کا ہے کلام وہ نمکین
جسکی طالب دلا ہزار ہوئے

دل محو جمال ہوگیا ہے
اب اسکو کمال ہوگیا ہے

روتی ہی اجل بھی دیکھ مجھکو
فرقت مین یہہ حال ہوگیا ہے

شیشہ مین اوتارتا ہی پریان
دل کو یہہ کمال ہوگیا ہے

اوس زلف کا بال بال اپنی
جی کا جنجال ہوگیا ہے

پہنچا جو تراش ناخن پا
وہ بھی تو ہلال ہوگیا ہے

زخمون پہ لگاتی کیون ہو مرہم
کیا نون کا کال ہوگیا ہے

دنیا کی ہوس مین خواب شاک
یہہ دل پہ خیال ہوگیا ہے

بوسہ کی طلب مین مجھسی بولی | یہہ پہلی سوال ہو گیا ہے
اب چال ذرا سنبھل کی چلیئی | پیدا بہونچال ہو گیا ہے
رہتا ہی عدو کا دانت اسپر | لب آپ کا لال ہو گیا ہے
ملتی ہی حنا کی یہان سر دست | دل ہی پامال ہو گیا ہے
رہتا ہی کمر کا نقش دل مین | آئینہ مین بال ہو گیا ہے
قد کو تیری دیکھہ کر چمن مین | ہر سرو نہال ہو گیا ہے
بی جرم کیا جو ذبح مجھکو | خون میرا حلال ہو گیا ہے
اوس تنگ دہن کے یاد مین دل | غنچہ کی مثال ہو گیا ہے

کہتی ہین حسد سی شوق جاسے
تو صاحب مال ہو گیا ہے

تہنیت سال نو یعنی یکم جنوری سنہ ۱۸۶۷ عیسوی

شوق کو آج نیا سال مبارک ہووی | دولت عیش اور اقبال مبارک ہووے
حضرت عیسی کا سایہ ہی سر اوسکی | اور خوشی روز بہر حال مبارک ہووے
چند در چند ہوا اس سال مین رتبہ ایسا | سب کہین جاہ و زر و مال مبارک ہووے
اختر بخت رہی آپکا تابع دایم | دیکھو حسن بانٹے تم فال مبارک ہووے

رہیں ٹوٹی یہہ پہہ گلہای مسرت ہی کہاں سے
بیٹھہ کر دیکھی جب رقص بتان محفل مین
ساغر و مینا کو فرصت نہ ملی محفل مین
آپکے دوست ہین شاد اور آباد مدام

او جبیں پر گہر لعل مبارک ہووے
خوبرویوں کا خط و خال مبارک ہووے
دورہ ان کا صد وسی سال مبارک ہووے
اور عدو کو غم اعمال مبارک ہووے

پہولتی پہلتی رہین شوربہ گلزار جہان
اور فرزند ہے امسال مبارک ہووی

جنی جہان مین تو معشوقون کے جفا کے لئے
شب وصال تہی گل خوش تہی دلربا کے لئے
ہمارا ہوتا ہو تیا ہماری سینہ مین
تمہاری لعف کو دل لیکی کی ہوی عادت
شب وصال ہے کم بخت رحم کر مجھہ پر
جفا سی دل کو بچائین کب تلک آخر
کہین جو بکتی ہے تاثیر تو تبا ہمدم
جبین نی وفا کر تو بسکی فرمایا
رہی ہم اسی تمنا مین

جو مرکی خاک ہے ہی تو ہوی صبا کی لئے
اور آج ہجر مین ہین منتظر قضا کی لئے
یہہ دل بنا تہا تیری چشم فتنہ زا کی لئے
کہان سی لائی ہر روز اس بلا کی لئے
نہ بول آج تو مرغ سحر خدا کی لئے
جفا ہی دل کی لئی اور دل جفا کی لئے
کہ لیگی مول ہم اس آہ نارسا کی لئے
جفا کو چہوڑ دین ہم آپکے وفا کی لئے
رہی ہین خاک فقط تیری نقش پا کی لئے

ہزاروں خون ہی کر ڈالی اسنی دست بست | یہہ تیری ہاتہ ہی زیب ہوا حنا کی لئے

ملا نہ آج تلک ہم کو کوئی بہی اے شعور
پہری جہان میں بہت صاحب وفا کی لئے

آتا نہیں قرار جو دل بیقرار ہے | یا رب یہہ کسکی تیر ستم کا شکار ہے

گنتی ہیں اونکی وعدہ کی گہڑیاں تمام دن | اپنی تو گہر میں روز ہی روز شمار ہے

ہم ہوشیار ہوکی ہوئی دربدر خراب | غافل ہی جو جہان سے وہ ہی ہوشیار ہے

واعظ وفا کی کوئی فقرا سنا اب ہمیں | محشر تو ایک فتنۂ رفتار یار ہے

وہ دن گئی جو خانۂ دل تہا خوشی کا گہر | مہمان اس میں اب تو غم ہجر یار ہے

کس شان سی گل کی آئی گلشن میں ہے بہار | ششدر ہوں آج صبح سی فصل بہار ہے

دیر و حرم میں شیخ و برہمن جہگڑیں | اپنا تو سجدہ گاہ در سنگ یار ہے

افسوس آجتک ہمی کچہہ بہی خبر نہیں | سو جان سی جسکی تیغ کا قتل شیدا نثار ہے

کہی ہوگی کہ پہنچکہ منزل مقصود دیکہیں | عصیان کا ابہی لیکی گران سر پہ بار ہے

ای شعور ہو نہ جا ابہی غافل کہ دہر میں
اک دم کی زندگی ہی سو وہ مستعار ہے

گر تیر کا نا تہیں منظور نظر ہے | یہہ دل ہی حاضر ہی یہہ موجود جگر

...سکو ہی ہر طرح کوئی مد نظر ہے
جو چاک سدا غم سی گریبان سحر ہے

...ی تیری تصویر سی حیران ہے کہ یا رب
کیونکر اسی کہینچون کہ دہن ہے نہ کمر ہے

...یونکر بسر اوقات کرین اپنی جہان مین
جینی کی ہی امید نہ مرنی کی خبر ہے

...لائین کشش دل سی اوسے نہین کہینچ کے کیونکر
نالہ مین ہے تاثیر نہ آہون مین اثر ہے

...ادہا نہ فرشتون سی ہی یہہ پایہ محبت
اس بوجہہ کے قابل جو کوئی ہی تو بشر ہے

...کل وصل کے سامان ہے جو رشک ارم تہا
ویرانہ ہی فرقت مین سو آج وہ گہر ہے

کب تک لئے بیٹہین سعدی کا بس اب اوٹہہ کہین نادان
غافل نہو ای شور کہ درپیش سفر ہے

برہمی جب یا پیچ وخم زلف دوتا ہو جائیگی
پہر خدا جانی کہ یہہ کیسی بلا ہو جائیگی

جب چلی گا تو چمن مین نکلے ای رشک ہما
اک قیامت سرو پر اوس دم بپا ہو جائیگی

دیکہکر تیرا دہان تنگ ای غنچہ دہن
ہر کلی صل چلی کہنی کو وا ہو جائیگی

شیخ صاحب کے اگر صحبت ہوئی اسکو نصیب
تو یقین ہے دختر رز پارسا ہو جائیگی

عرض کی مین نے کہ لاکہی پہر پہری مستی کی ہے
تو خفا ہو کر کہا پہر مجھکو کیا ہو جائیگی

آج کا وعدہ اگر سچا ہوا اون کا تو کل
اونسی پہر کچہہ مجھکو امید وفا ہو جائیگی

باوفا جیسا نہ جب تم کو ملی گا دہر مین
قدر پہر تم کو وفا کی بی وفا ہو جائیگی

ایک ہے جان بر نہ ہوگا پہر تو اوس کی ہاتہہ سے — خون پہر آمادہ جب تیغ جفا ہو جاینگے

جیتی جی ای شور ہم پر آسمان کی ظلم ہین
بعد مردن خاک کی دشمن صبا ہو جاینگے

تہنیت عید سعید پاسکو بابت سال سنہ ۱۸۶۷ع

ہی روز عید روزون کا آج اختتام ہے — عیسائی کیون نہ خوش ہون خوشی کا مقام ہے

چالیس دن کے روزی خدا نی کیی قبول — یون پاسکو مبارک اوس دن کا نام ہے

تکلیف تین روز کی پا کر فلک پہ جا — پہونچی ہین حضرت عیسی کو اون پہ سلام ہے

دی جان پاک اپنی جو امت کے واسطی — کیا صبر و شکر سی یہہ کیا عمدہ کام ہے

اس دن پہ فخر جتنی ہین عیسائی سب بین — ہوگا خدا خوش ان سی یہی حکم عام ہے

بزم نشاط مین جو چلا دور دمبدم — جامہ سی باہر آج براندی کا جام ہے

ای شور آج کہول کی دل تم پیو شراب
سب کہتی ہین کہ عید کا روزہ حرام ہے

داغ سینہ کے میری جب نمایان ہوینگے — گل نظر اینگی اور گل سی گلستان ہوینگے

پہر بہار آئی و دل گل اور گلستان ہونگی — وہ ہی ہم وہ ہی جنون اور بیابان ہونگے

ایک ہم ہین کہ کیا عشق مین جان کو برباد — ایک وہ ہین کہ جو دلدار کی خواہان ہونگے

عمر ساری تو گئی فکر معیشت مین مگر
اب لگے رہین کیا عشق کے سامان ہونگی

حشر مین دست جنون سے ہی سند بچا ہینگی تا تہ
مستعد نالون سے جب چاک گریبان ہونگی

کوئی عقبی کا نہین مجکو میری فن کی بعد
چشم پر آب جو ہونگی میری ارمان ہونگی

قتل جو مجکو وہ کرتی ہین کہین بسم اللہ
ہاتہ جب خون مین ہم بہینگی تو پشیمان ہونگی

مین چلا جائنگی پر دو لگا تیری پیچھے ہی صبا
بعد کنگہی کے جو وہ بال پریشان ہونگی

کعبہ و دیر کی ہی طوف سے کیا کام ہمین
ہم تو اس کوچہ دلدار کی قربان ہونگی

آئینہ کسطرح مین سامنی اونکی رکہدون
دوسرا اوس مین جو پائینگی تو حیران ہونگی

ہم سی تو قطع ہوئی وصل کی دنکی امید
تو ہی یہان ہوئی گی ہم کیون شب ہجران ہونگی

آگئی اوس شوخ کی باتون مین دنیا جہان کو کچھ
کوئی دنیا مین اس دل سے نہی نادان ہونگی

اب تہے اسلام پہ زلفون کی ہوئی شور فدا
یہہ ارادہ ہی کہ سجن سی مسلمان ہونگی

زبان سی تیری جب نہین ہو چکی
تو جینی کی صورت نہین ہو چکی

تمام اپنی جان حسرین ہو چکی
کرو اب ہی یان کچھ نہین ہو چکی

نکل جائی جان بہی جو زیر قدم
میری بات وان لقشین ہو چکی

ہوگا جو گہر کا سا نقشہ تیرے
تو امید خلد برین [illegible]

مجھے قتل کرکے وہ پچھتائے کب
کہ جب خون مین تر آستین ہو چکی

لٹا بیٹھے جب جان و دل عشق مین
تو اب شرم دنیا و دین ہو چکی

چھوا آج ماتھے پہ افشان کہین
کہا مانو چین جبین ہو چکی

پھرا ہم سے جب آسمان ہی تو پھر
گذر اپنے زیر زمین ہو چکی

ہوئی قطع وعدے کی امید اب
کہ غیرون سے ملنت کہین ہو چکی

خبر شور کے اب تو لو نزع مین
بہت سی جیان او حسین ہو چکے

دم میرا سینہ مین کیونکر ٹھہری
نالی جب شور مچا کر ٹھہرے

زندگی کا فقط اتنا ہی قیام
کشتے سمجھے ہی جاتے ہے

ناتوانی مین جو نکلی ایک آہ
تیر مژگان سپر چشم قتول

اسکو اچھا کہون یا اسکو برا
کیون نہ محو ہون نزاکت مین

نزع مین بھی نہ وہ دم بھر ٹھہرے
پھر کہان فتنۂ محشر ٹھہرے

اوس جس طرح کہ گل پر ٹھہرے
ناخدا ٹھہرے نہ لنگر ٹھہرے

اوڑی اوسپر تو ہوا پر ٹھہرے
جب کہ پہلو مین وہ آکر ٹھہرے

حسن و عشق برابر ٹھہرے
جب گلی پر میری خنجر ٹھہرے

جہوٹی وعدی یہہ ہمین سی لاکہون
اور ہمین جہوٹی سراسر ٹہرے

دیکہہ اوسکو ہوا بیتاب یہہ دل
حرف مطلب نہ زبان پر ٹہرے

لکہہ دیا نامہ مین جب سوز جگر
پہر یہہ ممکن ہی کبوتر ٹہرے

دل سی جب نکلی گی یہہ آہ رسا
کیا عجب جاکی فلک پر ٹہرے

جونک لگتی نہین دل پر اسکی
بت نہ ٹہری کوئی پتہر ٹہرے

گردش چشم کی آگی اوسکی
کسطرح بزم مین ساغر ٹہرے

جاؤ یا تون پہ نہ اغیار کی شور
تم جو ٹہری تو سخنور ٹہرے

اوس گل کی اگر باغ مین جانی کی خبر جائی
ہر پہول پہہ پہولا نہی کہہ آپی سی گذر جائی

گر یار نفس ٹوٹکی قالب سی اوتر جائی
کیونکر دل مضطر کی پہر اوس تک یہہ خبر جائی

ہم غصہ کی مشتاق رہا کرتی ہین اوسکی
جتنا وہ بگڑ جائی پہر اوتنا ہی سنور جائی

دل دینی مین اسواسطی ہی ہمکو تامل
لیجائی دل اور لیکی کہین صاف مکر جائی

کیونکر نہ فرشتی ہی امان جانکی مانگین
ای آہ رسا تیر افلاک جو اثر جائی

وہ سانچہ مین قدرت کی ابہی ڈہلتا دیکہو
جو روپ کہ دل اپنا سنور جانکی نکہر جائی

گر ہم کو میسر ہو تیری در کی گدائی
پہر حسرت شاہی ہی ہما دل سی اوتر جائی

ہی ہم کو نہ امید کہ ای مجمع خوبی
یون مشق وفادار جفا کر کی مکر جائے

جب آپ کی کوچہ مین ہو جانی کی منائی
فرمائی پہر بہول دیوانہ کدہر جائے

ناسور جگر پاتا ہی کچہ لطف نمک سی
یہہ زخم نہین ایسا کہ مرہم سی جو بہر جائے

چوٹی کو ذرا کہول کی اندہیر نکرنا
یہہ ڈر ہی لچک جائے نہ سی اوسکی کمر جائے

دشمن تو کری شکوہ میرا نام ہو بدنام
بگڑا کوئی جائی برا اور کوئی کر جائے

کوچہ سی قدم اوسکی نہین اوٹہی کا اب شور
گہر جائی کہ در جائی کہ سر جائی کہ مر جائے

مسیحا نور یزدان ہے کوئی بہید اوسکا کیا جانے
وہ جانے یا خدا جانے اوسے کیا تیسرا جانے

خدا کی حکم سی ہی جان اوسنی اپنی دم بہر میں
جو اوسکی نام پر قربان ہے وہ اسکا مزا جانے

اوسی کی روشنی سی ہے گا وہ روشن ضمیر ابیل
کہ جو شمس الضحی سمجہے اوسے مہ سا لقا جانے

شفاعت سے اوسیکی ہی بنجا عیسوی حاصل
وہی جنت میں جائیگا جو اوسکو پیشوا جانے

مسلمانون کی تو روح اللہ کہتی ہین اوسی بیشک
وہی مقبول حق ہے جو اوسکو نور خدا جانے

بلاشک دولت دنیا و دین سے وہ غنی ہوگا
جو اوسکی خاک پا کو جان و دل سے کیمیا جانے

قیامت کا خطر ہوگا امت کو نہی اوسکی
میرا دل جانتی یا مین جانتا ہوں یا میرا خدا جانے

رہیگا آفت ارض و سما سی وہ بری ہر دم
جو اپنی جان کو اوسکی قدم پر دم فدا جانے

مستون کو آج قلقل مینا پہ ناز ہی — ساقی ترانہ سنج ہی اور جام ساز ہی

ہی بزم گرم شمع تو کیون روتی ہی تبا — کس شعلہ جلی کا آج یہہ سوز و گداز ہی

اپنی گناہ پر ہمین کیا کیا ملال ہی — پرسش کی خوش ہوئی کہ وہ بخشتہ نواز ہی

زلفون کی پیچ سی جو پریشان ہوئی ہین ہم — کیا کہی رات کم ہی یہہ قصہ دراز ہی

ہم وہ شراب خوار ہین محشر مین بھی ہین — حکم خدا یہہ ہوگا در توبہ باز ہی

ابرو کی خم مین جہکتی ہین لیتی ہین نام دوست — اپنی تو پانچون وقت کی یہہ ہی نماز ہی

عقدہ کہلا کسی سی کاکل کا آج تک — پیچیدہ سر بسر یہ اسکا راز ہی

یہہ حسن اور عشق کی نیرنگیان ہین عجب — وہان اونکو ناز ہی تو یہان نیاز ہی

پتھر ہی جنکی پانی لو آئینہ بن گیا — روشن ضمیر ہوگا وہ جسمین گداز ہی

پہونچا جو شور عشق بتان مین خدا کی پاس
شیرین زبان سی وصف کا اونکی مجاز ہی

تیری قدرت سی جو بگڑی ہوئی تقدیر بنی — پھر نہ کیون عقل سی انسان کی تدبیر بنی

خاک پا سی تیری گر سرمۂ تسخیر بنی — مین وہ کشتہ ہون میری خاک سی اکسیر بنی

پیچ و خم سی جو وہان زلف گرہ گیر بنی — میری گردن کو یہان پیار سی زنجیر بنی

گر تیری خاک قدم سرمۂ تسخیر بنی — خاکساری سی بھی بگڑی ہوئی تقدیر بنی

دی زبان شمع اوسی او جلی پروانہ
بگڑی پروانہ کی و قسمت گلگیر بنے

واہ ری پیچ تیری ای فلک کج رفتار
میں تو یہاں بگڑوں وہاں زلف گرہگیر بنے

نامہ بر اتنا ہی کہہ دینا کہ مرتا ہی کوئی
اور کچھ بات بنی تجھسی نہ تدبیر بنے

سامنے اونکے کوئی بات نہ نکلی منہ سے
ہم ہی کہنے کی لیے صاحب تقریر بنے

اپنی مایوسی کا گر حال قلم بند کروں
چشم حسرت زدہ ہر نقطۂ تحریر بنے

میری صورت کو جو دیکھو تو ہی نقشہ بگڑا
چشم بد دور وہیں دیکھو تو تصویر بنے

تیری مژگان کے بنی ملک کا پڑا عکس ضرور
جیسی نکلی ہیں نہ خنجر ہیں کہیں تیر بنے

ڈھونڈی اس دار فنا میں کو لیا اپنا فرخ
کاٹنی کی لیے سر شمع کی گلگیر بنے

جیسا ہوگا نہ بنا میں گے تم نصیب
خون میں جب نہ نہائی تجھی میری شمشیر بنے

لطف کیا ہو جو اگر آپ ہیں مشق ادا
جب چلی تیر نگہ دل میرا نخچیر بنے

آئینہ میں اگر اپنا نہیں نقشہ دیکھا
پھر کہو کون سی صورت سے وہ تصویر بنے

تاب نظارہ نہو نقشہ نانی بگڑے
کہیں کس شکل سے ہم آپ کی تصویر بنے

اپنی زلفوں کی طرح سے بگڑتا ہے جو تو
پھر کہاں شور کی تجھسی ہیں [illegible] بنے

دو دو دن کی ہی بہار [illegible] سر کی
[illegible] رنگ حنا کی ہی

وحشت مین فکر ہم کو نہ کچہ رہنمائی ہے
امداد ہی توانہی ہی کچہ دست و پا کی ہے

پیتا ہون جب شراب تو ہوتی ہی تشنگی
کیفیت اسمین صاف کچہ آب بقا کی ہے

مجکو بلا مین ڈالا ہی آپ بال بال
یہہ چال سر بسر تیری زلف دوتا کی ہے

کرنا نہ کچہ اشارہ نہ کچہ منہہ سی بولنا
یہہ ساری خوبی آپکے شرم و حیا کی ہے

ہر ہر قدم پہ مانگی ہین سب جان کی امان
رفتار بھی تیری یہہ قیامت بلا کی ہے

شمس الضحی کہون مین کہ بدر الدجی کہون
چہرہ ہی یہہ تمہارا کہ قدرت خدا کی ہے

پہونچی فلک کے اوسطرف ایکدم مین بیدرنگ
ادنی سی یہہ چمک میری آہ رسا کی ہے

الیشو اس مین ہین غزل اور ہی سے ہے
تعریف جابجا تیری طبع رسا کی ہے

کیونکر نہ ہی کہ ہم مین تو عادت وفا کی ہی
اور خوبی ہان کی بہی مین ناز و ادا کی ہے

عقدہ کہلا نہ پردۂ تقدیر کا کبہی
مدت سی جستجو بہی مشکل کشا کی ہے

کیونکر نہون عزیز یہہ داغ جگر مجہے
سونپی ہوئی نشانی میری دلربا کی ہے

دل کو چرا کی لی گیا ناحق کو خون کیا
شوخی مین جانتا ہون یہہ فرد خطا کی ہے

مارا کسیکو آنکہہ سی لب سی جلا دیا
یہہ طرز اک نرالی ہی انکی ادا کی ہے

ان بیتون کو سنکی جان لب پہ آگئی
سنتا ہین کوئی دہائی خدا کی ہے

ہر قدم پہ ہستی مین بن بن کے سبکروان / شوخی بلائی جان تیری نقش پا کی ہے

پیتا ہون صاف کرکی ہی بیرنگال کو / الفت جو میری دل مین کسی پارسا کی ہے

صدمہی اوٹہی تیر کی دیتا ہون جانکو / اور زخم اس پہ ہستی مین شمشیر قضا کی ہے

دہوکہ مین غیر کی جو وہ تشریف لائی ہین / تاثیر دست بس ہماری دعا کی ہے

لکہتا ہین ہے دل میرا ملک فنا مین ہے / دن رات آرزو اسی دار البقا کی ہے

شیرین کلامیون پہ بتون کی نہ جاؤ تم / الیشو بات بات مین تلخی دعا کی ہے

جو شب کو ناسی وہ شوخ بی نقاب چلے / دبا کی پانو خجالت سی ماہتاب چلے

ہماری رونی کی لب جو اگر شراب چلے / تو ساتہہ ساتہہ بطی لئی کباب چلے

برس سکی چمن مین اگر سحاب چلے / تو ساتہہ پانی کی کیونکر نہ پہر شراب چلے

دکہاتی موج فنا جسکو بحر ہستی سی / تو پانی ہوکی نہ کیون شرم سی حباب چلے

جو دیکہ پائی کف پا کو اوس پری رو کی / تو منہہ چہپا کی سر چرخ آفتاب چلے

چلی جو مستی مین گر باغ کو وہ گل اندام / جلو مین جام چلی شیشہ ہمرکاب چلے

ہوا ہی سیاہی کالی کی کیسی فرغ چراغ / جو پہری آئی تو رنگ رخ شباب چلے

ملا یہ لیلی و مجنون کو عشق کا ثمرہ / کہ باغ دہر سی مجنون کی لی خطاب چلے

بہروسہ کسکو ہی اکدم کی دیر کا ساقی
ہماری بزم مین ساغر نہ کیون شتاب چلے

کسیکے آتش رخ پر بہڑک رہی دل مین
مزہ ہی ساتہہ مین جی کی اگر گلاب چلے

نظر ہی رحم پر اوسکی تو کچہہ نہین پروا
کوئی ثواب چلی لیکی یا عذاب چلے

خدا ہی رحم کری تو ہماری ہو بخشش
بغل مین ہم تو گناہون کی لی کتاب چلے

بہت ہی چرب زبانی پہ شور نازان تہی
سوال ایسا کیا اوسنی لاجواب چلے

اشکباری کی سبب مجھسے دم ہون پیدا
شبنمین ہوگئی ہین آنسوون کی تار سے

چاک چاک ہوگیا دل شعلۂ رخسار سی
اور جگر چہلنی ہوا تیر نگاہ یار سے

تفرقی ہو بات سی چوٹی کی یہہ گذرا گمان
کینچلی لپٹی ہوئی ہی خوب جسم مار سے

پانوکی ایذا کو راحت سی نہین کم جانتی
آبلون کو ربط ہی میرے یہہ نوک خار سے

شکر ہی دل داغ فرقت سی سراپا بچ گیا
طایر جان اوڑ گیا پہلی وداع یار سے

وقت مرنی کی کہا صیاد سے بلبل نی یہہ
میری مرقد متصل ہو باغ کی دیوار سے

اک قدم چلتی ہی جو خون دو عالم کر دیا
چال نی کیا تیری سیکہا چلن تلوار سے

ملک دل سوز نہان سی جل گیا میرا تمام
یہہ خبر پہونچی ہی مجکو آہ دہوان دہار سے

باغ عالم مین تجھسا گل نہ اور غنچہ دہن
یہہ صدا آتی ہی مجکو ہر گل و گلزار سے

آتی ہی قدم یہان میری مرنی پہ ٹھہر کی ای عشق تیری چال کی ہم کو نہ خبر تہی

دل جب سی دیا تم کو ہوئی خانہ خرابی اپنی تو فقط اسکی بہروسہ پہ گذر تہی

تڑپا کئی ہم بیخبری مین شب فرقت جب یاد تیری رخ کو کیا ہم نی سحر تہی

اکدم بہی یہان آکی کبہی چین نہ پایا اس آنکہ کی کہلتی ہی یہین فکر سفر تہی

آکر عدم آباد سی نہین جائینگی یہان ہم اس ہستی دلچسپ کی کہہ کسکو خبر تہی

اب ضعف سی تک لب ہی پہ آنا ہی مشکل وہ دن گئی جب آہ پہ کچہہ رکہتی اثر تہی

دانستہ نہین کچہہ بہی تمہین دل کو گنوایا کیا کہتی اسی خوبی تقدیر مگر تہی

ہر قدم پہ تیری کشتۂ حسرت کی جو دیکہا رفتی ہی قضا اور صبا خاک بسر تہی

کیون ہمسی خفا ہو اسی دن کو بنا سی عادت سی بگڑنی کی تمہین فرسا گر تہی

کس منہ سی کرون تلخی الفت کا بیان آج کل تک تو میری قسمت کی یا شیر و شکر تہی

سینہ کو کیا تم نی ہدف تیر مژہ کا
ای شور یہہ کیا جرأت دل اور جگر تہی

بن ٹھن کی آج باغ مین جس دم وہ آئینگی پہر سایہ گل کی دیکہنا کیا ناک لائینگی

ہم قتل ہو کی خون مین خوشی سی نہائینگی دولہا بنینگی تیغ کو وہ دلہن بنائینگی

گھر دل سی آسمان کی اگر اب بچ گئی مسکن نہ اس زمین پہ پہر اپنا بنائینگی

نقش قدم پہ اوسکی دلا مٹ گئی ہین ہم
ڈہونڈی ہی اب کسیکو نہ تا حشر پائیگی

اوس گلبدن کو دیکھہ ہی لینگی جو اک نظر
گل مثل بو نکل کی چمن مین نہ آئینگی

آئی قضا نہ فرقت جانان مین آج کل
اس تہہ سی اوسکی سامنی ہرگز نہ جائیگی

پیکان تیرِ یار کا جب دل مین آ بسا
کسطرح اس رفیق کو گہر سی اوٹہائیگی

گر سیر مہربان نہ کہینگی شمع رو کی تو
بیٹہی بٹہائی جی کو نہ اپنی جلائینگی

ہم کو بہی اونکی ناز پہ اتنا نیاز ہے
وہ لاکہہ بار روٹہین ہم اونکو منائینگی

جہونکی خزان کے آتی ہین دشمن نظر جو ہی
کوچہ سی اوسکی خاک میری پہر اوڑائیگی

لالہ کا فق ہوی گا اکدم مین منہہ ابہی
جب شور داغ دل کی یہہ اوسکو دکہائیگی

رقص بہی جا ہئین مین بسمل کے
شکر ہوتی ادا ہین قاتل کے

ہو گئی کام جان اور دل کے
یہہ سزا پائی تم سی مل مل کے

دُرِ مقصد نہ ہاتہہ آیا کبہی
عمر گذرے سہارے ساحل کے

کہین کیا حیف ناخنِ تدبیر
نہ کہلی عقدے اپنی مشکل کے

شہر بادہ روان ملک بقا
ہم بہی پا بی رو ہین اسی منزل کے

بیکسی رنج و یاس محرومی
یہی کچہہ دوست ہین میری دل کے

میری دامن کا ہو نوک لب تک
روز پہنتا ہی یہہ لہو سل سل کے

شیشۂ دل ہوا ہوا بال حیات
آگیا بال اس مین ہل ہل کے

لوگ کہتی ہین نکتہ چین سے مجھے
جب سی مضمون لکھی تیری تل کے

آنکھہ کیون تیری جلوۂ رخ پر
پتلی نوری بنی ہین اس گل کے

صرصر آہ قیس سی اب تو
پردی اوٹھتی ہین روز محمل کے

ڈال دو شور زخم دل پہ نمک
لطف آئیگا خوب جہل جہل کے

دراز کاکل خمدار ہوتی آتی ہی
یہہ دل کی پیچھی میری مار ہوتی آتی ہے

یہہ کیسی نازسی رفتار ہوتی آتی ہی
کہ اپنی چال سی گفتار ہوتی آتی ہے

وہ اپنی حسن پہ نازان ہین اور عشق پہ ہم
ہماری اونکی یہہ تکرار ہوتی آتی ہے

یہہ کون آتا ہی گلگشت کو سوی گلشن
فدا بہار جو ہر بار ہوتی آتی ہے

اوٹھا ہی شوق سی یہہ کون فتنہ خفتہ
کہ جس سی موت بہی ہشیار ہوتی آتی ہے

گری جو دل سی تہی اونکا ہی ہو گیا دم سرد
یہہ پائی زیب کی جھنکار ہوتی آتی ہے

وہ آی نزع کی گر وقت تو عجب کیا ہی
سدا عیادت بیمار ہوتی آتی ہے

وہ دن گئی جو میری آہ مین اثر کچھ تہا
کہ اب تو عرصی بیکار ہوتی آتی ہے

خدا بچائے تجھے نوک مژہ سے ایسی تو
کہ دل کی برچھی سی ایک بار ہو تی آتی ہے

ہوا کی چال سے کی گھٹا کیا رنگ لائی ہے
پلا ساقی مئے گلگون بہار تازہ آئی ہے

کہا میں نے وفور جوش سے جان لب پہ آئی ہے
تو فرمایا کہ کیا ڈر ہے محبت آزمائی ہے

گھٹا جاتا ہے دل کالی گھٹا کو دیکھکر اپنا
کہاں سے یہ بلا فرقت میں میری سر پہ آئی ہے

ہتو کیا بات ہے کیا سحر ہے کیا تم میں جادو ہے
کہ مرتی آرزو سے تم پہ جو ساری خدائی ہے

نہیں معلوم ہوتا حال دل کے بیقراری کا
کہ بن دیکھی یہہ کیسی چاہ میں آفت اٹھائی ہے

چرا کر لے گیا دل کو مرے اور خون کر ڈالا
ہوا ثابت کہ یہہ شوخی تری دزد حنائی ہے

نکل جاے ابھی جان پیچ کیا کیا پریشان ہوں
تری گیسو کی کھلنے پر مری مشکل کشائی ہے

غلط ہے ایک دل کو ایک دل کا آئینہ کہنا
وہاں دل میں کدورت ہے یہاں دل میں صفائی ہے

صراحی روتی ہے کیوں چشم ساغر ڈبڈبائی ہے
قریب آیا جہاں کیا میرا وقت جدائی ہے

نہیں یہہ خون عاشق کا بہا جاتا ہے دریا میں
تری رنگ حنا نے آگ پانی میں لگائی ہے

جو پوچھا میں نے کیوں مجھکو دی یہہ رشک کے صدمے
تو بولی ہنسکی اس کے سبب الفت بڑھائی ہے

جدا اب داغ دل کیونکر ہوں سینے سے مرے ہمدم
کہ مہر کی نشانی اوسکی بدقت میں پائی ہے

سوال وصل جب میں نے کیا اوس سے تو جھنجھلا کر
مجھے کس ناز اور انداز سے جھڑکی سنائی ہے

کھلی کاکل کا عقدہ کسطرح اب سخت مشکل ہی
کہ اوس کافر تلک اے شور تجکو کب رسائی ہی

ہمنشین جب دوستی ہوئی دل کی
آبرو خاک مین ملی دل کے

نہوئی قدر میرے گل رو کو
اس لئی ہی یہہ بیکلی دل کے

جان پر اپنی ہای کیون بنتی
بات جو مانتی کبھی دل کے

وہ تو دیتا تہا جان تم پر حیف
تم نی پوچھی نہ بات ہی دل کے

دور ہم سی ہین وہ تو کیا ڈر ہی
پاس ہی اپنی آرسی دل کے

دین و دنیا سی کہو دیا اس نی
کس سی کہئی بُری بہلی دل کے

تیر مژگان سی اوسکی چہیدا مدام
یہہ بہی ہی ایک دل لگی دل کے

جب یہہ قابو سی ہو گیا باہر
گر کہی ایک سو سُنی دل کے

جو لگائی بجھائی وہ ورنہ
آگ بجھتی ہی کب لگی دل کے

کوئی ہمدرد ہی نہین اس کا
دیکھی ہی میری بیکسی دل کے

اور لکھتا ہون اک غزل ای شور
جودت طبع دیکھہ ابھی دل کے

شوق نی کی جو رہبری دل کی
منزل عشق طی ہوئی دل کے

میری رونی پہ قہقہہ ہی او نہین — واہ کیا خوب کی ہنسی دل کے

دیکھہ لو اک نظر ذرا اسکو — ہو رہی ہی روا روی دل کے

جیتی جی ایک دن نہ چین دیا — تم نی کیا قدر کی اجی دل کے

اک نظر نی کیا ہی کام تمام — آرزو ہی تو تھی یہہ ہی دل کے

جب جوانی گئی چھوڑا کر ہاتھہ — اوس پہ پیری نی کچھہ چلی دل کے

جان جب لی گیا وہ جان جہان — موت ہی پہر تو زندگی دل کے

اور اب کس سی مدعا نکلے — جان جب ہوئی مدعی دل کے

شکر ہی مرتی دم جو وہ آئے — بات بگڑی تھی پہ بنی دل کے

جان ہی دیکی اونکو دیکھہ لیا — یہہ ہی حسرت نکل گئی دل کے

آپکو دیکی دل کرو انصاف — ہم سنین یون بری بہلی دل کے

مرتا ہی شمع رو پہ رات و دن — یہہ تو اب ہو لگی بری دل کے

مین نی پوچھا کہ تمہسی کیون ہی رنج — ہنسکے بولی کہ ہی خوشی دل کے

نہ سنی اوس نی دہیان سی اپنی تو — ہم نی گو داستان کہی دل کے

اب آئی ہی یہ بات کہنا کالی ہی جہیا گے — ساقی نی اوسی ہی پہلی پی پی کی ٹہرا کے

نہ کیونکر ہووی خاص و عام مین توقیر پتھر کی
کہ ہی کعبہ مین لگا اور گرجہ مین بھی توقیر پتھر کی

تمہارا جذبۂ دل یہان تک مجھکو کھینچ لایا
مثال کہربا دیکھی گئی تاثیر پتھر کی

یہ سنگ آسیا ذرات گردش مین جو پیستا ہی
یقین ہوتا ہی ہوگی کچھ نہ کچھ تقصیر پتھر کی

ہوا ہون اک بت بیسا کی الفت مین پابستہ
لگا دو میری مرقد پر کوئی تصویر پتھر کی

کبھی جو وصل کی تقریر اونسی ومکی کرتا ہون
تو فرماتی ہین ہی ہلکی لکہ دو اک تحریر پتھر کی

وہی اک سنگدل جسکے غم مین ہون مین دیوانہ
میری پانون مین ہونی چاہیی زنجیر پتھر کی

اوٹھائی کب تلک سنگ ستم کیا سخت مشکل ہی
کہان سی لائی چہاتی عاشق دلگیر پتھر کی

یہ ہی بیدرد کہ سینہ میرا پتھر سی کچلتا ہی
تیری چہاتی بلا شک ہی بنی ہی پیر پتھر کی

وہ ہیرکی انگوٹھی زیب انگشت حنائی ہی
کھلی ہی تجھ قدرت سی کیا تقدیر پتھر کی

عیان نور خدا سنگ صنم خانہ مین بھی ہو
نہ پوچھین ہم سی کس واسطی تصویر پتھر کی

نہین جاتی ثبات البیتور آخر خاک ہوتا ہی
کرین وہ دل سی جینی پر عبث تعمیر پتھر کی

جان و ستن اگر جانی تو وہ جانی ہی اچھی
اور دل سی جو قربان جو وہ قربانی ہی اچھی

اسلام پہ لفظون کے ہوا ہین عاشق
ہو جائی مسلمان تو مسلمانی ہی اچھی

جو کچھ کہ ملا [illegible] آنے
پیشانی [illegible] ہی اچھی

ہو وصل کا اقرار تو حاضر ہین دل و جان
یا جاوں جو بوسہ تو سزا پانی ہی اچھی

قسمت سی ملا کرتی ہی اے خضر جلی بخت
ہاتہ آئی جو اوس در کی تو دربانی ہی اچھی

آئینہ سی چہرہ پہ اگر دیکہہ لون زلفین
حیرانی ہی اچھی ہی پریشانی ہی اچھی

ہاتہ آئی جو فرہاد کی شیرین تو جوئی شیر
جس طرحسی ممکن ہو ہمین لانی ہی اچھی

ہم مانگ کی بوسہ کو ہوئی اوسسی پشیمان
جب عجز کیا تو یہہ پشیمانی ہی اچھی

اب ہند مین لو بند ہوا شور سخن کا
جب قدر رہو اسکی تو سخندانی ہی اچھی

اوٹہتی ہی جہوم کی کیا زور گہٹا ساونکی
ہجر مین دل کو گہٹاتی ہی ہوا ساونکی

باغ ہوا آب روان اور گل اندام ہی ہو
تازہ دل کرتی ہی یہہ باد صبا ساونکی

خون عشاق ہی شرمندہ ہی اوسکی آگی
رنگ کیا لائی ہی ہاتہون حنا ساونکی

پانی جنگل مین ہی ہر کہیت ہوئی ساری ہری
روپ دکہلاتی ہی کیا آب ہوا ساونکی

آج تو کالی گہٹا سر پہ چلا آئی میری
کرتی ہی گل کو یہہ چٹ پٹ کبہی کیا ساونکی

کوک کوئل کی کہین شور پپیہی کا کہین
مور بولین ہین کہین دیکہہ گہٹا ساونکی

ابر و باران مین پپیہی کی عجب کیفیت
رنگ لاتی ہی یہی جوش ہوا ساونکی

کان مین بیتو کی آواز چلی آتی ہی شور

گاتی ملہاری اک ماہ لقا ساونوں کے

ناتوانی سی نہ فریاد کی طاقت ہو گئے
پھر غرض کیا ہی کہ کس روز قیامت ہو گئے

میری فرقت سی تمہین گرچہ مسرت ہو گی
یاد آئیگی وفا جب تو ندامت ہو گئے

صحبت غیر سی گر تم کو نہ فرصت ہو گی
حسرت غم سی ہمین یہ نہین مہلت ہو گئے

شکوۂ ہجر کیا اونسی تو فرمانی لگے
رنج کی تعبل ہی تجھی راحت ہو گئے

مجھکو تو جور و جفا سب ہین اوٹھانی منظور
لیک یہہ تم کو بری غیر کی عادت ہو گئے

سمجھا ہی سانس کا نقارہ جو سینہ پہ مدام
بی نشان ہو گی او وہر چلنی کی نوبت ہو گئے

کوئی اکسیر نہین اسکی مقابل ہر گز
خاکساری سی میسر جسی دولت ہو گئے

دیکھو آیینہ نہ دیکھو مین کہی دیتا ہون
آپ سا دیکھکی اوسمین تمہین حیرت ہو گئے

روز محشر تیرا دیدار ہوا ہی تو کیا
بہشت مین دیکھنی یہان کسی فرصت ہو گئے

ابہی اس گنبد گردون کو ہلا دینگی ہم
آہ و نالہ کی اگر ہمکو اجازت ہو گئے

تیری گیسو کی خریدار نہ ہوتی ہر گز
ایسی سودی مین اگر جانتی آفت ہو گئے

نام ہر گز نہ رہائی کا کبہی لینگی ہم
تیری زلفون کی اسیرون مین وہ لذت ہو گئے

دل کی ناصح سی نکر ترک محبت اے دل
ترک ہو گی جو یہہ عادت تو عداوت ہو گئے

دیکھو میری طرف دیکھتی ہین وہ کسدن
دیکھی رحم پہ کب چشم عنایت ہو گئے

زلف محبوب کا مضمون کوئی باندھ ای شعور
اس سی کیا خوب رسا تیری طبیعت ہو گئی

جفا سی ہم ہوئی عاجز تمہاری خو نہ گئی
کبھی سیدھی ہمارے تیری گفتگو نہ گئی

وہ چٹکیون مین اوڑا دیتا تجھکو غنچہ دہن
بھلا ہوا کہ صبا اوسکی پاس تو نہ گئی

ریا کی سجدی کا دہبہ ہلی وضو سی خاک
مثال داغ یہ زاہد کے شست و شو نہ گئی

ہماری رونی نی آخر اونہین شتابی دیا
ملا سی آنکھ گئی اون کی آبرو نہ گئی

یہہ انتظار کہ مر کر کھلی ہین آنکھین
تمہاری دید کی آنکھون کو آرزو نہ گئی

ہزار جہوکون سی اوسنی اوڑایا در سی تیری
صبا سی خاک مری پھر بھی کوبکو نہ گئی

مریض ہجر کی تیری ہی وہ بری حالت
قضا بھی دیکھکی حال اوسکی روبرو نہ گئی

ہزار ہا کی سر شانہ ہو گیا عاجز
مگر کجی تیری ای زلف کجرو نہ گئی

دکھائی گلشن ہستی نی بی ثباتی جب
نکل کی گل کی بدن سی پھر اوسمین بو نہ گئی

تیری مریض کی بچنی کی اب امید کسی
کہ اوسکی منہہ سی دوا آب تا گلو نہ گئی

شکیب و تاب و توان اس دل فسردہ سی
یہہ سب گئی مگر امید یار تو نہ گئی

ہماری خاک مین سب ترا ندی شامل تھی
کہ قبر مین بھی ہمین حسرت سبو نہ گئی

یہہ کسکی واسطی الیشور شور کرتی ہو

کہ جان جانی پہ بہی اوسکی جستجو نہ گئی

غزل در صورت حال قحط سالی سال سنہ ۱۲۷۷ ع

گلستان جہان مین کیا خزان نے گل کھلایا ہی — کہ ہر برگ شجر کو زعفرانی کر دکھایا ہے

گرانی خشک سالی کا الم اور شور یا حسرت — یہان تک ہے کہ عالم نے براہی غل مچایا ہے

برستا جو ہمیشہ تھا ہے ابر باران کا یہہ باعث — کہ اعمالون سی دنیا کی خدا غصہ مین آیا ہے

زمانہ رات دن روتا ہی اور آنسو نہین آتے — یہہ خشکی ہی کہ چشم ابر تک قطرہ نہ پایا ہے

کدورت دیکھکر عالم کی مطلع صاف نہ تہا کے — غبار اوج اعلی کی طرف یون رنگ چھایا ہے

خدا کی گھر مین کیا قلت ہے دیکھو اور حیرت کے — کہ آنکھون تک کا پانی بھی دلا آنسو نی کھایا ہے

ہزارون وعدہ ابر آئی گئی پانی نہین برسا — گہٹا کی رنگ نے کیا کیا دل و جان کو گھٹایا ہے

گئی برسات سب جاڑے بھی برسا تہی ابنی — فراغت عیش و طرب کا قحط نے دل سی اوٹھایا ہے

دعائین مانگ کر گرجہ مین او مسجد مین بیٹھے — اجابت کا نہ حکم اوسکی ابتک کوئی لایا ہے

بجائی آب و خور ہی لخت دل خون جگر توشہ — یہہ فکر قحط سالی نے ہر اکسکو کھپایا ہے

غریبون کو یہہ صدمہ ہے کہ دم آتا نہین دم مین — اور اون پیٹ کے چکر نے کیا گہر گہر پھرایا ہے

زمیندارون کے جان بن گئی ہی عرضی بیکہو — کہ ہر دم خوف سرکار کا دل مین سمایا ہے

ہزارون بیگہہ جنگل مین پتی ہی پہی وحشت — زمیندار آیکہ اسکے امساک نے خاکا اوڑایا ہے

کسانوں کی یہہ حالت ہے کہ دن بہر دہوپ میں جلنا
ور اوس پر پہر کی خشکی نے پانی اونکا سوکہایا ہے

کوئی کہیتوں میں جاتا ہی کوئی لوکر لگاتا ہے
کہ خشکی نے اونہیں پانی سی ستلا کر بنایا ہے

خدا کچہہ رحم فرمائی تو چہوٹیں کال سی جان
مگر یہہ کال اب دنیا کا سب پر آیا ہے

غرض اس رنج کی بات پانی سخت مشکل ہے
کہ غم سی پانی پانی ہو دل جان لب پر لایا ہے

اسی افسوس میں تہا دل ابہی یہہ غیب سے آئی
مگر اب تو یہ شور شکر اسکا خدا کو یہہ بہایا ہے

یہہ دن میں چند روزہ پہر بہار آئیگی گلشن میں
کہ خشکی جائیگی پہر موسم تری کا اکثر آیا ہے

پریشان ہو نہ ہرگز اور نہ کر تو شور شور اتنا
کہ تیری سر کی اوپر حضرت عیسی کا سایہ ہے

مگر اب چاہئی توبہ خدا سے ڈر کے تجکو بہی
کہ تونی عمر کو اپنی گناہوں میں گنوایا ہے

قصیدہ در مدح عالیخاندان نامور دوران جناب فیضمآب ارسطو زمان حکیم امیر علیخان صاحب جاگیردار و رئیس گوالیار دام حشمتہ و نوالہ

سنگ کو بہی یہہ سنگدل کرتا ہی پانی آسمان
آنکہیں تیری آتی ہیں پہر دیکہکر اسکا سمان

ہو دئی سچ جو الم رہتا ہی اہل ہند کی
دکہہ کی دینی میں کمر بستہ ہی پہر دم کمان

کیا کروں میں بیٹہی اس درد کی نقل میں
کیا کروں تیغ نگی گردش کا اب اسکی بیان

[illegible] کشتہ طاقت اصلی جو کی
شعلہ خورشید تابان میں نہیں جو دہوان

دم مین اوج تخت کو زیر زمین کردیتا ہی
گم ہی کردیتا ہی یہہ نام فلان ابن فلان

کلبۂ احزان لگا رہا میرا اسنی تا ہی تا ہی
کردیا دو سال سی مجکو سراسر نیم جان

یعنی وہ امراض مہلک میری گہر مین دی دیی
الامان بانکپن مین اون کو دیکہکر سرو جوان

اس بضیہ کا لکہون اشعار کیونکر حال ضعف
ضعف سی میری قلم کی کہان جنبش کہان

ہر طرح تدبیر کرین جان و تن کو کہو چکا
پر نپایا کچہ اثر کا آخرش نام و نشان

تہا اسی رنج و الم کا مبتلا مین روز و شب
غیب سی پہنچی ندا کانون مین یہی ناگہان

دیر کیون کرتا ہی او رنجہا کیون تو سرنگون
جا دکن کی سمت کو اور دیکہہ کچہ راز نہان

گوالیار کہتی ہین جسکو خطۂ یونان ہی وہ
ہین حکیم ایسی وہین سی حاذق ارسطو زمان

میر علی خان ان کو کہتی ہین باہم خاص و عام
جنکی فیض و خلق سی مسرور ہی سارا جہان

اب لکہون وہ پر نمک مطلع مین انکی شان مین
شور پرچا اونکا جسکا سند سی تا اصفہان

خلق اور اخلاق اور دست شفا کا کچہ بیان
با چنین حسن نہین کرسکتی با چندین زبان

صفت اسم مبارک بقید حروف

ہین الف سی وہ ارسطو میم سی مقبول حق
ی سی یار خدا سی شفیق وہ جہان

عین سی عالی نصب اور لام سی لقمان وہ ہر
یای ثانی سی ہین وہ یار ہر بیکسان

تا کہ قایم دو جہان مین ہا خدا اور یا مسیح — منجمد حب تلک مین اجزا زمین و آسمان

دوستون کو اون کی تو اوج سعادت ہو نصیب
خاک ذلت چہا نتی دایم رہین سب دشمنان

قصیدہ در تہنیت بار دربار و جشن خطاب شہنشاہ ہند جنابہ ملکہ معظمہ دام سلطنتہا و ملکہا بہ صنعت توشیح تاریخ عیسوی و ہجری و سمت ہندی

یہ تیرا لبخت یاور شہنشاہ ہند	یہ خدا ظل گستر شہنشاہ ہند
۶ سلامی کو آیا ہی پیش نظر	۸ یہ ہی خورشید خاور شہنشاہ ہند
یہ تیرا نام روشن ہے جون آفتاب	یہ تو ہی ذرہ پرور شہنشاہ ہند
۵ ہوی لارڈ لیٹن گورنر یہان	۲ ہی فخر اکبر شہنشاہ ہند

۷۷ عیسوی ۱۸

۱۰ یہ دربار شاہی اونہون نی کیا	۵ نہ کیون خوش ہوں سنکر شہنشاہ ہند
۱ کہ شہزادی نامور ذی وقار	۵ ہوئین اب مقرر شہنشاہ ہند
۷ زیادہ تکو گلزار مین ہین گہڑی	۱ یہ ہی سرو صنوبر شہنشاہ ہند
۶ سکندر سی کیا اونکو تشبیہ دون	۶ وہ رشک سکندر شہنشاہ ہند
۸ فرانس اور جرمن سویڈن اور روس	۴ مفتخر ہی ان پر شہنشاہ ہند

فلک پر گیا ہی یہہ روشن خطاب — کہ ہین شاد اختر شہنشاہ ہند

فلک نی لئی تہی سنکی دربار پر — ستارے نچہاور شہنشاہ ہند

فلک سے ہوا ہند کا اب دماغ — ہی انگلش بہادر شہنشاہ ہند

خدا ایسے دن بہی دکہادے ہمین — کہ لی ہفت کشور شہنشاہ ہند

منور ہوا مطلع لکہون اور بہی — کہ ہو سب سے برتر شہنشاہ ہند

۹۳ ہجری ۱۲

ہی اکبر سی اکبر شہنشاہ ہند — سکندر سی بہتر شہنشاہ ہند

ہوا ہی نہ ہو جشن ایسا کبہی — ہوی نام آور شہنشاہ ہند

سب آئی رئیسان ہندوستان — رکہی حکم سر پر شہنشاہ ہند

کیا صرف لاکہون کا دربار مین — ہی کان جواہر شہنشاہ ہند

نکیون ہو رعیت تیری شادمان — کرم ریز گہر گستر شہنشاہ ہند

عدالت کی انصاف اور عدل سی — ہین معمور دفتر شہنشاہ ہند

نکیون عدل مشہور ہو ہند مین — کہ ہی دادگستر شہنشاہ ہند

کرون مین بیان فوج کی کیا صفت — مجلّی ہی لشکر شہنشاہ ہند

شجاعت کا ہی حال سب پر عیان — ہی لرزان غضنفر شہنشاہ ہند

۳ چلا ستیغ بران کی گرد کھپا ہی
۱۰ فلک کہاں چکر شہنشاہ ہند

۸ گھٹا جاتی ہی اور شاہ کا دل
۸ کہ ہی سب سے بڑہ کر شہنشاہ ہند

۳ جہاں ہی تیری جنگ مشہور ہی
۸ مشرف ہی اوسپر شہنشاہ ہند

۸ کروں کیا صفت تیری صنعت کی مین
۸ کہ ہین سب مظہر شہنشاہ ہند

۱ یہہ قانون عقل و کمال و خرد
۸ تجہی سب مین ازبر شہنشاہ ہند

۸ گدا کو کری شاہ والا تبار
۵ ہی ایسا تونگر شہنشاہ ہند

۵ نکیون روشنی ہند و لندن مین ہو
۵ ہی ماہ منور شہنشاہ ہند

۶ سراپا عنایت گہر ریز ہی یہان
۸ کرم ہی سراسر شہنشاہ ہند

۳ دعا ہی یہہ حق سی وہ ان عمرات
۸ کہ ہو فضل تجہپر شہنشاہ ہند

۸ لبالب مئی عیش سی ہو تیرا
۱۰ یہہ زرکار ساغر شہنشاہ ہند

۵ ہمیشہ ہین خوش و خرم تیری
۶ وہ کونسل کی ممبر شہنشاہ ہند

۷ عدو کی جگر مین ہی غش نون
۶ سنان اور خنجر شہنشاہ ہند

۲ پیچی مدر لایا قصیدہ تیرے
۱۰ یہہ شور سخن شہنشاہ ہند

۳۳ سمت ۱۹

رباعیات

آئینہ کی مثال جہان کو دیکھا — صورت گر آئینہ جان کو دیکھا
ہر شکل میں ہی عکس تیرا جلوہ نما — کیا خوب عیان اور نہان کو دیکھا

دیگر

کعبہ میں تو صدق اور صفا کو پایا — بتخانہ میں ناز اور ادا کو پایا
حاصل نہوا کہیں سے دل کا مقصد — جب خودی میں ڈھونڈا تو خدا کو پایا

دیگر

اول کو جو دیکھا اوسکا ثانی پایا — پر تیرا مزہ نہ زندگانی نے پایا
جی کیونکہ لگی شور کا اس شش میں — جس نقش کو دیکھا وہی فانی پایا

دیگر

کچھ تیرا اثر نہ اس جوانی نے پایا — سرمایۂ دو بانچ زندگانی نے پایا
جی خاک لگی شور کا اس گلشن میں — جو پھول کھلا اوسیکو فانی پایا

دیگر

کیا ہی جو ہر اک نقش و نگار دیکھا — ہر شکل و نگار کو دیکھا دیکھا
[illegible] — [illegible]

دیگر

دم مثل ہوا ہی تن ہی مانند حباب — جو نقش ہی اس بحر مین ہی نقش بر آب
شکوہ کرون کسکا او تمنا کسکے — اک دم ہی کا ہی شور عذاب و ثواب

دیگر

کچھ کام نہین گبر و مسلمان سی ہمین — ہی کفر سی کچھ بحث نہ ایمان سی ہمین
ہستی کی لئی دیر و حرم ہین یکسان — اک روز سفر کرنا ہی پہر یہان سی ہمین

دیگر

معشوقون کو جو دیکھا تو وفاداری کم — عشاق کو دیکھا تو جگر خواری کم
القصہ جو غور سی جہان کو دیکھا — عیاری ہی عیاری ہی اور یاری کم

دیگر

جب تک ہی شباب ہی بہار دولت — ہر قصر مین سو نقش و نگار دولت
پیری آئی تو شور صاحب پہر کیا — سب خاک مین مل گئی بہار دولت

دیگر

دولت کی سعادت جو ملی تو کیا ہی — طالع کی مساعدت جو ملی تو کیا ہی
پیری مین نہین فایدہ کچھ بہی اے شور — دنیا کی موافقت جو ملی تو کیا ہی

دیگر

پیری مین ہی خاک زندگانی کا مزہ | دانہ کا ہی لطف اور نہ پانی کا مزہ
وہ سرکشی وہ ذوق کہان ہی اے شور | تا مرگ نہ بہولینگی جوانی کا مزہ

دیگر

تہی عہد جوانی مین ہر اک مرغوب | اب پیر ہوئی تو ہین نظر مین معیوب
غمخوار رہا کوئی نہ اپنا اے شور | جز گریہ یعقوبی و صبر ایوب

دیگر

جب تک تہے جوان کچہ کمال آیا واہ | پیری آئی تو پہر زوال آیا واہ
اے شور یہہ دنیا ہی اک خواب خیال | جب کچہ نہ رہی ہم تو خیال آیا واہ

دیگر

تسکین تسلی نہ دلاسا افسوس | ہون شربت دیدار کا پیاسا افسوس
غارت کئی فرقت نی تیری صبر و قرار | کچہ بہی نہ رہا پاس اساسا افسوس

دیگر

کیا وصف لکہون لف سیہ کے لٹ کا | ہر پیچ مین بس دل کو لیا ہی لٹکا
ای شانہ ہی قسمت عالی تیری | کیا خوب تیری ہاتہ لگا ہی لٹکا

	دیگر	
وقت سحر پھر وہ صنم آیا		جذبۂ دل نے اپنا کام کیا
دن کی ہونے کا فکر تھا مجھکو		کھول کر زلف وقت شام کیا

	دیگر	
آہ کرنے مین کیا خرابی ہے		گو کہ سنگینی مین وہ یکتا ہے
آخرش کہتی ہین قدر انداز		لگ گیا تیر ورنہ نکلا ہے

	دیگر	
لگایا ہاتہ چھاتی کو تو بولے		تو کچھ اے شور دیوانہ ہوا ہے
کہا یہہ جو دگر ہاتھوں کو اسنے		قسم لیجی جو مین نے کچھ چھوا ہے

	دیگر	
زندہ کو تو دم مین مارتی ہیہات		مردہ کو جلانا اوسکی اک بات
لو قصہ ہی پاک کر گیا وہ مسیح		ہوکر مین ہوئی مریض ہجر انکی نجات

	دیگر	
جی لینی یہ تیری سنت ہے اکدن بیبی لی		پر جو کہ شور مانگی اوسکو دیدے
بس یان خدا کو دن چھاتی پر رونا		ہم نے تیری غم مین کیا ہی پاپڑ بیلے

دیگر

ان اپنی گناہوں کا جو لکہا کیجی / جو کچھ کہ سزا ہو کیا پہ لکہا کیجی
سرمایہ بخشش ہی حبیب خدا کا بلند / اشکو اوسی پہ پہر پہر وسا کیجی

دیگر

طفلی مین تو کہیل دن گنوایا ہم نے / اللہ کو جوانی مین بہلایا ہم نے
پیری جب آئی یہہ تو سوچا صاحب / جز مرگ خاک پہر نہ پایا ہم نے

دیگر

دیتی ہین سبہین بالا تیری جہومکی سب / آکان تیری لگتی ہین یہہ جہومکی سب
ہی چاند ستارو نکی ہی کیا خوب چمک / جہومر ہی پریزادکی ہین جہومکی سب

سہرہ شادی کتخدائی برخوردار نور الابصار نیاز احمد خلف محمد نبی داد خان صاحب کمیل عفا اللہ علیہ

سر پہ نوشہ کی مبارک ہو زر افشان سہرا / جلوہ حق سی عیان ہی یہہ نمایان سہرہ
جب کہ نقشی سے دولہا کا بنا یہان سہرہ / مہر مکمہ سی شیشاون کا بندہا وہان سہرہ
لائی ہر رنگ کے پہولون سے بنا کر مالن / رخ پہ نوشہ کی کہلا مثل گلستان سہرہ
یہہ وہ سہرہ ہے کہ ہر باغ مین تعریف کے سات / بلبلین گاتی ہین یا بلبل شادان سہرہ
نیاز احمد کی تو سر تک جو رسائی پائی / بڑہ گیا دیکہنا جون کاکل پیچان سہرہ

تخت شاہی پہ جلوس آج جو دولہا کا ہوا / فخر اس سے کرتا ہے فراوان سہرا
لعل و گوہر سے بنا کر جو سجایا اس کو / ماہ و خورشید سے افزون ہے درخشان سہرا
ہے خوشی کی یہہ دعا خالق اکبر سے مدام / بزم شادی میں رہے سر و سامان سہرا

شوق نے ہاتھ ملا دولہا سے خوش ہو کے کہا
تو مبارک ہو تمہیں اے مہ تابان سہرا

سہرہ شادی برخوردار نجیب اطوار نور الدین خلف محمد نور خان صاحب وکیل عدالت علیگڈہ

سر پہ دولہا کے زرافشاں جو سجایا سہرا / شعلۂ طور سا سر پر نظر آیا سہرہ
جو یہیں جنت سے جو پھولوں کا بنا کر لائیں / اپنے جامہ میں نہ پھولا سمایا سہرہ
کیا بنا مہر ہے سہرے سے قمر ہے بے شک / اپنے ہاتھوں سے خدا نے یہ بنایا سہرہ
چرخ انجم کے لگا کر نے بچھاور اس پہ / کشتی ماہ میں جب آج لگایا سہرہ
سلک گوہر سے بنا کر جو سجایا اسکو / کہکشاں کہتی ہے ان جان کے بہایا سہرہ
خوشبو اس سہرے کی جب گلشن عالم میں آئی / بلبلوں نے بھی خوشی سے اڑا سے گایا سہرا

شوق نے ہاتھ ملا نوشہ کے والد سے کہا
تو مبارک ہو خدا نے یہہ دکھایا سہرا

سہرہ شادی نور چشمی ابراہیم بیگ خلف حاجی حسن بیگ صاحب دبئی کلکٹر راج الور طول عمرہ

لائی نوشہ کی لئی گوندہ کی مالن سہرا | دی رہا ہی رخ پر نور پہ جوبن سہرا
سروقامت پہ جو دولہا نے باندھا کہ گھڑی | بہتی بہتی گیا تا گوشہ دامن سہرا
چاند سورج نے سلامی مین ستارے دنکو دیا | بیٹھا جب باندہ کی دولہا معہ دولہن سہرا
دولہا ولیم نباہین دولہن ہے اوسکی | اپنی جامہ مین سماتا نہین بن بن سہرا
دہوم اس سہرہ کی اور مین لگے ہونے | سب لگے گانی بدل اپنی گہر آنگن سہرا
مے گلگون کا چلا دور جو مجلس مین لا | تو نظر آیا ہمین غیرت گلشن سہرا

شوق نے پایا سے دولہا کی خوشی ہوکی کہا
تو مبارک ہو تمہین لطف کی مخزن سہرا

تاریخ وفات جوزف اسمتھ صاحب رئیس لکھنو جنت آرامگاہ

گئی جوزف اسمتھ نامور جو جہان فانی کو چھوڑ کر
تو چمن نشاط کا جل گیا کوی دل کہو پا تو سی جل گیا
لکھی سال طبع سے کر رقم کیا فکر خوب جو غور کی
کہا بلبل دل شوق نے کہ نصیب باغ بہشت ہوا

قطعہ تاریخ وفات ملک الشعرا افصح الفصحا مرزا رحیم بیگ صاحب علیہ رحمتہ
رئیس میرٹھ استاد مولف دیوان ہذا

دار الفنا سے اوٹھ گئے اوستاد وقت ہائے — تھا جن کا نام نامی حضرت رحیم بیگ
یاد آتی ہیں جو اونکی عنایات اس لئے — سوہان روح ہے غم فرقت رحیم بیگ
اشعار بے نمک سے ہی الٹے شکر تے ہیں — سعدی و اعظم ماتم رحلت رحیم بیگ

چاہے جو بین فی سال پے یادگار قبر
منکر نکیر بولے ہے تربت رحیم بیگ

۱۲ ہجری ۹۴

ایضاً

مرزا رحیم بیگ کی مرنے پہ شاعری — روتی ہے شور کرتی ہے کہتی کہ کیا ہوا
اک عمر کھوئی خون جگر کھایا اونے تب — پایا تھا مجھکو ہائے وہ اب ہے گیا جدا
تھا زلہ سنج صاحب تحقیق و نکتہ رس — وہ کیا ہوا کہ لطف سخن ساتھ لے گیا
اور شاعری سے اوسکو تناسب تھا اسقدر — گر شاعری تھی جسم تو وہ اوسکی جان تھا
افلاک نے جہاں سے انکھون کے سامنے — افسوس ایسے شاعر یکتا کو کھو دیا

تاریخ عیسوی کی ہوئی شور جب کہ فکر
جان پہ غضب ہوا دل پر شور نے کہا

قطعہ تاریخ رحلت جنابہ معظمہ مدلین بیش صاحبہ رئیسہ علیکڑہ

وہ ہیں تو جنتی ہیں دنیا میں اور دین میں بہا — اثبی کہ فیض بخشش مردم سرشت میں ہیں

مدبر بہشت یعنی یہہ میسہ کو یل	عیسی کی مہربانی ایکی نوشت بلین مین

تاریخ کا تردد تہا جب کہ شور مجہہ کو
ہاتف یہہ بول اوٹہا باغ بہشت مین ہین

تاریخ وفات مرجع کار خلایق از بس لایق دقایق دوست پرور داد گستر
مخزن اخلاق یگانہ آفاق منشی نصیر علی صاحب مبین پانی پت
ڈپٹی کلکٹر ثانی ضلع میرٹہہ غریق رحمتہ

منشی نصیر علی کا ہوا انتقال آج	اک شور جسکی خلق کا سارے جہان مین ہے
مخلص سا ہی حیف یہہ اوسکی وفات سے	چرچا اسیکا بار ی کون و مکان مین ہے
سیکون چہاٹ چہاٹ کے کرتا ہی یہ ملال	افسوس کیسی خصلت بد آسمان مین ہے
پہر مردہ ہو گئی میری ہر رنگ تنگ گل	باد خزان کو دخل کیا گلستان مین ہے
تہا ماتمش مین ہی پی تاریخ یہہ خیال	نکلی قلم سے جو دل غمزدہ بیان مین ہے

اپنی شور نا گہان اب دنیا سے یہہ سنا
ماتم نصیر علی کا زمین و زمان مین ہے

۱۲ ہجری ۱۹۲

ایضاً

ای شور مجہسی کیا کہون جسوقت کو مین	پہلا کی پانو سو گئی ... نصیر علی

صدمہ ہوا یہ دل میں نہ ہائی ہائی ہی — اک خار غم جو ہو گئی منشی نصیر علے

ایدل یہہ جو نکہ مزرعۂ عقبی جہان ہی — نیکی کا تخم بو گئی منشی نصیر علے

ابر بہار و بارش اخلاق عام سے — خلقت کے داغ دہو گئی منشی نصیر علے

وہ جسکی تھی کلام وہ تحریر لا کلام — کیا کیا گہر پرو گئی منشی نصیر علے

تاریخ مرگ یہہ لب الہام سے سنی
عازم ارم کی ہو گئی منشی نصیر علے

تاریخ مرگ الاچی سنہ ۱۲۹۹ مادہ رفیق شمس آبا بنگلے صاحبہ بیگم علی گدہ
کہ حسن و جمال میں بے مثال تہی اور رفاقت و جان نثاری میں باکمال تہے

کیا دیکھتی ہو لوگو اس قبر پر تم آکر — ہاتہوں کا اک کہلونہ مٹی میں مل گیا ہے

یعنی کہ نام اسکا چہوٹی الاچی تہا — دانہ میں خال رخ کی وارد کا دل پہنسا ہے

کیا تہی یہ بیگم یہ باقدرت کا تہا نمونہ — تصویر میں ہی اسکی جوبن برس رہا ہے

ایک جان دو قالب سن کا وہ آتا بنگلے کا — مشہور تہا جہاں میں ہم نے یہی سنا ہے

کتنے کے اجل نے آخر مارا رفیق ایسا — اونیسوین تہی ماہ حج کی اور روز جمعہ کا ہے

حسرت سی ہاتہہ ملکر آتا سے شور بولے
بیٹہی بیٹہائی تم پہ یہہ کیا غضب ہوا ہے

۱۸

تاریخ تولد فرزند دلبند بخانہ محبت کاشانہ میرضا علی صاحب پیشکار تحصیل موانہ ضلع میرٹھ

پیشکار موانہ رضا علی — ہیں جو مقبول ایزد غفار
اونکو حق نے بعین عہد شباب — دیا فرزند مطلع الانوار

فکر تاریخ جب کہ شور نے کی
بولا ہاتف کہ نیک برخوردار

تاریخ کوٹھی تیار شدہ کار مہاراجہ صاحب بہادر والی گوالیار دام ملکہ و حشمتہ

راجہ نے یہہ بنائی کوٹھی گوالیر میں — اوسکا جواب گر پیدا ہوا نہ اب ہو
تاریخ اوسکی کوٹھی لکھنی جو شور شاعر — ششدر ہوئی کچھہ ایسی پائی نہ راہ اونکو

ہاتف اوٹھاکی سر کو بولا یہہ آسمان سے
کیا سوچتی ہو اسکو رشک بہشت لکھہ دو

تاریخ مکان جنت نشان میر قاسم علی صاحب تعلقہ دار عبد اللہ پور ضلع میرٹھ

وہ بنا قصر میر قاسم علی — دیکھہ کر جسکو خوش جہان ہوا
شور بولا سر آسمان سے یوں تہا — غیرت لامکان مکان ہوا

رقعہ ہولی بنام احباب بزم از جانب بابو موہن لعل سر دفتر کلب گہر

میرٹھہ مرقوم ۲۵ فروری ۱۸۷۷ع

چمن میں پہولا ہی نقش و نگار ہولی کا
کہ رنگ دیکہنی آئی بہار ہولی کا

ہر ایک رنگ میں کیا کیا ہیں رنگ گل کاری
ہر ایک پہول میں ہی سو سنگار ہولی کا

صبا ہی پہولی سمائی نہیں ہی جامہ میں
کہ دیکہہ آئی گل و برگ و بار ہولی کا

فلک چہائی عبیر و گلال کی بادل
زمین پہ باغ کہلا لالہ زار ہولی کا

شفق نہیں ہی رخ چرخ پر نمایاں یہہ
اڑا ہی بن کی گلابی غبار ہولی کا

ادہر کو دیکہو جو پچکاریوں کی ہی بوچہار
تو رنگ مانگتی ہیں گل ہزار ہولی کا

چمک عبیر کی دیکہی جو مہ جبینوں پر
بنا ہی مہر بہی آئینہ دار ہولی کا

گلوں کی جامہ پہ افشاں کو مانگتی ہی صبا
گلابی شیشہ سی عرق بہار ہولی کا

گریباں چاک ہی ہر تار کی صدا سی دل
یہہ لطف پر ہی رباب و ستار ہولی کا

گلوں میں رنگ نہ غنچوں میں بو رہی باقی
تو دیکہتی ہیں وہ جہہ بار بار ہولی کا

سبائی ہولی کی پہولوں سی کسنی مجلس یہہ
کہ دل فریب ہی ہر گلعذار ہولے کا

یہہ عرض کرتا ہی خدمت میں سبکی ہو بن لعل
شگفتہ ہی چمن انتظار ہولے کا

ہی جلسہ فروری کی سنبت و پنج سی جو شروع
تو تا بہ بست و ہشتم ہی تار ہولی کا

جو صاحب آنکی دیکہینگی رنگ محفل کو
تو دل ہی ہوئی گا اون پہ نثار ہولی کا

ہزار لطف کا ہون ہوگا یہہ جاصی
جو روز دیکہتی آئین سنگار ہولی کا

یہہ عرض کرتا ہی منت سے البیری پرشاں | کہ اجتماع احبابسی بیت وزینت ہے

کرم کرین جو مکرم تو کہہ یہہ اون کا ہے
وگرنہ عذر سی مجکو بڑی شکایت ہے

رقعہ شادی خانہ آبادی برخوردار نور الابصار علی عباس خلف میر قاسم علی صاحب مہین عبد اللہ پور ضلع میرٹھ بنام احباب عالی جناب و شفقتہ

شکر خدا کہ آج ظہور بہار ہے | سنبل کی شاخ غیرت مشک تتار ہے
گلبن ہے ہین سرو چراغان صحن باغ | تشبیہ سی فتیلون کے پر نور خار ہے
مہتابیون سی چاندنی کا فرش ہے بچھا | اور گرد اوسکی پھولونکی وقفی بہار ہے
بلبل ہزار نغمہ سرا گل کی شاخ پر | ہر سرو ناچنی کی لئی گرم کار ہے
سامان یہہ سب ہے شادی کے ایک نور چشم | جسکے سبب سے عیش کا گھر روزگار ہے
یعنی ہی شادی علی عباس نور چشم | مشہور جسکا غلغلہ شہر و دیار ہے
سامان بزم رقص کا موجود سب ہے یہان | نغمہ سی کوک ہے دف و چنگ و ستار ہے
گلدستے پھول پان ہیں عطر لائے ہیں | خوشبو سی جسکی بزم بہی ہر کنار ہے
اسواسطی ہی عرض کہ ہون سب شفیق ہم | تشریف لائین یہان میرا عز و وقار ہے
مجلس کے زیب و زینت سے احباب کی تمام | اور اوس سے اہل بزم کا بہی اعتبار ہے

چوبیس سے ذالحجہ کی پچیسوین تلک — سامان بزم رقص کا برروی کار ہے
اور ماہ فروری کی مطابق جو پوچھیی — تو تیسری سی تا بہ چہارم شمار ہے

آگی خلاف رسم ہی طول کلام شور
اسواسطی سلام پر ہی اختصار ہے

منتفرقات بہ زبان بہاکا ہندسے

بیتہ

شورمت کر یوا بہان وی — دنیا دو دن دی گذران وی
جگ بیچ اندا ایک دن جاندا — اس نوں سرا پہچان وے

ایضاً

توسی کرلے رب نوں یاد — دنیا ہے سب بے بنیاد
چہاند شور سب جگ جہگڑی — اسے ہو جاند سے آزاد

سہرے

سکہی ہمریا بیتی جات — جیا کی کہوں کاسی بات
ان تو بین جنم کی ہارے — دوجی چہوٹی کو سات
پیسی پیا کی مین درشن پاؤن — سچ یہہ ہے دن رات

شور پیا تم ہر کیون نہ سمرو
جنم اکارت جات

دادرا

چین سی ناہین سکھی مورا جیرا
رین نیند پیا نا دکھہ دہندی

سکھی مورا جیرا سکھی مورا جیرا
کہون کا سی پیر کہون کا سی پیرا

اب تم شور چلو پیا نگر سے
یہن کوئی پیرا دہری ناہین ویرا

ہولی سورٹھہ

جب سی بچہری من موہن موہ کچہو نا سہاوی ری
لاج کی ماری کہون نا سکھی ری برنا پیر بسباوی ری
کو پچکاری بہر مکہہ پر ماری کون گلال اوڑاوی ری
پیا کی رنگ مین شور رنگی ہون اور کو رنگ نہ بہاوی ری

ہولی کافی

آج سکھی کیسو پہاگ رچو ری
شور پیا کہیل رہی گوری ہوری

جو تو چاہی لگت ہوری سنجی نیشن دن رام جوری
جاکی جوت بیا پک جگمین واہی کو دہیان دہردوری
نا نہہ کو اودواسی بُردوری

پیت کی ریت سہی پران ہوناگی دیوت نا سکچوری
آج پہاگ کہیلی شئو رہرچندپور تن من دہن ہار دوری
وای ہٹ نانہہ کردوری

بنو ہی شئو رسکہین مین ایسو چیون گو ہین وہ کان سجوری
یا کو مچو شئو ر جگ ماہین مکہہ سہی گلال ملورے
اسی رنگیلا کہورے

رنگ روپ سہی ہی سنجی ہرچندپور سب ہی چلوری
شئو رکی سنگ کہیل رنگ گوری پہر واسی کر شئو را شئو رے
پہاگ کو پہگوا لورے

ایضاً

شئو رنے کیسی دہوم مچائے
جاکی جگ مین پڑی ہی دہائے

سب سکھین مین شور مچو ہی ہر چند پور ہوری رچائی
ابیر گلال کی بادل اوڑا کرشن کو بات دکھائے
رادہکا دیکھن آئے
او نگلی پکڑ موری چونر جہٹکی دونگی مین رام دُہائی
جانت بانت پوچھی نہ موری مکھہ پر گیند لگائے
شوری بر وہر جائے
سب سکھیان ہوری کھیلن آئین رنگ عبیار بسائے
دہپ اور جہانج کی جہانج مین آکر برج کی بہول اوڑائے
ایسی ہوری کہلائے
او سکھے مل گانوین سی ہوری شوقی جو یہہ بنائی
یا کو رنگ ہی جگ سی نیزالو من مین جاکی یہہ بہائے
کینی وانے بڑائے

ایضاً

نام نباکون پوچھی ہمارے	لاج رکھو رام جیری تہارے
ناکچہہ کری اور ناکر سکی سی	بیت گئی یونہین ساری

سب سکہیاں کہیلوری ہوری | شوبہی بہاگ رچایے
پہیپ کے بیپ موہ نہارو | تا توری دون کی ہین گار

رنگ کا رنگیلا چہب کا چہیلا
شوبہی جیبر کہیلا رے ×

ہولی سندورا

ابہان کری مت گوری | بسر گئی بدہ توری
چلنا ہے رہنا کچھ ناہین | بہیت گئی رہی تہوری
گیان دہیان کا رنگ کہیلی | ہوری کہیلت پیا توری گور

ابیر گلال کے بدرا چہای
شوبہی کا شور مچو رے

ہولی جہنجوٹی

شور دے موہ گاری | ابیسو اوکہو کہیلا رے

بیج مین رے

کنس کے مین کو پی کہیلان | سار گئی موری سار ے
اونگلی بکڑ مروہو پہونچا پکرو | دون گی تہیا تہار ے

عطر گلاب اور چوا چندن کے | مکھ پہ مارت پچکارے

شوروپیا تم چپ چاپ جیو
آئی ہولی سجن تمہارے

ہولی سارنگ

شوکی کہلاج سینچی وار کے | یہہ ایکہی لٹسی سہارے
دھرتی اکاس سبھی ابھی کر چین | کرپا کران پہ پیارے

بگڑی سب کے جین بین بناوت
جیسی شو کی کاج سنوارے

اشعار متفرقات و تہنیت تشریف آوری
شاہزادہ لندن ولیعہد بہادر و صفت جلسہ ہا

جابجا

مطلع در انتظار مقدم مقام اگرہ

مبارک شاہزادہ کے ہمیں کیا انتظاری ہے | کہ جس کی چال کے سب سے ملی یہ خاکساری ہے

در صفت روشنی اگرہ

آگرہ آتی شہی کی اک گلستان بن گیا | روشنی ایسی ہوئی سرو چراغان بن گیا

جو دیا شہ نی تہا اوسکا یہ دیا آیا نظر	جو بسی اقبال کے کل ہند رضوان بن گیا

در صفت روشنی روضہ تاج

ہی روشنی پہ تاج کی کیا کیا بہار آج	پتہ پتی کی کہتا ہی دیکہو سنگار آج

در صفت شہر جی پور

جیپور ہی اک جہان مین جنت نشان ہے	ہر ایک مکان اوسکا گویا لامکان ہے
ملیا پر جو چہتی تو ہی عرش سامنی	یعنی خدا کی ملنی کا وہ ہی نشان ہے
فوارون کی بہار نہ کچہہ مجہسی پوچہئی	اونکی ثنا مین قاصر مہنہ مین زبان ہے
جب دیکہو اونمین جہم جہم مینہ سا برستا ہے	چہینٹون پہ اونکی قربان دل و جان ہے

در صفت ہوا محل جی پور

ہوا محل پہ ہوای بہشت قربان ہے	پریون کی منزل اونہین کو شایان ہے

در صفت جالی ہای چونہ تمام شہر

عجب جیپور کی دیکہی ہم نی جالی	دل مضطر نی ہی یہان جا لگی جالی

در بیان زبان و گفتگوی جیپور

جی پور کی جو بیون سی الگ سروری ہے	پر کایین کامین اوسکی ہی نفرت ضروری ہے

بیان شیران جی پور

شجروں کے دیکھی کا وہ دل سی قصد کرے — ہوئی ہیں سی ڈالی جو جانکو سر پہ دہرے

فقط

تہنیت تولد فرزند دلبند نجابانہ مسٹر ڈمنڈ ہنری فیلڈ صاحب لفٹنٹ توپخانہ جنسی مہاراجہ صاحب بہادر والئے راج گوالیار زاد عمرہ

یہہ فرزند دلدار پیدا ہوا ہے — نصیبے کا بیدار پیدا ہوا ہے

مبارک تمہیں ہوئی اڈمنڈ صاحب — کہ گھر میں یہہ سردار پیدا ہوا ہے

نہ دولت کی ہوگی کمی اب تمہین — کہ بیٹا گہربار پیدا ہوا ہے

رہوگی سدا پہولتی پہلتی تم — شگفتہ یہہ گلزار پیدا ہوا ہے

چمن آرزو ساری گہر کا کہلا — کہ شجر ثمردار پیدا ہوا ہے

لبالب مئی عیش سی ہوگا جام — خوشی کا طلبگار پیدا ہوا ہے

مہہ و خور سی کیا اوسکو تشبیہہ دون — سراسر پر انوار پیدا ہوا ہے

تمہین ہوگی کیتا نئی اس سال مین — ترقی کا آثار پیدا ہوا ہے

جبین پر سعادت کے سب طور ہین — یہہ ایسا خوش اطوار پیدا ہوا ہے

کرو شور سودائی! اسکے رہا تہہ بلایہ — کہ اچھا خریدار پیدا ہوا ہے

براندی کا اک یار پیدا ہوا ہے

خدا عمر اسکی کری اب دراز	کہ گہ [illegible] پیدا ہوا ہے
مبارک سلامت کی ہی دہوم تمام	یہہ [illegible] ہوا ہے
کہا جب کسی نی کہ ایشور صاحب	تمہین اسپہ کیون بہار پیدا ہوا ہے

تو بولی کہ باغ جہان مین نہ ایسا
کوئی گل نہ کھلتا جو پیدا ہوا ہے

تاریخ تولید فرزند مذکور مجموعہ سرور

ہوا ادمنڈ صاحب کے جو فرزند	بر آئی شوہر مہری دل کی امید
لب بام فلک سی آئی آواز	چراغ خانہ ہی تاریخ تولید

تاریخ تعمیر مسجد محمد نور خان صاحب پنشن یافتہ وردی میجر رجمنٹ ہفتم سواران مقیم چہاونی مرار علاقہ گوالیار ملازم سرکار انگریزی ہے

وردی میجر مین نور خان جو یہان	اون کی ڈالی ہوئی بنا ہی یہہ
سن ہجری برس سی آئی ندا	شور لکھہ خانہ خدا سے یہہ

مبارکباد سالگرہ برخوردار انوار الحق فرزند احمد جان کے [illegible] صاحب عرف جان عالم رئیس

مبارک ہووی یہہ انوار حق کی سال گرہ	ہی اسکو [illegible] وبال گرہ

چمن مین پہولی نسیم سحر جو پہرتی ہی	تو دل سی کہولتا ہے غم کی ہر نہاں گرہ
ہوئی ہی ساٹ سکی اب اسکی عمر عزیز	لگائی دیکہہ کے حق نی یہہ نیک فال گرہ
خوشی سی کہولا ہے والد نی عقدہ دلکو	کہ سال بہر سی ہی اونکو تہا خیال گرہ

دعا ہی شوہر کی اس رشتہ سعادت مین
اسی طرح سی ہون یارب ہزار سال گرہ

سہرہ شادی خانہ آبادی مسٹر جارج اسمتھ صاحب ڈاکٹر رییس لکہنو ملازم راجہ صاحب
بہادر والئے بیکانیر

جارج اسمتھ کے سر باندہا جو یہہ زر سہرا	اپنی جامہ سے سراسر ہوا باہر سہرا
بعد مدت کے خدا نی یہہ گہر آباد کیا	کیون نہ ہو جائے یہہ سر جرہ کی مفخر سہرا
چاند دولہا کو کہون مین تو دلہن ہے سورج	دونو پر باندہو ستارون کا برابر سہرا
چرخ نی بہی دعا جوڑکی سر پہنچا	کہکشان ماہ مین انجم کا لگا کر سہرا
عقد کی بعد کو روشن ہو چراغ خانہ	جلد وہ دن بہی دکہادی یہہ منور سہرا
دہوم اس شادی کی جب جشن کو پہونچی	جلوہ نور کا وہ لائی بنا کر سہرا
ساقیا بادہ گلگون کا ذرا دور چلے	پہر سی آنکہون مین اپنی ہی جہلکر سہرا
لکہنو پہونچی جب اس سہرہ کی خوشبو اڑکر	جب خوشی ہو کی لگی گانی یہہ گہر گہر سہرا

شور نے ہاتھ میں لے جام کو دولہا سے کہا
تو مبارک ہو تمہیں اے مہ انور سہرا

تاریخ وفات مسماۃ امراؤجان رشک حور غلمان طوایف سکنہ میرٹھ عفی عنہا

تھی ایک امراؤجان میرٹھ میں
حسن تھا بڑھ کے حور غلمان سے
جب اجل کی خزان نے آگھیرا
گل چلا مثل بو گلستان سے
ہوا تن زیب جب کفن اوسکا
شق ہوا سینہ شور و افغان سے

سنکے یہہ شور نے لکھے تاریخ
اوڑ گئی بس پری پرستان سے
۱۲ ہجری ۹۴

تاریخ انتقال پرملال منشی منوہر لعل رئیس علیگڈہ سررشتہ دار فوجدار ضلع میرٹھ عفی عنہ

گئے دنیا سے جب منوہر لعل
دل آ ... ا ہے
بگڑا گھر اون کے جان جانے سے
جان ... لے ہے
صفت میں بجے تھے وہ موصوف
ہر جگہہ ... ہے
آگئی پیک اجل نے ایک دم میں
روح فنا ... ہے
پڑگیا شور اسکا عالم میں
دھوم ... ہے

ن کی باعث	غم کی برچھی سی اک چبھا کی ہی
نیٹ دیہی پی تاریخ	رات دن غم سی لو لگا کی ہے

آرشن سر کو پیٹ یون بولا
ماہی ری یہہ رضا خدا کی ہے

تاریخ طبع دیوان ہذا از نتایج طبع مؤلف صاحب

دیوان چھپا جو دوسرا یہہ	دل اس پہ نثار ہی بلاشک
شوخی کلام و بندش چست	کیا نقش و نگار ہی بلاشک
تھی فکر کہوں جو اسکی تاریخ	دشوار یہہ کار ہی بلاشک

لکھو شور صدا فلک سی آئے
سب باغ و بہار ہی بلاشک

۹۴ ہجری ۱۲

تقریظ و تاریخ دیوان ہذا از نتایج طبع رسا فکر دکا خوش بیان انتخاب شعرای زمان ذہین و متین حکیم فصیح الدین صاحب متخلص بہ رنج رئیس قدیم شہر میرٹھ محلہ نبی سرا زاد کرمہ

ای رنج جہان عیب بینی کی لئی	حالانکہ سخن ہے دل نشینی کی لئی
پروہ ہی یہہ گلشن ماحت جس کی	سحبان آتا ہی خوشہ چینی کی لئی

مشتاقان حسن عروس سخن فی الرباو منتظران مشاہدہ جمال شعر
مژدہ گوش جان دو نوید تاب سے سا دوستون کو مسرت
خبر روح فزا منتظرون کو بشارت صبر با کہ اندنون
مرتبت نا تر شیرین فرصت ہو کے بہت اندیش مہر جاج ہین صاحب شوق تخلص
جسکے رای روشن پر شمع طور پروانہ جسکی حکمت پر فیلسوف سا فرزانہ دیوانہ جسکی ذہن
رسا سی رسائی بہرہ مند جسکی رسائی ذہن سے شیوا بیانی ارجمند یادگار سخنوران
زمانہ غرض اپنی فن مین یگانہ چہپا ہی بندش مضامین اور ترکیب الفاظ مین اگر
مبالغہ نہ سمجہا جاے تو جادو کیا ہی دیکہہ لو ہاتہ کنگن کو آرسی کیا صاحب دیوان نے
مجہسے جو تقریظ دیوان ہذا کی لکہائی ہی سچ یہہ ہی کہ کہہ کی پابندی کسوٹی
پر چڑہائی ہی کجا دیوان سحر البیان کہان ہیچ لکہا سکے من ہیچمدان اللہ تعالی
اس برگزیدہ کلام کو سلامت رکہی اور نام نامی اس نامور کا جاری تا قیامت رکہی
ایک قطعہ تاریخ پر تقریظ کا خاتمہ کیے دیتا ہوں اور بعمر لئی لیتا ہوں سن

قطعہ تاریخ

چہپا ہی یہہ شور کا جو دیوان | بینا کن جشن ہے یہہ
ہر شعر ہے دل فریب اسکا | دیوان [illegible] ہے یہہ